ورلڈ کرسچن بکس نمبر ۸

شہادتِ انجیلِ یُوحنّا

مُصنّفہ

جارج اپلیٹن

مترجمہ

اصغر فضل الٰہی پالؔ

پنجاب ریلجس بُک سوسائٹی

انار کلی - لاہور

بار اوّل — ۱۹۶۱ء — تعداد ۱۰۰۰

مندرجات

مترجم کا پیش لفظ

مجھے اصل انگریزی کی کتاب تقدس مآب بشپ چنڈورے صاحب ڈی ڈی نے دی تھی تاکہ میں اسے زبانِ اُردو میں ترجمہ کروں۔ جب میں نے مذکورہ انگریزی کی کتاب کو بنظرِ عمیق پڑھا تو میں اس کے عمیق خیال سے بے حد متاثر ہوا۔ فاضل مُصنف نے انجیل یُوحنا کی شہادت کو ایک عجیب و غریب انداز سے پیش کر کے مُقدس یُوحنا رسُول کے جانفزا پیغام نجات کو پیش کیا ہے۔

فاضل مُصنف اس امر کا مُدعی ہے، کہ ربنا یسُوع المسیح لامحدُود خُدا کا آخری کلام ہے وہ کلمۃ اللہ ہے اور اُسی کی ذات اقدس میں کل دُنیا کے مسائلِ حیات اور حیات بعد الممات کے کل سوالات کا حل پایا جاتا ہے۔ مُقدس یُوحنا انجیل یُوحنا میں ان حقائق کی گواہی دیتا ہے۔ لہٰذا زمانہ حال میں ہر مسیحی کا فرض منصبی ہے کہ وہ مذکورہ انجیل مُقدس کے اس عظیم الشان پیغام کو گواہی کی صُورت میں پیش کرے اور یُوں ہر قسم کے سوالات واعتراضات کا جواب دے۔

چُونکہ میں نے تقدس مآب بشپ چنڈورے صاحب کے جذبۂ بشارت سے مسحور ہو کر اس کتاب کے ترجمہ کے لئے اپنا قلم اُٹھایا تھا، اس لئے میں اس ترجمے کو بشپ صاحب کے اسم گرامی سے منسُوب کرتا ہُوں۔

؎ گر قبُول اُفتد زہے عزّ و شرف

احقر

اصغر فضل الٰہی پال

پی۔ آر۔ بی۔ ایس۔ لاہور

۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

منجانب مدیر اعلیٰ

بیسویں صدی کا آغاز مسیحی کلیسیا کے لئے ایک اُمید کا دور تھا۔ مغربی کلیسیائیں ایمان میں مضبوط اور متمول نظر آتی تھیں اور ممالک المرتبہ جدید کلیسیائیں دنیا کے تقریباً تمام حصوں میں بڑی تیزی سے ترقی کر رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انجیل کی خوشخبری بغیر کسی شدید مخاصمت و مخالفت کے تمام روئے زمین پر پھیلتی چلی جائے گی لیکن اس مشاہدہ کے پچاس سال کے عرصہ کے بعد اب ساری چیزوں کا رنگ و روپ بدل چکا ہے۔ ہر ایک مسیحی جانتا ہے کہ موجودہ ایام کلیسیا کے لئے مشکلات کے ایام ہیں۔ قدیم مذاہب انجیل مقدس کی مزاحمت کے لئے نئی زندگی اور نئی قوت حاصل کر رہے ہیں۔ جدید معتقدات (مثلاً اشتراکیت) کروڑوں ایمانداروں کو اپنی طرف جذب کر رہے ہیں۔ مسیحیوں کا ایمان ہے کہ خداوند یسوع مسیح انسان کے لئے خدا کا آخری کلام ہے اور کل مستقبل اُسی کے دستِ مبارک میں ہے۔ وہ اس امر سے بھی باخبر ہیں کہ مسیحی ایمان کبھی بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ نشو و نما پا سکتا ہے جب تک مجموعی طور سے کلیسیائیں اور انفرادی طور سے مسیحی لوگ اپنے ایمان کی گواہی کے لئے نئی زندگی، نیا اعتماد اور نئی قوت حاصل نہ کر لیں۔ موجودہ ایام میں ہر مسیحی

کو انجیل مقدس کا مبشر بننا لازمی و لابدی ہے۔
آج کی دُنیا میں محض اعتقاد رکھنا ہی کافی نہیں۔ ہمارے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ ہم اس کی تفہیم بھی حاصل کریں۔ دُنیا کے ہر حصہ سے ایسی کتابوں کی مانگ پیدا ہو رہی ہے جن کے مطالعہ سے ہر ایک مسیحی اپنے ایمان کی سُوجھ بُوجھ حاصل کر سکے تاکہ وُہ ان سوالات کے جوابات معلوم کر سکے جو آج اُس سے اور دیگر مسیحیوں سے پُوچھے جاتے ہیں اور وُہ اس بات کو سمجھے کہ مسیحی ایمان کو کس طرح دُوسرے لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ یہ عالمی مسیحی کُتب کا سلسلہ اس خاص مسیحی ضرورت کو پُورا کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یہ کُتب خاص طور پر نئی پود کی کلیسیاؤں کے لئے ہیں۔ تاہم موجودہ حالاتِ زندگی میں اب نئی اور پُرانی کلیسیاؤں میں کوئی فرق نہیں رہا۔ تمام کلیسیاؤں کے مدِ مقابل ایک ہی قسم کے مسائل درپیش ہیں۔ تمام ممالک میں ایک ہی طرح کے سوالات پُوچھے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ کُتب اُن لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جنہیں تبلیغ و تدریس کی بلاہٹ ہے اُمید کی جاتی ہے کہ جو مواد ان کُتب میں پیش کیا گیا ہے، ایسے لوگوں کی معاونت کرے گا تاکہ وُہ اپنے کام کو زیادہ موثر طریق سے سرانجام دے سکیں۔ ہمارا نصب العین یہی رہا ہے کہ ہم ان خیالات کو ایسی سادہ عبارت میں لکھیں کہ عام شرکائے کلیسیا جو اپنے ایمان کا مطالعہ کرنے کے خواہشمند ہیں، اس خزانۂ کُتب کو انفرادی اور مجموعی مطالعہ کی صُورت میں استعمال کر سکیں تاکہ وُہ مسیحی ایمان کے علم اور اس کی معرفت میں نشو و نما پائیں۔
یہ سلسلہ کُتب پہلے پہل زبان انگریزی میں چھپ رہا ہے لیکن ہمارا یہ ارادہ ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو یہ کُتب مسیحی دُنیا کی تمام رائج الوقت زبانوں میں ترجمہ ہو کر عوام کے ہاتھوں میں چلی جائیں۔ اس سلسلہ کُتب کے مصنفین کو دُنیا کے مختلف

ممالک اور کلیسیائے عالمگیر کی مختلف شاخوں سے منتخب کیا گیا ہے۔ اس مہم کے لئے خاص زور نئی کلیسیاؤں پر دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عظیم الشان کام کو سر انجام دینے کے لئے مختلف آوازیں پیدا ہوں گی لیکن ہمارا نصب العین اور اُمید یہ ہے کہ ہم مختلف خیالات اور مختلف زبانوں کے وسیلہ کلیسیا کے ایمان کو جو ایک خداوند پر ہے صریح طریق سے دُنیا کے سامنے پیش کریں۔

سٹیفن نیل
(بشپ)

پہلا باب

گواہ بذاتِ خود

چوتھی انجیل کا کون مصنّف تھا؟

چوتھی انجیل کا کون مصنّف تھا؟ اس سوال کا جواب جو تاریخ کلیسیا کے شروع سے اب تک دیا گیا ہے یہ ہے کہ انجیل مذکورہ کو زبدی کے بیٹے یوحنّا نے جو خداوند یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے ایک تھا قلمبند کیا تھا۔ لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ اس انجیل میں بھی مصنّف موصوف کا نام کہیں نہیں پایا جاتا۔ یہ معلوم کرنے کیلئے کہ اس انجیل کا مصنّف کون تھا ایک طالبِ حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذیل کے امور کو مدِّنظر رکھے:۔

(الف) وہ اشارات جو انجیل مذکورہ میں مندرج ہیں۔

(ب) کلیسیائے جامع کی روایات۔

(ج) تاریخی امکانات و احتمالات۔

یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ تینوں امور مل ملا کر ہمارے سوال کا قطعی طور سے کوئی تسکین بخش جواب نہ دے سکیں۔

اس انجیل شریف کی تصنیف و تالیف کے متعلق ایک اشارہ ملتا ہے جو انجیل شریف کے اوراق ہی میں موجود ہے۔ اکیسویں باب کی چوبیسویں آیت میں مرقوم ہے کہ "یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے۔ اور جس نے ان کو لکھا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے۔" اس آیت سے قبل بیسویں آیت میں اُس شاگرد کی طرف اشارہ ہے جس سے ہمارا آقا و منجی محبت کیا کرتا تھا۔ ممکن ہے کہ کلیسیا جس کے لئے یہ انجیل پہلے پہل تحریر کی گئی اس مقام پر اس کے مصنف کے لئے ایک شہادت پیش کرتی ہے۔ انجیل مقدس میں اس شخص کا نام جس سے یسوع پیار کرتا تھا کہیں بھی نہیں پایا جاتا۔ ہمارے لئے یہ ایک دلچسپ مشق ہے کہ ہم یہ دریافت کریں کہ مذکورہ بالا شخص کون تھا؟ وہ شخص سات شاگردوں میں سے تھا جنہیں خداوند یسوع تبریاس کی جھیل کے کنارے پر نظر آیا تھا۔ (ملاحظہ ہو ۲۰ : ۷)۔ وہاں پطرس، تھوما، نتھانی ایل، زبدی کے بیٹے اور دو اور اشخاص تھے جن کے نام یہاں مرقوم نہیں۔ دیگر اناجیل میں زبدی کے دونوں بیٹوں کے نام یعقوب اور یوحنا دیئے گئے ہیں۔ یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ چوتھی انجیل کے مصنف کا نام کہیں بھی مرقوم نہیں۔ یہی محبوب شاگرد پطرس کے ہمراہ قبر کی طرف بھاگا تھا۔ (ملاحظہ ہو ۲۰ : ۲) یہی شاگرد مسیح کی صلیب کے قریب کھڑا تھا اور اسی شاگرد نے خداوند یسوع مسیح کی والدہ ماجدہ کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لی تھی۔ (ملاحظہ ہو ۱۹ : ۲۶)۔ یہی شاگرد آخری فسح کے وقت شافئِ دوجہان کے سینے کی طرف جھکا تھا (ملاحظہ ہو ۱۳ : ۲۳)۔ چوتھی انجیل ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ فسح پر کون کون سے شاگرد موجود تھے لیکن مقدس مرقس ہمیں بتاتا ہے کہ خداوند نے بارہ شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا تھا (لوقا ۱۶ : ۱۷)۔ لازم آتا ہے کہ خداوند کا محبوب شاگرد ان بارہ شاگردوں میں موجود تھا۔

دیگر اناجیل سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پطرس یعقوب اور یوحنا نے مسیح کے گرد ایک خاص الخاص بے تکلف حلقہ ارباب بنا رکھا تھا۔ لہٰذا یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ محبوب شاگرد لا محالہ اس گہرے اور مشفقانہ حلقہ کا ایک رکن تھا۔ وہ پطرس نہیں ہو سکتا کیونکہ پطرس اور اس محبوب شاگرد کا اکٹھا تذکرہ اس انجیل میں پایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو ۲۰ : ۲۔۳)۔ یعقوب نہ بدی کا بیٹا ہیرودیس کے حکم سے غالباً ۴۴ عیسوی میں قتل کروا دیا گیا تھا۔ یوحنا کی انجیل کے اکیسویں باب کی بائیس ۲۲ اور تیئیس ۲۳ آیات اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہ محبوب شاگرد بے حد معمّر حالت تک زندہ رہا تھا۔ اب اگر وہ محبوب شاگرد اس بے تکلف حلقے کا ایک رکن تھا تو وہ یوحنا بن زبدی ہی ہو سکتا ہے۔ یہ استدلال دیگر شہادتوں کے عین مطابق ہے اور دیگر دو اقتباسات (یعنی یوحنا ۱ : ۴۰۔۴۱ و ۱۹ : ۳۵) کے بھی عین مطابق ہے جہاں ایک شاگرد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن اس کا نام نہیں لیا گیا۔ اس نتیجہ سے ہر ایک شخص کو اتفاق نہیں لیکن اسی قسم کی حجت کی بنا پر جس کا دار و مدار انجیل جلیل ہے بہت سے لوگ اس خیال کو مانتے ہیں کہ یہ انجیل یوحنا رسول ہی نے قلمبند کی تھی۔

جب ہم ابتدائی کلیسیا کی شہادت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس شہادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابتدائی دور کے کثیر التعداد مسیحی مصنفین یوحنا رسول کے متعلق رقمطراز ہیں کہ آپ انتہائی بڑھاپے کی عمر تک افسس کے مقام پر رہتے تھے اور آپ نے اپنی انجیل مبارک کو قیام افسس کے ایام ہی میں تحریر فرمایا تھا۔ ان مصنفین میں سے ایک کا نام ارینیس[ل] ہے جو کہ ایک عالم بے بدل تھا۔ اس کی تاریخ وفات ۲۰۲ عیسوی ہے۔ لیکن ہمارے

ل IRENEUS.

رکھتا تھا۔" اس کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ "شاگرد جو یسوع کو پیار کرتا تھا۔" لیکن مصنف کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اُس اصول کو پیش کرے جو یُوحنا کے پہلے خط میں مندرج ہے "ہم اس لئے محبت رکھتے ہیں کہ پہلے اُس نے ہم سے محبت رکھی۔" (۱یُوحنا ۴: ۱۹) کسی دُوسرے شخص کے خیالات اور کردار کو سمجھنے کے لئے جذبہ محبت سے بہترین اور کوئی قابلِ اعتبار طریقہ نہیں ہو سکتا۔ عقل اور الفاظ ہمارے معاون تو ضرور ہیں بلکہ اُن کا وجُود ہمارے لئے بے حد ضروری بھی ہے، لیکن محبت کے گہرے شخصی تعلقات سے ہمارے اندر بلاواسطہ بصیرت اور ادراک پیدا ہوتا ہے، جو کسی اور طریق سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بعینہٖ اُن دو اشخاص میں سے جو ایک دُوسرے سے محبت کرتے ہیں دونوں اس بات پر رضامند ہیں کہ وہ اپنے خیالات وجذبات کو ایک دُوسرے کے سامنے کھول کر رکھ دیں۔

"تمہیں مَیں نے دوست کہا ہے اس لئے کہ جو باتیں مَیں نے اپنے باپ سے سُنیں وہ سب تُم کو بتا دیں۔" (یُوحنا ۱۵: ۱۵)

اس گواہ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جو "یسُوع کے مُنہ کی طرف جُھکا ہُوا تھا۔" یہ ایک خاص گہری رفاقت کی تصویر ہے۔ اس شاگرد کو بمقابلہ دیگر شاگردوں کے خُداوند کے اصل مقصد و مفہوم تک رسائی تھی۔ پہلی تین اناجیل کے مطابق مقدس یُوحنا رسُول خُداوند کے اندرونی حلقہ کے تین شاگردوں میں سے ایک تھے۔ ان تجربات میں جو ان اناجیل میں قلمبند ہیں یُوحنا نے یسُوع مسیح کی زندگی کے ایک طویل حصہ کو شامل کیا ہے اور یسُوع کے مطلب کو بوسیلہ مراقبہ بیان کیا ہے اور اُن سچائیوں کو جو مسیح نے سکھائی تھیں رُوحانی تجربات کے رنگ میں ثابت کیا ہے۔ مقدس یُوحنا یسُوع کا ترجمان ہے۔ وہ اپنے اُستاد

اور خداوند کے کردار و گفتار کی تاریخی شہادتوں کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہوتا ہے تاکہ ان حقائق کے روحانی اور غیر فانی معانی کے سچے موتیوں کو زندگی کی تہ میں سے نکال کر باہر لائے۔ کلیمنٹ؎ اسکندریہ کا باشندہ تھا (جس کی تاریخ ولادت تقریباً ۱۵۰ء ہے) وہ ایک روایت جو اس نے اپنے زمانہ سے قبل کے مصنفین اور اُستادوں سے حاصل کی تھی، ہمارے سپرد کرتا ہوا کہتا ہے "مقدس یوحنا مبشرین انجیل میں سے آخری مبشر تھا جب اس نے دیکھا کہ موجودہ اناجیل میں خارجی واقعات کو جڑ دیا گیا ہے تو اپنے دوستوں کے صلاح و مشورہ سے اور ربانی طاقت سے پاک روح کے اثر و تاثیر سے متاثر ہو کر اس نے ایک روحانی انجیل کی تصنیف کی۔" یوحنا کی انجیل کا پیغام روحانی ہے۔ تاہم اس کی جڑیں، ان واقعات میں جو ظہور پذیر ہوئے، ان نشانات میں جنہیں یوحنا نے مسیح کو کرتے دیکھا اور ان عظیم الشان اقوال میں جن کا اعلان مسیح نے کیا تھا مضبوطی سے لگی ہیں۔

خداوند یسوع مسیح کی تبدیلِ شکل کے موقعہ پر یوحنا رسول اور اس کے دو ساتھیوں کو یہ عزت بخشی گئی تھی۔ کہ وہ ہمارے خداوند کی انسانی فطرت کے حجاب کو اُٹھا کر اس کی ذاتی حقیقت تک رسائی حاصل کریں چنانچہ یوحنا اور اس کے ساتھیوں نے خداوند کے ابدی جلال کو دیکھا تھا۔ اپنی سعدی انجیل کے اوراق میں مقدس یوحنا اس بھید کا مظاہرہ کرنے میں سرتاپا کوشاں ہے اور ظاہری مطالب کے بجائے گہرے مطالب کی تلاش میں مصروف ہے۔ الفاظ کے وہ پھول جو خداوند کے معجز بیان لبوں سے نکلے اور وہ مبارک اعمال جو مسیح نے اس دنیا میں سرانجام دئے یوحنا کے خیال کے مطابق روحانی عالم کے گہرے حقائق کی علامتیں ہیں۔ مقدس یوحنا خداوند کے لاتعداد کاموں میں سے جو

اُس نے کئے سات کا انتخاب کرتا ہے (ملاحظہ ہو یُوحنا ۲۰ : ۳۰) اور وہ اُن کاموں کو " علامات " بتاتا ہے۔ اُس کے خیال کے مطابق یہ علامات رحم محض کے کاموں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ یوں کہنا موزوں و مناسب ہو گا کہ یہ علامات ابن المسیح کی الٰہی قوت کے اثبات ہیں۔ یہ علامات یہ بات ظاہر کرتی ہیں کہ رُوحانی عالم میں لگاتار کیا ہوتا رہتا ہے۔ جب خُداوند المسیح شفا یابی کا کام سرانجام دیتا ہے تو یہ فعل اس بات کی علامت ہے کہ خُدائے پاک کی ازلی مرضی مخلوقات کی صحت اور تندرستی ہے جب خُداوند ہجوم کو کھانا کھلاتا ہے تو یہ فعل رُوح کی خوراک کا ثبوت ہے جو مسیح بخشتا ہے۔ جب خُداوند مُردوں کو جلاتا ہے تو یہ فعل اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ مسیح زندگی کا دینے والا اور موت کا مالک ہے۔

یہی پیغام ہمارے خُداوند کی تعلیم میں نظر آتا ہے۔ پہلی تین اناجیل میں خُداوند تمثیلوں کے ذریعہ تعلیم دیتا ہے۔ یہ کہانیاں حقیقی زندگی سے حاصل کی گئی ہیں جو زندگی کے ایسے مقامات و حالات سے متعلق ہیں کہ سامعین فوراً ہی اُن کی ماہیت تک پہنچ جاتے ہیں۔ خُداوند اُن سے استفسار کرتا ہے کہ وُہ اس واحد نکتہ پر جس کے لئے کہانی بیان کی گئی ہے اپنا قطعی فیصلہ دیں " ان تینوں میں سے اُس شخص کا جو ڈاکوؤں میں گھر گیا تھا تیری دانست میں کون پڑوسی ٹھہرا ؟ "

(لُوقا ۱۰ : ۳۶)

سامعین سے اسبات کا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وُہ اس سبق کو اپنی اپنی زندگی میں استعمال کریں۔ مقدس یُوحنا کی انجیل پاک کے اوراق میں ہمارا خُداوند یسوع مسیح تمثیلوں میں کلام نہیں کرتا، بلکہ روزمرہ کی زندگی کی چیزوں کو لیتا ہے۔ مثلاً پانی۔ روٹی۔ مَے۔ روشنی۔ اچھا چرواہا وغیرہ اور اُن کو علامات و اشارات کے رنگ میں

پیش کرتا ہے اور اپنے سامعین سے اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ وہ انہیں رُوحانی عالم کے حقائق کے اشارات تصوّر کر کے اُن کی ترجمانی کریں۔ اس خیال کو مدِنظر رکھتے ہوئے خداوند انگور کے درخت کی تشبیہ استعمال کرتا ہے مسیح خود تو انگور کا درخت ہے اور باپ باغبان ہے اور شاگرد ڈالیاں ہیں۔ جب تک ہم اُس کے ساتھ متحد و وابستہ رہتے ہیں، مسیح کی زندگی ہماری زندگی میں دورانِ خُون کی طرح حرکت کرتی ہے۔ لہٰذا مبشرِ انجیل اشارات و نشانات کو استعمال کرتا ہے تاکہ موجودات کے متعلق اپنے نقطۂ نظر کو صاف و صریح الفاظ میں واضح کرے۔ اس کے خیال کے مطابق دُنیا کی چیزیں اور زندگی کے واقعات ایک حجاب کی شکل میں نہیں ہیں جو خُدا کی سچائی اور مساعی کو ڈھانکتا ہے وہ اُن لوگوں کے لئے جو آنکھیں رکھتے ہیں ایک مکاشفہ ہے تاکہ وُہ دیکھیں کہ رُوحانی عالم میں کیا کچھ ہو رہا ہے جونہی ہم مقدس یوحنّا کی انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو گویا ہم ایک جھروکے سے جھانک کر بقائے دوام پر نظر ڈالتے ہیں اور خالقِ ازل و مالک دوجہان کو مصروفِ کار دیکھتے ہیں۔

چوتھی انجیل بحیثیّتِ گواہ

مُقدّس یُوحنّا رسُول ایک قطعی بشارتی مقصد سے اپنا قلم اُٹھاتا ہے "لیکن یہ اس لئے لکھے ہیں کہ تُم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خُدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ"۔ (یوحنّا ۲۰ : ۳۱)

رسُول کا یہ نصب العین یہود اور غیر یہود بلکہ سب اقوام کو اپنے دائرہ نجات میں شامل کرتا ہے۔ عام طور پر اس انجیل کے اوراق میں لفظ "یہودیوں" کا اطلاق

اُن لوگوں پر ہے جنہوں نے ربنا المسیح کو ردّ کیا تھا تاہم مقدس یوحنّا کے پروگرام میں وہ بھی شامل ہیں تاکہ وہ بھی مسیح موعود کو جس کے وہ عرصۂ طویل سے منتظر تھے قبول کریں۔ یوحنا رسول اس موضوع پر اپنے دعویٰ کو بڑی معقولیت سے پیش کرتا ہے اور ایک عینی شہادت کے بعد دوسری عینی شہادت پیش کی جاتی ہے تاکہ قدیم یہودی سامعین اور آخری زمانہ کے ناظرین ان باتوں سے قائل ہو کر ایمان لائیں کہ یسوع ہی مسیح ہے۔ وہی آنے والا تھا اور وہی اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ رسول کی دلی خواہش وہی ہے جو مقدس پولوس رسول کی تھی کہ اسرائیل نجات پائے (ملاحظہ ہو رومیوں ۱۰: ۱) اس خیال پر ایمان لانا کہ یسوع ابن اللہ ہے اس خیال سے وسیع ہے کہ وہ المسیح ہے اور خداوند مسیح کی عالمگیر مشن کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ محاورہ کہ "یسوع ہی مسیح ہے" یسوع کا تعلق اسرائیل کے بادشاہ سے ظاہر کرتا ہے "یسوع ابن اللہ ہے" کے الفاظ اس کے تعلق کو کائناتِ عالم کے خالق سے جوڑتے ہیں خداوند مسیح پر ایمان لانے سے یہ زندگی یہودیوں اور غیر یہودیوں کے لئے ممکن الحصول ہو جاتی ہے۔

مقدس یوحنا اپنے آپ کو ایک شہادت تصور کرتا ہے۔ اوّل وہ اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ "اور کلام مجسّم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" (یوحنا ۱: ۱۴) جب وہ صلیب کے پاس کھڑا ہوا تو اُس نے پانی اور خون کو یسوع کے چھیدے ہوئے پہلو سے بہتے دیکھا۔ اُس نے اس بات کی گواہی دی ہے اور اُس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا ہے کہ سچ کہتا ہے تاکہ تم بھی ایمان لاؤ۔ یوحنا ۲۱: ۲۴ نیز دیکھیے

لوگ یوحنا کی گواہی کی تصدیق کرتے ہیں "یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے ان کو لکھا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے" اس تیسرے حوالے کا لفظ "ہم" غالباً مسیحی جماعت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے لئے یوحنا نے یہ انجیل قلمبند کی تھی۔ ایک قدیم روایت بتاتی ہے کہ یہ جماعت وہی کلیسیا تھی جو بمقام افسس، ایشیائے کوچک میں مقیم تھی۔

لفظ "گواہ" بطور اسم اور فعل کے چالیس دفعہ انجیل کے اصلی یونانی متن میں استعمال ہوا ہے۔ انگریزی ترجمہ میں یہ یونانی الفاظ مختلف رنگوں میں ترجمہ ہوئے ہیں مثلاً "گواہی" "گواہی دینا" "تصدیق کرنا" "ثبوت" وغیرہ۔ مقدس یوحنا نہ صرف اپنی یادداشتیں کو کہ خداوند مسیح نے کیا کہا تھا اور کیا کیا تھا، سپردِ قلم کرتا ہے بلکہ وہ دیگر رسولوں مثلاً اندریاس، فلپس، تھامائی، پطرس، دوسرا یہوداہ اور یہوداہ کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی اپنی شہادتیں پیش کریں۔ موسیٰ، ابراہیم اور عہدِ عتیق کے نوشتے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل سات علامتوں کو تفصیلات کے ساتھ ضابطہ تحریر میں لایا جاتا ہے اور ان کی تفسیر کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں سامریہ کی عورت، اس کے گاؤں کے لوگ، کفرنحوم کے امیر آدمی کا خاندان، وہ آدمی جو اڑتیس ۳۸ سال سے اپاہج تھا، وہ آدمی جو جنم سے اندھا تھا، وہ بھیڑ جس کو مسیح نے جھیل کے کنارے سیر کیا تھا، لعزر جو مُردوں میں سے زندہ کیا گیا تھا سب کو مدعو کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی اپنی شہادت پیش کریں۔ یہ شہادت اس غرض سے طلب کی جاتی ہے تاکہ انجیلِ مقدس کے قارئین کے لئے ربنا المسیح کے عظیم الشان

لہ یعنی ایمان سے حلفاً بیان کرنا۔ مترجم

دعویٰ کا جو وہ اپنے حق میں کرتا ہے، اثبات قرار دیئے جائیں:۔

"زندگی کی روٹی میں ہوں"۔ (یوحنّا ۶: ۳۵)

"دنیا کا نور میں ہوں" (یوحنّا ۸: ۱۲)

"قیامت اور زندگی تو میں ہوں"۔ (یوحنّا ۱۱: ۲۵)

"راہ اور حق اور زندگی میں ہوں"۔ (یوحنّا ۱۴: ۶)

"پیشتر اس سے کہ ابرہام پیدا ہوا میں ہوں"۔ (یوحنّا ۸: ۵۸)

"میں اور باپ ایک ہیں"۔ (یوحنّا ۱۰: ۳۰)

بعض لوگ ربنا المسیح کی قوّت کے کاموں کو سچ ماننا ایک مشکل بات سمجھتے ہیں اور بعض لوگ ربنا المسیح کے عظیم الشان دعاوی کو جو اُس نے اپنے حق میں کئے تسلیم کرنا ایک مشکل امر خیال کرتے ہیں۔ ربنا المسیح کے اعمال (ACTS) اور دعاوی یکساں طور سے تب ہی قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں اگر مقدّس یوحنّا کا بیان ربنا المسیح کی شخصیّت کے عقیدہ کے متعلق درست ہو۔ ان حالات میں اگر ربنا المسیح فی الحقیقت ابن اللہ تھا تو ہمارے لئے کوئی مشکل بات باقی نہیں رہتی۔ اس کے برعکس اگر ربنا المسیح ابن اللہ نہیں تھا تو اُس کی تمام علامتیں ناقابلِ اعتبار ہوں گی اور اُس کے سب دعاوی کفر آمیز ہوں گے۔ مقدّس یوحنّا کے خیال کے مطابق المسیح کلام تھا، اور یہ کلام خدا کے ساتھ تھا اور یہ کلام خدا تھا۔ المسیح کی خدمت کے ایّام سے لے کر چوتھی انجیل کے لکھے جانے تک یعنی ساٹھ سال کے عرصہ نے مقدّس یوحنّا کے اس ایمان کو مضبوط کر دیا تھا۔ یوحنّا کی انجیل کے مطالعہ کنندگان کو مدعو کیا جاتا ہے کہ وہ اس موضوع کے متعلق خود اپنا فیصلہ کریں۔

چوتھی انجیل اور باقی تین اناجیل

جب ہم چوتھی انجیل کا باقی تین اناجیل سے موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں ان میں نمایاں اختلافات نظر آتے ہیں۔

اگر ہمارے پاس صرف تین انجیلیں ہوتیں تو ہم شاید یہ خیال کرتے کہ ہمارے خداوند کی خدمت کا وقفہ بمشکل ایک سال تھا، اور خداوند کا یہ پورا وقت گلیل ہی میں صرف ہوا تھا لیکن چوتھی انجیل میں فسح کی تین عیدوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ۲: ۱۳، ۶: ۴، ۱۱: ۵۵) لہٰذا مسیح کی خدمت تقریباً تین سال کے عرصہ تک جاری رہی تھی اور اُس کی خدمت کا کثیر حصہ یہودیہ ہی میں صرف ہوا تھا۔ تاہم، اگر ہم ذرا ہوشیاری سے دیگر اناجیل کا مطالعہ کریں تو ہمیں ان میں ایسے ایسے اشارے ملیں گے کہ مسیح ایک بار سے زیادہ یروشلیم کی طرف گیا تھا اور اپنے آخری دورے سے قبل، جو اُس کو صلیب تک لے گیا، وہ اس مقدس شہر سے پورے طور سے واقف ہو چکا تھا۔ اہل یروشلیم کے متعلق اپنے نوحہ میں ہمارے خداوند نے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا تھا۔

"اے یروشلیم! اے یروشلیم!! تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ہیں اُن کو سنگسار کرتی ہے کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں بھی تیرے بچوں کو جمع کروں مگر تو نے نہ چاہا!" (لوقا ۱۳: ۳۴)

اگر مسیح پہلی ہی بار یروشلیم میں جاتا تو ایسے الفاظ اُس کے لبوں سے ہرگز نہ نکلتے۔ بیت عنیاہ میں ایک شخص رہتا تھا جو مسیح کو اتنی اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ

پورے اعتماد کے ساتھ اپنے گدھے کو اُس کے سپرد کر سکا۔ بالائی منزل کا مالک جس کے ہاں آخری فسح منائی گئی تھی بدیہی طور سے اُستاد کامل کے ارشادِ مبارک کو بسر آنکھوں سے قبول کرنے کے لئے منتظر کھڑا تھا۔ بعینہٖ خواتین یروشلیم بھی ایک بالکل اجنبی شخص کے لئے آہ و بکا کا اظہار کرتی ہوئی اپنے قیمتی آنسوؤں کی جھڑی نہ لگائیں اور نہ ہی یہودیوں کی مجلس شوریٰ العالیہ کا ایک رُکن ایک اجنبی شخص کی تدفین کے لئے اپنی نئی قبر دینے کے لئے تیار ہوتا جب تک کہ وہ اُس سے حقیقی طور سے متعارف نہ ہوتے۔

ایک اور فرق ہفتہ کے اس دن سے متعلق ہے جس دن سانحۂ تصلیب واقع ہوا۔ پہلی تین اناجیل اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ خداوند المسیح نے رات کے وقت اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کی تقریب منائی تھی، اور اگلے دن مصلوب ہوا تھا۔ اور یہ دن ابھی عید فسح کا دن تھا کیونکہ یہودی لوگ ایک غروب آفتاب سے دوسرے غروب آفتاب تک ایک دن گنا کرتے تھے۔ مقدس یوحنا یہ خیال پیش کرتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح عید فسح کی شام کو مصلوب ہوا تھا اور عین اُسی وقت مصلوب ہوا تھا جبکہ عید فسح کے برّے عید فسح کی تیاری کے لئے ہیکل میں ذبح ہو رہے تھے (ملاحظہ فرمائیں یوحنا ۱۹ : ۱۴، ۳۱) اگر یہ بیان درست ہے تو خداوند یسوع مسیح کی موت کا یوم السبت، یوم الفسح تھا اور یہ ایک خاص الخاص دن تھا۔

چوتھی انجیل خداوند مسیح کی اس بحث کو جو یہودیوں کے ساتھ بڑھ رہی تھی بے نقاب کرتی ہے۔ یہ بحث خداوند کی پہلی آمد پر ہیکل کے پاک و صاف کئے جانے سے شروع ہوئی تھی۔ یہ بحث سوکھے ہوئے ہاتھ کے آدمی کو سبت

THE SUPREME COUNCIL (SANHEDRIN)

کے روز شفا دینے سے بڑھ گئی تھی۔ ساتویں اور آٹھویں ابواب میں بہت سے حوالجات مسیح کو مار دینے کے متعلق اور سازشوں کے جوانہیں مذکور ہیں۔ اس بحث کی انتہا اہلِ یہود کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ لعزر کے جلائے جانے کے بعد خُداوند کو ختم کر دیا جائے (ملاحظہ ہو یُوحنّا کی انجیل باب دوم) ان مقامات میں یُوحنّا کی انجیل اور دیگر اناجیل میں برائے نام تفاوت ہے کیونکہ مرقس رسُول اس واقعہ کے قبل کے بیان میں اپنی انجیل میں رقمطراز ہے کہ خُداوند مسیح پر قاتلانہ حملہ اس کے سبت کے نظریہ کے سلسلہ میں کیا گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو مرقس ۲:۲۴، ۳:۲) مرقس رسُول ہمارے خداوند کی اس پیشین گوئی کو قلمبند کرتا ہے کہ خداوند موت کا مزا چکھیں گے۔ (ملاحظہ ہو مرقس ۸:۳۱، ۹:۹، ۱۰:۳۳-۳۴)

چوتھی انجیل کا باقی تین اناجیل سے ایک مزید خصُوصی طریق سے یہ فرق ہے کہ چوتھی انجیل کا اندازِ بیان خُداوند کی جلالی آمد کے متعلق ہے۔ حالانکہ پہلے تین انجیل نویس ہمارے خُداوند کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ وہ جلال میں جلد ہی کسی نامعلوم تاریخ کو آنے والا ہے۔ چوتھی انجیل میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں جیسے کہ مرقس باب ۱۳ یا ان بیانات کے مطابق جو متی ۲۴ اور لوقا ۲۱ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ تینوں اناجیل ہمارے خُداوند کے الفاظ اور ان کے مفہوم و معانی کو ابتدائی کلیسیا کی تفسیرات و تاویلات کے مطابق ضابطۂ تحریر میں لاتی ہیں۔ لیکن جب سال گزرتے گئے اور خداوند المسیح ظہور پذیر نہ ہوئے تو یُوحنّا رسُول نے خُداوند کے الفاظ کا دوبارہ جائزہ لیا اور خُود ان الفاظ کی تشریح و تفسیر کی۔ رسُول اس بات کو پوری طرح سمجھتا ہے کہ آمدِ ثانی سے قبل کا وقفہ ایک طویل وقفہ ہے جو اس معیار سے لمبا ہے جسے شاگردوں نے شروع شروع میں متصور کیا تھا۔ تاہم اس درمیانی حصّہ میں خُداوند یسوع المسیح

اپنے لوگوں سے دُور نہیں ہیں۔ خُداوند واقعی، اپنے وعدہ کے مُطابق اپنے شاگردوں کی محفل میں حاضر و ناظر ہے۔ اُس کی یہ حقیقی موجودگی بوساطت پاک رُوح ہے جس کی آخری منزل بالآخر اُس کا جلالی ظہُور اور عدالت ہے۔ مقدس یُوحنّا کے خیال کے مُطابق ہمارے خُداوند کا صلیبی دُکھ (PASSION) اُس کے جلال کا وقت ہے اور اُس کی موت کا مفہوم اُس کا آسمانی باپ کی طرف سفر کرنا ہے۔ نیز مسیح کی قیامت اُس کی واپسی کا نام ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد (یُوحنّا ۱۶ : ۱۹) اس کی ایک آخری آمد بھی ضرور ہوگی جس میں وُہ دُنیا کے سامنے عدالت کرے گا اور اُس کے جلال کا مظاہرہ ہوگا (یُوحنّا ۲ : ۲۸، ۳ : ۲) شاگردوں کا فرض ہے کہ وُہ قیامت سے قبل خُداوند المسیح میں قائم رہیں اور ایمانداری سے اُس کے نقشِ قدم پر چلیں جب تک کہ وُہ نہ آئے۔

(یُوحنّا ۲۱ : ۲۲-۲۳)

مقدس یُوحنّا نے اس انجیل کو تقریباً پہلی صدی کے اختتام پر قلمبند کیا تھا مُمکن ہے کہ یہ تاریخ زوالِ یروشلم کے پچیس سال بعد کی ہو (۷۰ سن عیسوی) رسُول نے بڑی دانائی سے ان واقعات کو ابتدائی تحریرات سے نظرانداز کر دیا ہے اور یہ واقعات، اُس کے خیال کے مطابق؛ یروشلم کی تباہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں (مثال کے طور پر ملاحظہ ہو لُوقا ۲۱ : ۲۰-۲۴) رسُول یقیناً خُداوند کے ان اقوال کو جو روزِ قیامت سے متعلق ہیں قلمبند کرتا ہے (دیکھئے یُوحنّا ۶ : ۲۹، ۴۰، ۴۴، ۵۴، ۱۱ : ۲۴، ۱۲ : ۴۸) مندرجہ بالا حوالجات میں سے چار حوالے خُداوند المسیح کی تعلیم سے حاصل ہوتے ہیں کہ مسیح زندگی کی روٹی ہے اور وُہ وعدہ کرتا ہے کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے گا اور اُس کی زندگی کو کام میں لائے گا وُہ آخری دن زندہ کیا جائے گا۔ پانچویں

حوالہ آخری روز کے متعلق ہے اور عام قیامت مُردگان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ آخری حوالہ بیان کرتا ہے کہ جو خُداوند پر ایمان نہیں لاتا وہ اُس کلام سے جس کا اُن پر اعلان کیا گیا ہے آخری روز مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ استدلال الٰہی کے طور ماننا پڑتا ہے کہ آخری دن اور آخری قیامت ضرور ہوں گے لیکن جو لوگ اُس پر ایمان لاتے ہیں اُن کی عدالت ہو چکی ہے۔ وہ خُداوند کی غیر فانی زندگی کو اپنی زندگی میں حاصل کر چکے ہیں لہٰذا اُن کی زندگی میں خوف و تردد کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہی۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔" (یوحنا ۵: ۲۴)

بھگتی یا عبادت کی انجیل

ہر انجیل نویس کی آنکھوں کے سامنے ایک خاص قسم کی انسانی جماعت تھی اور ہر انجیل نویس نے اپنی انجیل کو ایک خاص مقصد کے لئے لکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اناجیل ایک دوسری سے متفرق ہیں اور ہر ایک انجیل کا ایک امتیازی نشان یا خصوصیت ہے۔ یہ بات ابھی پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچی کہ آیا چوتھی انجیل کا مصنف باقی تین اناجیل سے واقف تھا یا نہیں اور کیا اُس نے ان اناجیل کے مواد کو استعمال کیا تھا تاکہ وہ اپنے مقصد و نظریہ کو کمال موزونیت سے بٹھائے۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ چوتھی انجیل کا مصنف قارئین کرام

سے پوری اُمید رکھتا تھا کہ وُہ خُداوند یسُوع المسیح کی حیاتِ پاک کے عمومی واقعات سے کافی طور سے باخبر ہوں گے۔ لہٰذا وُہ قارئین کو ان باتوں سے آگاہ نہیں کرتا جو اُنہیں معلوم ہیں۔ وُہ اُن نکات کا انتخاب کرتا ہے جن کی اہمیّت کو وُہ خود نمایاں کرنا چاہتا ہے۔ وُہ اُن کو بار بار پیش کرتا ہے اور یہی چیز اس انجیل میں ایک خصُوصیت پیدا کرتی ہے اِس کا موضوع ایمان ہے (اگرچہ یہ ایک حیرت انگیز بات ہے کہ اُس انجیل میں لفظ (ایمان) کہیں بھی نہیں پایا جاتا)، انجیل ہذا کے مصنّف کے خیال کے مطابق پرستش یا عبادت کرنا ہی ایمان ہے اور عابد کو اس کا معاوضہ خُدا سے وصال یا یگانگت بوسیلہ مسیح حاصل کرنا ہے۔

مقدّس یُوحنّا نے ایک عابد کی حیثیت سے، اپنی آنکھوں سے تواریخی یسُوع المسیح میں ابدی مسیح یا المسیح کو دیکھا ہے جو ابتدائے آفرینش سے خُدا کے ساتھ تھا اور ابدی جلال میں باپ کے ساتھ حکومت کرتا ہے۔ ان ساٹھ سالوں یا اس سے زائد عرصہ میں اُس دن سے جبکہ رسُول خُداوند یسُوع مسیح کے سینہ کی طرف جھکا تھا، اُس پر خُداوند کے وعدوں کی سچائی ثابت ہو چکی ہے۔ اُسے بوسیلہ تجربہ معلوم ہو چُکا ہے کہ خُداوند سچ مچ ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے۔ چنانچہ رسُول اسی مقصد سے رقمطراز ہے کہ وُہ لوگ جو اُس کی انجیل کو پڑھتے ہیں اور اُس کی انجیل کے پہلے قاری، جو پہلی صدی میں اِفسس میں مقیم تھے اور ہم جو بیسویں صدی میں رہتے ہیں، ایمان لائیں کہ یسُوع ہی "المسیح" ابن اللہ ہے اور ہم اُس پر ایمان لا کر اُس کے پاک نام سے زندگی پائیں۔ (یُوحنّا ۲۰: ۳۱)

دُوسرا باب

ازلی کلام

المسیح بحیثیت کلام

انسان اپنے باطنی خیالات کو بذریعہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ چُونکہ المسیح خُدا کی ذاتِ اقدس کو ظاہر کرتا ہے اِسلئے مُقدّس یُوحنّا رسُول خُداوند کو کلمۃ اللہ کے نام سے موسُوم کرتا ہے۔ وُہ ابتدا سے خُدا کے ساتھ تھا، اور خُدا کے باطن میں سکونت کرتا تھا۔ اب وُہ مجسّم ہوکر شکلِ انسانی میں آگیا ہے اور انسانوں کے بیچ میں رہتا ہے اور خُدا کی باطنی حیثیت کو انسانی تمدّن کی اصطلاحات میں ظاہر کرتا ہے۔ کلام مجسّم ہوتا ہے اور جونہی ہم اُس پہ نگاہ ڈالتے ہیں ہمیں باپ کا جلال نظر آتا ہے۔ خُدا یسُوع میں ہوکر انسانوں سے کلام کرتا ہے۔ المسیح خُدا کا آخری کلام ہے جو بنی نوع انسان کی طرف بھیجا گیا ہے۔ زمانہ ماضی میں خُدا نے نبیوں کی معرفت کلام کرکے اس زمانہ میں بیٹے کی معرفت کلام کیا۔ وُہ اُس کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہے۔

(عبرانیوں ۱:۱-۳)

اگر ہم یوحنا ۱:۱ اور یوحنا ۱:۱۴ کی آیات کو یکجا کریں تو ہمیں یہ علم حاصل ہوگا کہ وہ ذات پاک جسے ہم خدا کہتے ہیں مجسم ہوا اور وہ جو خدا کے ساتھ تھا، انسانوں میں رہا اور وہ جو ابتدا سے تھا زمان و مکان میں مقید ہوا۔

کلام کا مفہوم از روئے عہد عتیق

عہد عتیق میں خدا کے کلام کا مفہوم انسان اور خدا کے باہمی واسطہ سے ہے۔ اس کا مفہوم اس کا ذاتی مکاشفہ ہے بالتخصیص وہ مکاشفہ جو انبیا کے وسیلے سے ہوا جن کی طرف خدا کا کلام بھیجا گیا تھا۔ خدا باپ نے بوسیلہ کلام (کلمۃ اللہ) کائنات عالم کو تخلیق کرنے کا عمل کیا۔ "آسمان خداوند کے کلام سے بنے۔ (زبور ۳۳:۶)" "اور خدا نے کہا کہ روشنی ہو جا اور روشنی ہوگئی......
خدا نے کہا فضا ہو...... خدا نے کہا کہ نیر ہوں ...... خدا نے کہا زمین جانداروں ...... پیدا کرے ...... خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اپنی شبیہ کی مانند بنائیں"۔ (پیدائش ۱:۳، ۶، ۱۴، ۲۴، ۲۶)
جب خدا کلام کرتا ہے تو اُس کا کلام بے اثر واپس نہیں آتا بلکہ اُس کے مقصد کو پورا کرتا ہے (ملاحظہ فرمائیں یسعیاہ ۵۵:۱۱)
کلام خدا جسے عہد عتیق میں ایک غیر متشخص قوت بیان کیا گیا ہے المسیح کی ذات پاک میں شکل انسانی کو اختیار کرتا ہے۔

کلام کا مفہوم از روئے فلسفہ یونان

مقدس یوحنا رسول افسس میں مقیم تھا اس لئے اُس کو یونانیوں

اور یہودیوں سے مخاطب ہونا پڑتا تھا۔ اُس کے لئے لازمی تھا کہ وہ اُن لوگوں سے ایسی اصطلاحات میں بات چیت کرے جنہیں وہ سمجھنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ اہلِ یونان کے ہاں "کلام" کا مفہوم جوہر قدسی تھا (یعنی ذاتِ واجب کا ذہن یا فہم) جس کا مفہوم الٰہی ذہن کا وہ اصول ہے جو انسانی زندگی میں پایا جاتا ہے۔ فلسفۂ یونان کے مطابق اس تخلیق شدہ ناممکل موجودات کے پیچھے ایک غیر فانی معقول نظام ہے اور اس ظاہری و مادی عالم کے نیچے ایک غیر فانی حقیقت پائی جاتی ہے۔ اس مقام سفلی[1] میں جسے ہم دنیا یعنی کرۂ نفس وشہوت[2] کہتے ہیں اُوپر کی دنیا سے اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مقدس یوحنا فلسفۂ یونان کی وہ اصطلاح استعمال کرتا ہے جسے اہلِ یونان "الٰہی عقل" یا جوہر قدسی کے لئے استعمال کرتے تھے یعنی لوگاس (LOGOS) اور وہ اس اصطلاح میں عہد عتیق کے لفظ 'کلام' کے مطلب کو شامل کر دیتا ہے۔ بعد ازاں وہ اس ذو معنی اصطلاح کے مطلب کو خداوند المسیح پر عائد کرتا ہے۔ اس قسم کا کلام عام طور پر مسیحی مبشرین کو کرنا پڑتا ہے جب وہ ایک نئی قوم کے روبرو جن کی مذہبی تاریخ مختلف ہوتی ہے انجیل مقدس کو پیش کرتے ہیں۔ وہ نئے الفاظ یا اصطلاحات ایجاد نہیں کر سکتا تاہم اُسے اپنے قریب کے الفاظ کو استعمال کرنا پڑتا ہے اور ان میں نیا مطلب اور نیا رنگ بھرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا المسیح ازلی کلمۃ اللہ ہے جو متواتر انسانوں کی زندگی میں داخل ہوتا رہتا ہے۔ وہ حقیقی نور ہے جو تاریکی پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔ وہ سچائی ہے جو غلطیوں کو مٹاتی ہے

---

[a] THE DIVINE REASON [1] (LOWER LEVEL)

[2] THE SPHERE OF THE FLESH.

وہ حقیقی سچائی، وہ آسمانی سچائی خداوند یسوع المسیح کی ذات اقدس میں مجسم ہوتی ہے۔ پس خداوند یسوع المسیح کی ذات میں اہلِ یونان و اہلِ یہود کی اُمیدوں کی تکمیل پائی جاتی ہے۔

المسیح کے اس تصور یا خیال نے کہ وہ الٰہی ذہن یا عقل ہے دیگر متلاشیانِ حق پر بھی اثر ڈالا ہے مثلاً برما کے بدھ مت کے پیرو جو فرقہ پرمات (PARAMAT) سے وابستہ ہیں اس بات کے معتقد ہیں کہ یہ عالم غیر مشخص الٰہی عقل (IMPERSONAL DIVINE WISDOM) سے وجود میں آیا ہے۔ اس الٰہی عقل کو انسان بذریعہ روزہ اور مراقبہ مس کر سکتا ہے۔ تقریباً چالیس سال کا عرصہ ہوا کہ ایک پرمات گوشہ نشین اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ الٰہی عقل یا ذہنِ ربّانی ایک مشخص حیثیت رکھتی ہے اور یہ استدلال خدائے ازلی کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ مقدس یوحنا کی انجیل کی تمہید ایک ضروری چیز تھی جس سے اُس گوشہ نشین کے دل میں یہ ایمان پیدا ہوا "یسوع" "المسیح" ہے۔ وہ ازلی کلام ہے اور وہ خدا ذوالجلال کا ذہن ہے۔

مقدس یوحنا فرماتا ہے کہ المسیح تمام زندگی کا چشمہ ہے۔ اُسی کی ذاتِ پاک میں تمام مخلوقات زندہ رہتی ہیں۔ وہ دُنیا جس کا ہمیں علم ہے اور جس میں لاتعداد دُنیائیں پائی جاتی ہیں اور جس میں لاکھوں کروڑوں سال گزر چکے ہیں اُس کے بے حد چھوٹے چھوٹے اجسام ہیں جو محض خوردبین کے شیشہ کے نیچے نظر آتے ہیں، اس دُنیا سے بالکل متفرق ہے تاہم اس قضیہ میں وہی اصول موجود ہے اور سائنس کی معلومات اور تشریحات اس کی تجربات پر مُہرِ صداقت ہیں۔ المسیح جو ازلی کلام یا کلمۃ اللہ ہے

موجودات کا خالق ہے۔ وہ نہ صرف اُس زندگی کا مبدا ہے جو انسان اور حیوانات و نباتات میں پائی جاتی ہے بلکہ وہ اس حیرت انگیز برقیات کا بھی مبدا ہے جو تمام مادی چیزوں کی تہ میں موجود ہے۔

"اُس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی۔" (یوحنا ۱: ۴)

وہ تخلیقِ عالم کی تمام اہم ترین قدرتی ترکیب و عمل میں کام کرتا ہے۔

کُل نسلِ انسانی سے کلام اللہ کا خطاب

مقدس یوحنا خداوند المسیح کو "الحق" کے رنگ میں پیش کرتا ہے جو اپنے آپ کو کسی حد تک گذشتہ زمانہ کے لوگوں پر ظاہر کیا کرتا تھا۔ "حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دُنیا میں آنے کو تھا" (یوحنا ۱: ۹)

وہ متواتر جہالت اور بدی کی تاریکی میں چمکتا تھا کیونکہ ساری موجودات، "اُس شریر کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے۔" (۱ یوحنا ۵: ۱۹)

تاہم بدی کی تاریکی نور پر فتح حاصل نہ کر سکی (یوحنا ۱: ۵)

المسیح کا وجود پاک صبح صادق یا طلوعِ آفتاب کی آمد کے مترادف ہے، اور کروڑوں انسانوں نے جو تاریکی میں گامزن تھے نیر اعظم کا دیدار کیا ہے۔ تمام سچائیاں المسیح کے فیض سے نازل ہوتی ہیں۔ زمانہ ماضی میں معلمین و متقدمین نے نامعلوم طریق سے المسیح کی ذاتِ پاک سے اپنی اپنی سچائیوں کو حاصل کیا ہے جہاں جہاں وہ غلطیوں کے مرتکب ہوئے ہیں یا اُن کا علم ناقص و نامکمل ہے وہاں وہاں المسیح اُن کے لئے صحت و کاملیت کا نمونہ ہے۔ المسیح کی ذاتِ مطہرہ نے عہدِ عتیق کے انبیا کو مکاشفہ بخشا اور

اُنہیں سچائی کے الہام سے سرفراز کیا جواب درست اور کامل حالت میں ہے۔ نیز کتابِ مقدّس کے الہام کی حدود کے باہر جتنی سچائی ویدوں اور اپنشدوں اور بھارت ماتا کے بھگتی کے گیتوں میں مرقوم ہے، اور جو سچائی بُدھ مت کے پٹکاس (THE PITKAS OF BUDDHISM) میں پائی جاتی ہے یا یُونانی فلسفیوں کے کلام میں جو عظیم الشان بصیرت و ادراک کی چمک نظر آتی ہے وُہ سب المسیح کی ذاتِ مبارک سے حاصل ہُوئی ہے۔ ہر ایک ضابطہ یا روک تھام جو غیر مہذب اور وحشی انسان کی نفسانی و حیوانی خواہش کے لئے ہے اور ہر ایک سرکشی اور تنفّر جو جابر و گرہ حکیم کے ظلم و تشدد اور اور ضعیف الاعتقادی کے خلاف پیدا کیا جاتا ہے اور ضمیر کی جنبش اور زندگی کو بہتر بنانے کی ہر ایک سعی ازلی مسیح یا المسیح کی طرف سے پیدا ہوتی ہے جب وُہ رُوحِ انسانی میں کام کرتا ہے۔ مقدّس یُوحنّا کہتا ہے کہ وُہ المسیح جس نے نسلِ انسانی کو ابتدا سے روشن کیا تھا مجسّم ہُوا تاکہ لوگ کامل سچائی کا دیدار کریں جس کی ہلکی سی جھلک اُنہوں نے پہلے دیکھی تھی۔ المسیح پر قبل از تجسّم ایمان رکھنا ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ وُہ سچا نُور ہے جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے اور کوئی انسان پُورے طور سے اُس کے نُور سے محرُوم نہیں ہوتا اور المسیح انسانی ارواح میں کوشاں رہتا ہے کہ وُہ اُن کو کامل نور کی آمد کے لئے تیّار کرے۔

لہٰذا المسیح جو ازلی کلام ہے اور سچا نُور ہے اس دُنیا میں آچکا ہے اور انسانوں کے درمیان انسانی شکل میں پیدا ہو چُکا ہے۔ انسانوں کو چاہیئے کہ وُہ اُسے ایسے الفاظ میں دیکھیں تاکہ کلام کی تفہیم میں غلطی نہ ہو۔ کلمتہ اللہ، ابتدا سے ظہُور پذیر ہوتا رہا ہے۔ وُہ اب انسانی شخصیت میں ظاہر ہُوا ہے اور کامل انسانی زندگی بسر کرتا رہا ہے۔

ازلی کلام بنی اسرائیل پر نازل ہوا

شاید یہ حیرت کی بات نہ تھی کہ دُنیا اپنے خالق کا جو ازل سے اس دُنیا میں موجود تھا (یُوحنّا ۱: ۹) اعتراف کرنے میں ناکام ثابت ہُوئی لیکن اُس کی آمد کے لئے منتخبہ قوم یہُود کے وسیلے ایک خاص تیاری کرنی پڑی۔ اسرائیل خُدا تعالیٰ کی اپنی زمین تھی اور بنی اسرائیل خُدا کے اپنے لوگ تھے۔ وہُ اُس مقدّس سرزمین میں آیا اور اُس مُقدّس قوم کے ہاں ظاہر ہُوا لیکن اُنہوں نے اُسے قبُول نہ کیا (یُوحنّا ۱: ۱۱) لیکن اُس قومی ناکامیابی کے باوجود وہاں ایسے افراد موجود تھے جنہوں نے اُسے قبُول کیا اور اُس نے اُنہیں یہ حق بخشا کہ وہُ خُدا کے بیٹے بنیں۔ مُقدّس یُوحنّا نہایت صفائی سے کہتا ہے۔ (یُوحنّا ۱: ۱۳) کہ یہ حق پُورے طور سے خُدا کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔ اِس کو حاصل کرنے کے لئے جسمانی پیدائش یا قدرتی خواہش یا انسانی محنت و مشقّت کی ضرُورت لاحق نہیں ہوتی بلکہ یہ خُدا کی طرف سے ایک بلاقیمت تحفہ ہے۔ ہم محض فضل کے وسیلے خُداوند یسوع المسیح کی اُلوہیّت پر ایمان لاکر خُدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنتے ہیں۔

(افسیوں ۲: ۸)

کلام مجسّم ہُوا

بالآخر یُوحنّا ۱: ۱۴ میں ایک زبردست اعلان پایا جاتا ہے "اور کلام مجسّم ہُوا اور فضل اور سچائی سے معمُور ہوکر ہمارے درمیان رہا"۔ یہ ایک ایسا معرکتہ الآرا واقعہ تھا جس کی مثال تاریخ کے اوراق میں کہیں نہیں ملتی اِس

کا ثانی محض خُدا کا وُہ زبردست فعل تھا جو تجسّم کے بالمقابل قیامت (یعنی مُردوں میں سے زندہ ہونا) کہلاتا ہے۔ خُدا بیت اللحم کے مقام پر مجسّم ہوتا ہے اور یُوں خالق مخلوقات کا حصّہ بن جاتا ہے تاکہ تمام انسانوں کو اس درجہ تک زندہ کرے کہ وُہ خُدا کے بیٹے اور بیٹیاں بن جائیں اور اُس کی الٰہی فطرت میں شرکت حاصل کریں۔ (۲ پطرس ۱: ۴) ہم سب انسان ایک نقطۂ نظر سے بوسیلۂ تخلیق خُدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ عہدِ جدید سکھاتی ہے کہ خُدا واقعی کل نسلِ انسانی کا باپ ہے تاہم کل انسان اُس کے بچے نہیں۔ ہم اُس کے اکلوتے بیٹے کے وسیلے سے اُس کے بچے بنتے ہیں اور ہم اُس کی وساطت سے اُس کے لے پالک بیٹے بننے کا رُوح حاصل کرتے ہیں۔ وُہ ہمیں اس قابل بناتا ہے کہ ہم خُدا کو اباّ کہہ کر مخاطب کریں (گلتی ۴: ۵-۶) ہم فطرتاً مخلوق ہیں اور ہم تب اُس کے بیٹے بننے کے اہل ہوتے ہیں جب ہم اُس کام سے جو خُدا نے اپنے اکلوتے بیٹے میں سرانجام دیا شخصی طور سے متاثر ہوتے ہیں۔ مُبشّر یُوحنّا کے خیال کے مطابق خُداوند یسُوع المسیح موسیٰ سے کہیں بڑا ہے کیونکہ وُہ ایسی چیز لایا ہے جو پاک شریعت سے افضل اور مؤثر ہے:۔

"اس لئے کہ شریعت تو مُوسیٰ کی معرفت دی گئی مگر فضل اور سچائی یسُوع مسیح کی معرفت پہنچی"۔ (یُوحنّا ۱: ۱۷)

شریعت کو کلام خُدا تصوّر کیا جاتا تھا لیکن شریعت خُدا کے کامل الہام کو پیش نہ کر سکی کہ خُدا کیا ہے اور نہ ہی شریعت انسانوں کو یہ قُوّت دے سکی کہ وُہ کس طرح خُدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریں۔ خُداوند المسیح دونوں باتوں کو پُورا کرتا ہے۔ لہٰذا وُہ خود شریعت کی مکمل و مجسّم تصویر ہے۔ وُہ حقیقی کلمۃ اللہ

ہے اور شریعت اُس کا محض سایہ یا ناقص علامت ہے۔ وہ نہ صرف حقیقت ہے بلکہ وہ قوت بھی ہے کیونکہ وہ ہمیں فضل اور قوت بخشتا ہے۔ تاکہ انسان شریعت کو پورا کر سکے۔ (عبرانیوں ۱۰: ۱)

اس انجیل کے دوسرے موضوع کے سلسلہ میں خداوند المسیح فرماتا ہے:۔ "میں حق ہوں"، (یوحنا ۱۴: ۶) الحق بالآخر ایک شخص میں ظاہر ہوتا ہے اور واقعی ایسا ہونا لازم ہے، اگر خدا اور ہم انسان مشخص وجود ہیں مقدس یوحنا اور اہلِ یونان کے خیال کے مطابق (جن کے لئے مقدس یوحنا نے یہ انجیل لکھی ہے) سچائی یا حق کے دو مطالب ہیں:۔

اوّل، سچائی یا حق کا مفہوم وہ ازلی لا متبدل حقیقت ہے جو زمان و مکان اور مادے کی قید سے اعلیٰ و بالا ہے۔

دوم، سچائی یا حق کا یہ بھی مفہوم ہے کہ وہ ایک حالت کا نام ہے جو حقیقت کا مظاہرہ کرتی ہے یعنی وہ ایک نقشہ یا صورت ہے جو صحیح طور سے واقعات کو پیش کرتی ہے۔ المسیح بذاتِ خود سچائی یا حق ہے جس کا وہ مظاہرہ کرتا ہے لہٰذا المسیح یہ بات ممکن کر دیتا ہے کہ ہم نادیدنی حقیقت کو معلوم کریں۔ پس سچائی یا حق کو معلوم کرنے سے لئے ہم پر یہ بات واجب ہو جاتی ہے کہ ہم نہ صرف المسیح کے الفاظ کو سنیں، بلکہ اُس کے ساتھ شخصی تعلقات بھی پیدا کریں۔ وہ نہ صرف ایک استاد کامل ہے جو ہمیں ازلی سچائی کی سمجھ بخشتا ہے بلکہ وہ بذاتِ خود سچائی ہے جو ایک شخص میں ظاہر ہوتی ہے اس کی ذاتِ مبارک سے ہمارے گہرے تعلقات کا پیدا ہونا لازمی ہے، اگر ہم سچائی کی گہرائی تک غوطہ لگانا چاہیں۔ یہ قدم اُن سچائیوں کے مقابلہ میں ہے جو محض عقل و خرد کی بنا پر حاصل کی جاتی ہیں۔

انجیل مُقدّس کی تمہید کو کلام کے ازلی وجُود پر زور دینے سے شروع کیا گیا ہے۔ یہ خیال بھی خُداوند یسُوع المسیح کے اپنے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے :-

" اگر تُم ابنِ آدم کو اُوپر جاتے دیکھو گے جہاں وہ پہلے تھا تو کیا ہو گا ؟" (یُوحنّا ۶ : ۶۲)

" مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ پیشتر اس سے کہ ابرہام پیدا ہُوا مَیں ہُوں۔" (یُوحنّا ۸ : ۵۸)

" اور اب اَے باپ ! تُو اُس جلال سے جو مَیں دُنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے۔" (یُوحنّا ۱۷ : ۵)

نیز یُوحنّا ۱۷ : ۲۴ میں خُداوند المسیح آسمانی باپ کی اُس محبّت کا ذکر کرتا ہے جو اُس نے بنائے عالم سے پیشتر اُس سے رکھی تھی۔

کلام کے حق میں شہادتیں

اس باب کے باقی حصّہ میں مُقدّس یُوحنّا دیگر گواہوں کو پیش کرتا ہے تاکہ وہ یسُوع المسیح کے متعلّق اپنی اپنی شہادتیں دیں :-

(۱) سب سے پہلے یُوحنّا اصطباغی ہے جس کے متعلّق مرقوم ہے کہ " وہ گواہی کے لئے آیا کہ نُور کی گواہی دے تاکہ سب اُس کے وسیلہ سے ایمان لائیں۔" (یُوحنّا ۱ : ۷)

یُوحنّا اصطباغی کی منادی نے عوام میں بے حد جوش و خروش پیدا کر دیا تھا اور مذہبی پیشواؤں نے اُس کے پاس استفسار کے لئے ایک

وفد بھیجا تھا جس طرح دیگر اناجیل میں مرقوم ہے۔ اُس نے دعویٰ کیا تھا کہ وُہ ایک آواز سے بڑھ کر کچھ نہیں جس سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ جو کچھ اُس نے کہا ہے اس بات سے زیادہ اہم اور ضروری ہے کہ وُہ خود کون ہے (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱: ۱۹-۲۳)۔ "مَیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں" اُس نے (یُوحنّا ۱: ۲۶) میں فرمایا اور بعد ازاں پہلے باب کی تینتیس ۳۳ آیت میں وُہ خداوند المسیح کے حق میں کہتا ہے کہ وُہ رُوح القُدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یُوحنّا اصطباغی ضرور بالضرور اور خداوند المسیح کے ایّام طفولیت اور اوائل شباب سے واقف تھا۔ لیکن وُہ اُسے ایک نیک یہودی سے بڑھ کر نہیں سمجھتا تھا جتنے کہ اُس نے اصطباغ کے وقت رُوح القُدس کو اُس پر اُترتے دیکھا۔ چنانچہ وُہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ المسیح خدا کا بیٹا ہے (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱: ۳۲-۳۴) اس واقعہ کے بعد وُہ اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ ایک شخص جو اُس سے اعلیٰ و افضل ہے منظرِ عام پر آچکا ہے۔ اب اس کا فرض ہے کہ وُہ اپنے شاگردوں کو اپنے حلقہ سے ہٹا کر خداوند المسیح کے حلقۂ سخن میں داخل کرے۔ ان حالات میں اُس کی حیثیت دُولہا کے دوست کی سی تھی جو اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ دُولہا آچکا ہے "ضرور ہے کہ وُہ بڑھے اور مَیں گھٹوں"۔ المسیح آچکا ہے اور پیشرو کا کام ختم ہو چکا ہے۔

(یُوحنّا ۳: ۲۵-۳۰)

(۲) یُوحنّا اصطباغی نے خداوند المسیح کی طرف اشارہ کر کے کہا "دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے، جو دُنیا کے گناہ اُٹھا لئے جاتا ہے"۔ ان الفاظ کا اشارہ غالباً مردِ غمناک کی طرف ہے جس کا ذکر یسعیاہ میں ہے۔ وُہ

انسانی گناہ کے لئے اپنی زندگی کا فدیہ دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کی خطاؤں کو اپنے اوپر لیتا ہے۔ غالباً اس مقام پر المسیح کی قوت پر زور ہے۔ اور یہ قوت انسانوں کے گناہ کو اٹھا لیتی ہے۔ یوحنا اصطباغی کا توبہ کا بپتسمہ انسانوں کو گناہ سے آگاہ کرتا تھا لیکن گناہ کو دور نہیں کرتا تھا۔ اس قسم کا بیان کافی تھا جس سے یوحنا اصطباغی کے دو شاگرد یسوع کے پیچھے ہو لینے پر آمادہ ہو گئے (یوحنا ۱: ۳۵-۳۹) ان دو میں سے ایک کا نام اندریاس تھا اور دوسرے شاگرد کا نام نہیں بتایا گیا۔ یہ دوسرا شخص غالباً خود مقدس یوحنا تھا۔ اندریاس مقدس پطرس کو بتاتا ہے کہ "ہم کو خرستس یعنی مسیح مل گیا ہے" (یوحنا ۱: ۴۱) مبشرِ انجیل آرامی لفظ "مسیح" اور یونانی لفظ "کرائسٹ" (جس کا مفہوم مسیح کیا ہوا ہے) دونوں اصطلاحات کو بیان کرتا ہے۔ وہ روح سے مسح ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا ذکر یوحنا اصطباغی نے کیا تھا۔

(۳) فلپس اپنی بلاہٹ کو اپنے دوست نتھانی ایل کی تلاش کے وقت معلوم کرتا تھا:-

"جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے وہ ہم کو مل گیا۔"
(یوحنا ۱: ۴۵)

بالآخر نتھانی ایل اقبال کرتا ہے "اے ربی تو خدا کا بیٹا ہے تو اسرائیل کا بادشاہ ہے" (یوحنا ۱: ۴۹)۔ عہدِ عتیق میں ابن اللہ کے لقب کو سلیمان و دیگر لوگوں نے استعمال کیا تھا جو بادشاہ یا انبیا تھے اور خدا کی طرف سے خاص طور پر چنے گئے تھے یا ان کا خدا سے کوئی خاص رشتہ تھا (ملاحظہ ہو ۲-تھیول ۲۸: ۶، زبور ۲: ۷)، چوتھی انجیل کے مصنف کی نگاہ میں ابن اللہ

مبشر: THE EVANGELIST.

کا مفہوم اس سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ محاورہ المسیح کے اُس ازلی رشتہ کو ظاہر کرتا ہے جو وُہ خُدا سے رکھتا تھا۔ یہ رشتہ المسیح کی پیدائش سے شروع نہیں ہُوا تھا اور نہ اُس کے اصطباغ کے وقت رُوح القدس کے نزول سے شروع ہُوا تھا اور نہ ہی یہ رشتہ اس فانی زندگی کے خاتمہ پر یا تاریخ عالم کے خاتمہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ المسیح تواتر کے ساتھ ابن اللہ تھا، وُہ تمام عالموں سے پہلے مولُود تھا، وُہ ایک لاثانی حقیقت تھا اور وُہی خُدا کا اکلوتا بیٹا تھا۔ "یہودیوں کا بادشاہ" المسیح کا ایک اور لقب ہے۔ یہ لقب اُس ہجوم یا بھیڑ نے استعمال کیا تھا جس نے یسُوع کا اُس وقت خیر مقدم کیا تھا، جب وُہ فاتحانہ جلوس کے ہمراہ یروشلم میں داخل ہُوا تھا۔ (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱۲ : ۱۳)۔ اس بات کا مشکل سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایمان کے یہ اقرارات اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے ان کا اقرار اس ابتدائی مرحلہ پر کیا تھا، بے حد پُر معنی تھے۔ کیونکہ بعد ازاں اُن کا مفہوم اُن پر ظاہر ہُوا جیسا کہ اُن کے اقرارات اب ہم پر ظاہر کرتے ہیں جب ہم اُنہیں اپنے اذہان میں خُداوند المسیح کی ساری تاریخ حیات کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں۔ آرچ بشپ ٹیمپل ان اقرارات کے متعلق فرماتے ہیں کہ وُہ الٰہی بھید کے نیم انکشافات تھے۔ وُہ ایمان کے جڑ پکڑے ہُوئے مسلّمات ہی نہ تھے بلکہ وُہ ممتاز وجد اور اُمید کے طوفانی جذبات تھے۔ وُہ دراصل ایمان کے ابتدائی تاثرات تھے جنہیں کچھ ایّام کے بعد نشو و نما پانا تھا حتیٰ کہ اس ایمان کا اظہار ان الفاظ کے مکمل معانی سے کم کسی دُوسرے رنگ میں نہیں ہو سکتا تھا۔

خُداوند یسُوع ایمان کے ان اقرارات کو قبول کرتا ہے اور انجیل مقدّس کا پہلا باب بہت بڑی چیزوں کی آمد کے وعدہ سے ختم ہوتا ہے:۔

"مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ تم آسمان کو کُھلا اور خُدا کے فرشتوں کو اُوپر جاتے اور ابنِ آدم پر اُترتے دیکھو گے"۔ (یُوحنّا ۱: ۵۱)
ایک اور لقب کا ذکر ہے جسے یُوحنّا کی انجیل میں تیرہ سے کم بار استعمال نہیں کیا گیا۔ (مرقس سے ایک بار کم استعمال ہُوا ہے) یہ لقب ہمارے خُداوند کا ایک لگاتار لقب ہے:۔
"ابنِ آدم آسمان سے اُترا اور ضرور ہے کہ وہ اُونچے پر چڑھایا جائے تاکہ لوگ ہمیشہ کی زندگی پائیں"۔ (یُوحنّا ۳: ۱۳ - ۱۵)
اور ابنِ آدم سب کو اپنے پاس کھینچے گا۔ (یُوحنّا ۱۲: ۳۲-۳۴)
صرف ابنِ آدم کا گوشت کھانے سے انسان زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ (یُوحنّا ۶: ۳۵)

اس لقب کا مفہوم نسلِ انسانی کی وہ کامل حالت یا حیثیّت ہے جو خُدا انسان سے چاہتا تھا کہ وہ خُدا کے ساتھ کامل اتحاد سے رہے۔ اس لقب کا اطلاق اسرائیل کے علاوہ باقی چیزوں سے بھی وسیع پیمانہ پر ہے، کیونکہ یہ لفظ اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خُداوند یسُوع المسیح کا تعلق بلاواسطہ کل نسلِ انسانی سے ہے۔

کلمۃ اللہ کا دعوٰی

اس مبحث کا خلاصہ پیش کرنے کی غرض سے یُوحنّا رسُول اپنے پہلے باب میں اپنی شہادتوں کو پیش کرتے ہیں۔ رسُول کے ذاتی اعتقادات دیباچہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ شہادتیں یُوحنّا اصطباغی، اندریاس، فلپّس، نتھانی ایل ہیں

ربنا یسُوع المسیح قارئین کے سامنے ازلی کلام، زندگی، نُور اور مجسّم کلمہ کی حیثیت سے پیش کئے گئے ہیں۔ وُہ جو پاک رُوح سے بپتسمہ دیتا ہے۔ خُدا کا برّہ ہے جو جہان کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔ المسیح یا خرستس اُس ذاتِ اقدس کا نام ہے جس کے متعلق مُوسےٰ اور انبیا نے تحریر کیا تھا۔ خُدا کا بیٹا، یہُودیوں کا بادشاہ، ابنِ آدم ہے جس پر خُدا کے فرشتے نازل ہوں گے اور آسمان پر چڑھیں گے۔ اس انجیل کا بقیہ حِصّہ ان دعوات کی وضاحت کو مفصّل طور پر پیش کرتا ہے۔

تیسرا باب

دَورِ جدید

دَورِ جدید خُوشی کا دَور ہے

مُقدّس یُوحنّا المسیح کے مُعجزات کا تذکرہ "نشانات" کے رنگ میں کرتا ہے۔ یہ معجزات ایسے معنی خیز اعمال تھے کہ ان کا مفہُوم کسی ظاہری شکل سے بہت گہرا ہے۔ ان علامتوں میں سے پہلی علامت باب ۲، آیات ۱-۱۱ میں مرقُوم ہے۔ جہاں پانی کو مے میں بدلا جاتا ہے۔ قانائے گلیل کے مقام پر ایک دیہاتی شادی کی تصویر شوخ رنگوں میں کھینچی گئی ہے۔ اس بیان میں ایک حسینی شہادت کا مشاہدہ نظر آتا ہے۔ مے کی کمی جو شاید خُداوند المسیح اور اُس کے حال ہی میں بلائے ہُوئے پانچ شاگردوں کی غیر متوقع آمد سے واقع ہوئی تھی، پُوری کی گئی ہے۔ مریم مُقدسہ اس معاملہ کی اطلاع خُداوند المسیح کو دیتی ہیں اور آپ اشارۃً یہ تجویز پیش کرتی ہیں کہ خُداوند کو اس معاملہ کے متعلق کُچھ نہ کُچھ کرنا ہے۔ ہمارے آقا و مولا نے اپنی زبان مُبارک سے کہا کہ اُس کا وقت نہیں آیا۔ وُہ پُورے طور سے باپ کے ماتحت تھا اور وُہ باپ کی مرضی کے بغیر کُچھ نہیں کرے گا۔ چند منٹوں کے بعد خُدا باپ کی

مرضی کا انکشاف ہوتا ہے۔ مکان کے صحن میں چھ بڑے بڑے مٹکے رکھے ہیں اور ہر ایک مٹکے میں ۱۸ سے ۲۷ گیلن کی گنجائش ہے۔ ایسے بڑے بڑے مٹکے موجودہ زمانے میں بھی مشرقی ممالک میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان مٹکوں سے آدابِ طہارت کے لئے پانی لیا جاتا ہے۔ جب خدام، خداوند المسیح کے حکم کے مطابق ان مٹکوں سے پانی نکالتے ہیں اور مہمانوں کو دیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ مے اُس مے سے جو پہلے مہمانوں کو دی گئی تھی بہتر قسم کی ہے۔ اس پہلے نشان یا علامت میں مُقدّس یُوحنّا کہتا ہے کہ یسُوع نے اپنا جلال ظاہر کیا۔ اس علامت کا بے حد واضح نکتہ ہمارے خُداوند کی سرگرمی و زکاوت ہے کہ وُہ گاؤں کے ایک جوڑے کو اُن کی شادی خانہ آبادی کے روز شرم اور نکتہ چینی سے بچانا چاہتا ہے۔ اس واقعہ میں اُس تفاوت کی طرف اشارہ ہے کہ خُداوند المسیح مالک دوجہان زندگی کی معمُولی چیزوں کو مالامال کرتا ہے اور اُن کا لُطف دوبالا کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اس مُعجزہ کا پیغام اس سے کہیں زیادہ ہو سکتا ہے۔ پانی کے مٹکے کل یہودی رسمی نظام کے نشانات ہیں۔ خُداوند المسیح کی آمد سے مذہب کا نظامِ عتیق نظامِ جدید کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو زیادہ قیمتی اور بہتر ہے جسے خُداوند مسیح حاصل کرتا ہے۔ کتابِ مُقدّس میں مے عام طور پر مُسرّت وشادمانی کا نشان ہے۔ زبُور نویس کہتا ہے :۔

"مے جو انسان کے دل کو خُوش کرتی ہے" (زبُور ۱۰۴ : ۱۵)

شریعت خُوشی کو پیدا نہ کر سکی کیونکہ شریعت نے بنی نوع انسان کے سامنے راستبازی کا معیار کھڑا کر دیا اور انسان اپنی ذاتی قوت و کوشش سے اس معیار تک رسائی نہ حاصل کر سکے۔ ان کی ناکامیابی نے کہ وُہ شرعی

معیار کے مطابق زندگی بسر نہ کر سکے ان کی زندگی میں مایوسی پیدا کر دی۔ خُداوند المسیح بنی نوع انسان کو قوت بخشتا ہے کہ وہ خُدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرے۔ چنانچہ اس طریق سے مسیح انسانوں کے دلوں میں خوشی پیدا کرتا ہے۔

دورِ جدید قیامتِ مسیح ہے

ہماری یہ ترجمانی بالتفسیر اگلے ضمنی بیان سے مضبوط ہو جاتی ہے کہ ہیکل کو پاک و صاف کیا جاتا ہے (ملاحظہ ہو یوحنا ۲: ۱۳-۲۲)۔ خُداوند یسوع یروشلم کی جانب عیدِ فسح[1] کو منانے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ وہ ہیکل کے صحن سے تجارتی ماحول سے برہم ہو کر دوکانداروں اور صرافوں کو باہر نکال دیتے ہیں۔ مقدس یوحنا اس واقعہ کو ہمارے خُداوند کی خدمت کے شروع میں پیش کرتا ہے۔ لیکن باقی تین مبشرین اس واقعہ کو مسیح کی زندگی کے آخری ایام میں پیش کرتے ہیں اور اس کی ترجمانی ایک عمل یا فعل کے رنگ میں کی جاتی ہے جس سے بالآخر حکام مسیح کو موت کے سپرد کرتے ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بوقت عیدِ فسح یروشلم کی ہیکل ایک موزوں مقام اور صحیح موقع تھا جہاں خُداوند اپنے مشن (یعنی مقصد زندگی) کو شروع کر سکتا تھا اور اس کے مطلب و مقصد کی ترجمانی کر سکتا تھا۔ ہیکل کے پاک و صاف ہو جانے سے مسیح کے شاگردوں کو اور حکام کو ملاکی ۳: ۱-۳ آیات یاد آگئی ہوں گی جہاں یہ مرقوم ہے:-

---

[1] PASSOVER.

" دیکھو مَیں اپنے رسُول کو بھیجوں گا اور وُہ میرے آگے راہ درُست کرے گا اور خُداوند جس کے تُم طالب ہو ناگہاں اپنی ہیکل میں آموجود ہو گا۔ ہاں عہد کا رسُول جس کے تُم آرزو مند ہو آئے گا ربّ الافواج فرماتا ہے پر اُس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے؟ اور جب اُس کا ظہور ہو گا تو کون کھڑا رہ سکے گا؟ کیونکہ وُہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابون کی مانند ہے اور چاندی کو تانے اور پاک صاف کرنے والے کی مانند بیٹھے گا اور بنی لادی کو سونے اور چاندی کی مانند پاک صاف کرے گا تاکہ وُہ راستبازی سے خُداوند کے حضُور ہدیئے گزرانیں "

ہیکل کے حکّام، جیسا کہ دیگر اناجیل میں مرقُوم ہے، اس بات کو معلُوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے خُداوند نے اس کام کو کس کے حکم سے کیا تھا کیونکہ وُہ اس کے لئے ایک نشان طلب کرتے ہیں۔ خُداوند نے جواب دیا :-

" اس مقدِس کو ڈھا دو تو مَیں اُسے تین دن مَیں کھڑا کر دُوں گا "

جیسا کہ کئی بار اس انجیل میں مرقُوم ہے یہوُد ہمارے خُداوند کے الفاظ کو لفظی معنوں میں سمجھتے ہیں۔ مُقدّس یُوحنا ان الفاظ کی ترجمانی خُداوند المسیح کے جسم کی ہیکل کے رنگ میں کرتا ہے۔ اور اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قیامت ہی ایک ایسا واقعہ ہے جو نسل انسانی کی زندگی میں ایک نیا دَور پیدا کرے گا اور پتھر کی ہیکل کی عمارت کی جگہ خُداوند المسیح کے شاگردوں کی جماعت مقرّر کی جائے گی۔ (ملاحظہ ہو، ۱ کرنتھیوں ۳ : ۱۶، ۲ کرنتھیوں ۶ : ۱۶، ۱ پطرس ۲ : ۵)

یہ دونوں واقعات قیامتِ مسیح کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ قانائے

گلیل کا معجزہ تیسرے روز واقع ہوتا ہے جبکہ نئی ہیکل تین روز کے بعد زندہ کی جائے گی۔ یہ نیا مذہب یعنی نئی ہیکل خداوند المسیح کی موت اور قیامت کے ساتھ مستقل طور پر قائم کی جائے گی۔ اس وقت تک پورے طور سے ان واقعات کو نہیں سمجھا جا سکتا۔

دَورِ جدید نئی پیدائش کا دَور ہے

اس کے بعد مقدس یوحنا کی انجیل میں دو مقالے پائے جاتے ہیں جو اس موضوع کو تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ پہلے مقالے میں نیکو دیمس جو دورِ قدیم کا ایک دوستانہ رکن ہے خداوند المسیح کو بوقت شب ملنے کے لئے آتا ہے (یوحنا ۳: ۱-۱۴) ظاہری طور سے وہ خداوند المسیح سے خدا کی بادشاہت کے متعلق سوالات کرتا ہے اور ہمارا خداوند فوراً اُسے جواب دیتا ہے:-

"جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا"۔ نیکو دیمس خداوند کے ان ارشادات کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا وہ ان کے مفہوم سے نا آشنا ہے۔ وہ ہمارے خداوند کے الفاظ کو لفظی رنگ میں لیتا ہے اور خداوند مکرر نئی پیدائش کی ضرورت کو پیش کرتا ہے جو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی شرط ہے۔ ہمارا خداوند اس حقیقت کی توضیح کرتا ہے کہ زندگی کی دو سطحیں ہیں۔ اوّل جسم کی دُنیا اور دوم رُوح کی دُنیا۔ ہر ایک سطح پر جنس اپنی جنس کو پیدا کرتی ہے۔ ایک انسان نچلے درجہ سے یعنی جسمانی دُنیا سے اُوپر کے درجہ تک یعنی رُوحانی دنیا تک تب ہی آ سکتا ہے

اگر وُہ دوبارہ پیدا ہو۔ اس مقام پر ناظرین کرام کو یُوحنّا ۱: ۱۲ یاد آ جائے گی جس کے مطابق انسان خُدا کے کلام کو قبُول کرنے سے خُدا کے فرزند بننے کا حق حاصل کرتا ہے۔ یہ نئی پیدائش پانی اور رُوح کے وسیلے ملتی ہے۔ خُداوند المسیح پاک رُوح سے بپتسمہ دیتا ہے۔ یہ قوّت کا بپتسمہ ہے۔ لہٰذا خُدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کا طریق یہ ہے کہ ہم گذشتہ گُناہوں سے توبہ کریں، اور خُداوند المسیح پر ایمان لائیں جو رُوحانی عالم سے جسمانی عالم میں تشریف لایا ہے۔ المسیح ہی آسمانی انسان ہے جو دوبارہ آسمان کی طرف صعُود فرمائے گا۔ خُداوند کا نزُول و صعُود بنی نوع انسان کے لئے یہ بات ممکن کر دیتا ہے کہ وُہ دوبارہ نئی پیدائش اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں۔

اس بیان کے بعد پیتل کے سانپ کی طرف اشارہ ہے جسے مُوسےٰ نے بیابان میں مرتے ہُوئے اسرائیل کے سامنے ایستادہ کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۳: ۱۴ و گنتی ۲۱: ۸-۹) "اُسی طرح ضرُور ہے کہ ابنِ آدم بھی اُونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے اُس میں ہمیشہ کی زندگی پائے"۔ ابتدائی کلیسیا میں "اُونچے پر چڑھائے جانے" کا محاورہ ربنا المسیح کے صعُود کو بیان کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا۔ یُوحنّا ۱۲: ۳۲ میں خُداوند اپنے متعلق "زمین سے اُوپر اُٹھائے" جانے کا ذکر کرتا ہے۔ اور مُبشّر انجیل یُوحنّا رسُول ان الفاظ کو خُداوند المسیح کی موت سے جوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا ان الفاظ کا مفہُوم یہ ہو سکتا ہے کہ صرف مسیح مصلُوب جلالی خُداوند پر آنکھیں جمانے سے ہم ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں گے۔ عہدِ قدیم کی کہانی میں سانپ جو کہ موت کا وسیلہ تھا زندگی کا وسیلہ بن گیا۔ لہٰذا خُداوند المسیح موت کو قبُول کرنے سے موت پر فتح حاصل کرے گا۔ اور ان سب کو ہمیشہ

کی زندگی دے گا جو اُس کی طرف اعتماد کی نگاہ سے نظر ڈالتے ہیں۔

سولھویں آیت تمام عہدِجدید کی ایک کلیدی آیت ہے۔ اس کے مطابق دُنیا میں بیٹے کا نزول اس لئے ہوتا ہے کہ خُدا دُنیا سے محبّت کرتا ہے۔ خُدا نے اپنے بیٹے کو دُنیا میں اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ وہ عدالت کرے بلکہ اس لئے کہ وہ اُنہیں بچائے تاہم بنی نوعِ انسان یقینی طور سے خُداوند المسیح کے لئے اپنے جوابی فعل سے اپنی عدالت کرتا ہے کیونکہ المسیح نُور بھی ہے اور محبّت بھی ہے اور وہ تمام انسان جو نیکی اور سچّائی سے محبّت کرتے ہیں نور میں آنے کیلئے تیّار ہوں گے اور اس نور سے اپنے کردار کی جانچ پڑتال کریں گے۔

ایک مختصر اقتباس (یُوحنّا ۳: ۲۲-۳۰) کے بعد، جس میں یُوحنّا اصطباغی المسیح کے حق میں اپنی شہادت کو جاری رکھتا ہے، مبشّر انجیل یُوحنّا ۳: ۳۱-۳۶ میں نیکودیمس سے گفتگو کے خیال کی طرف لوٹتا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی خُداوند یسُوع المسیح کے وسیلے حاصل ہوتی ہے۔ وہ جو اُوپر سے آتا ہے خُدا کی باتیں کہتا ہے اور بے انتہا رُوح بخشتا ہے۔ باپ نے ساری چیزوں کا اختیار بیٹے کو دے رکھا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جو خُداوند المسیح پر ایمان رکھتے ہیں ہمیشہ کی زندگی پا چکے ہیں۔ (یُوحنّا ۳: ۳، ۳۵-۳۶)

ہمیشہ کی زندگی محض زندگی کا حصّہ ہی نہیں جو ہمیشہ کے لئے جاری رہتا ہے بلکہ ایک غیر معمولی نوعیت کی زندگی ہے۔ یہ زندگی خُدا کی زندگی ہے۔ یہ زندگی المسیح کے پاس تھی اور اس زندگی کو ایماندار اپنی جسمانی موت سے قبل حاصل کرتا ہے۔ چونکہ یہ زندگی خُدا کی زندگی ہے لہٰذا یہ زندگی غیر فانی زندگی ہے اور ایمان لانے والے شاگرد کی زندگی میں جسمانی موت کے وسیلے اس سلسلۂ زندگی کو نہ تو توڑا جاتا ہے اور نہ ہی یہ ختم کی جا سکتی ہے۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وُہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔" (یوحنا ۵: ۲۴)

ہم جب اپنے آپ کو خداوند المسیح کے حوالے کرتے ہیں تو ہم اسی دُنیا میں آج ہی ہمیشہ کی زندگی کو حاصل کر سکتے ہیں۔

دورِ جدید رُوح اور سچائی کی پرستش کرنا ہے

دُوسرا مقالہ جو دورِ جدید کی مزید وضاحت کرتا ہے، اور جسے خداوند المسیح جاری کرنے کی غرض سے آیا وہ گفتگو ہے جو خداوند نے یعقوب کے کنوئیں پر سامری عورت سے کی (ملاحظہ ہو یوحنا ۴: ۱-۴۱)۔ یہ گفتگو دو حصص میں منقسم ہے۔ آیات ۷ تا ۱۵ زندہ پانی کا بیان پیش کرتی ہیں۔ اور اُن کا مفہوم سامری عورت کے نکتۂ نظر سے بہتے ہوئے پانی سے زیادہ نہیں۔ آیت ۱۴ میں خداوند یسوع یہ بات صاف طور سے بیان کرتا ہے جہاں وُہ ہمیشہ کی زندگی کے پانی کا ذکر کرتا ہے اور وُہ خود اس پانی کو دینے کا اہل ہے:۔

"مگر جو کوئی اُس پانی میں سے پیئے گا جو میں اُسے دُوں گا وُہ ابد تک پیاسا نہ ہوگا بلکہ جو پانی میں اُسے دُوں گا وُہ اُس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے جاری رہے گا۔" (یوحنا ۴: ۱۴)

آیات ۱۶ تا ۱۸ سامری عورت کی زندگی کے متعلق ہمارے خداوند کے علم کو ظاہر کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ اُس کی زندگی کے راز فاش ہو جانے

سے اُس پر کیا اثر پڑا۔ اس عورت کے پانچ خاوند تھے اور وہ اب بھی ایک ایسے آدمی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہی تھی جو اُس کا خاوند نہیں تھا۔
یہاں یہ اشارہ سامری قوم کی عوامی عبادت کی طرف ہے جس میں عبادت الٰہی کو تاریک خیالات اور بےگنتی کے اجزا سے مرکب کر دیا گیا تھا۔ اس نوعیت کے عبادتی رواج کو عہدِ عتیق کے انبیا نے زنا کے مساوی قرار دیا ہے۔ (نیز ملاحظہ فرمائیں ۲ سلاطین ۱۷ب)۔ دیگر مذاہب کی طرف ہمدردانہ رجوع کرنے سے ہمیشہ خطرہ لاحق ہوتا ہے یعنی ایسی حالت میں مسیحی اور غیر مسیحی خیالات گھل مل جاتے ہیں۔ بالتخصیص سرزمین ہند میں مسیحی کلیسیا کو اس خطرے کے خلاف اپنا تحفظ کرنا لازمی ہے کیونکہ ہندو دھرم کا خاصہ ہے کہ وہ دیگر مذاہب کے دیوتاؤں اور اُن کے خیالات کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ جب میں گاندھی جی کے آشرم میں بمقام سیوگرام بنیادی تعلیم کے تربیتی مرکز کو دیکھنے گیا تو میں وہاں کے صبح و شام کے دعائیہ جلسوں میں بھی شامل ہوتا رہا۔ ان جلسوں میں اپنشدوں سے پرارتھنائیں، قرآن سے دعائیں اور نماز کی کتاب میں سے پاکیزگی کی دعائیں کی جاتی تھیں۔ یہ طریق ہندو طلبا کو مسیحی دعاؤں سے روشناس کرانے کا ایک اچھا طریق ہے۔ لیکن ایک مسیحی کے لئے یہ پروگرام ایک مصالحت اور اقبال ہے کہ تمام مذاہب یکساں ہیں۔ اور خداوند المسیح جو ازلی کلام ہے اور وہ قطعی طور سے مجسّم ہوا اُسی سطح پہ ہے جس پر کرشن جی مہاراج و دیگر بانیانِ مذاہب ہیں۔
سامری عورت اس خیال سے کہ ہمارے خداوند کو اس کی گذشتہ زندگی کا علم ہے، اتنی متاثر ہوتی ہے کہ آپ کو ایک نبی سمجھ کر آپ کا استقبال کرتی ہے۔ اور خداوند المسیح کے ساتھ یروشلم کی ہیکل اور سامریوں کی ہیکل جو

کو وہ خزائن پر عبادت کے مراکز تھے ، اُن کے تقابلی دعوات کو پیش کرتی ہے۔

اس سوال کے جواب میں خُداوند فرماتا ہے کہ دَورِ جدید آ چکا ہے جس میں مسیحی عبادت کا دار و مدار کسی خاص زمان و مکان سے نہیں ہوگا بلکہ رُوح اور سچائی کی پرستش سے ہوگا :-

"یسوع نے اُس سے کہا اے عورت ! میری بات کا یقین کر کہ وہ وقت آتا ہے کہ تُم نہ تو اس پہاڑ پر باپ کی پرستش کرو گے اور نہ یروشلیم میں۔ تُم جسے نہیں جانتے اُس کی پرستش کرتے ہو ہم جسے جانتے ہیں اُس کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ نجات یہودیوں میں سے ہے مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ اب ہی ہے کہ سچے پرستار باپ کی پرستش رُوح اور سچائی سے کریں گے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے۔"

(یُوحنا ۴ : ۲۱ - ۲۴)

یروشلیم اور سامریہ میں عبادت زیادہ تر ظاہری اور مادی طریق سے کی جاتی ہے۔ ہیکل کی عمارتیں اور جانوروں کی قربانیاں زیادہ تر نیچے کی دُنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ وقت آ چکا ہے جبکہ عبادت رُوح اور راستی سے کی جائے گی کیونکہ دَورِ جدید میں لوگ نئی پیدائش حاصل کرتے ہیں اور رُوحانی ہستیوں کی عبادت بجا لاتے ہیں۔ "خُدا رُوح ہے اور ضرور ہے کہ اُس کے پرستار رُوح اور سچائی سے اُس کی پرستش کریں۔" (یُوحنا ۴ : ۲۴)

(یہ امر ضروری ہے کہ ہم یہ پڑھیں کہ "خُدا رُوح ہے" نہ یہ الفاظ کہ "خُدا ایک رُوح ہے"! جیسے کہ مصدّقہ اور تصحیح شدہ ترجمہ بائبل میں مرقوم ہے)

ان الفاظ کا مفہوم کہ "خُدا رُوح ہے" یہ ہے کہ خُدا احد و حدہٗ (۱)

---

۵۱ THE AUTHORISED AND REVISED VERSIONS.

وقت اور مادے میں مقید نہیں۔ خدا محدود نہیں اور نہ ہی ہم اُس کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہاں ہے یا وہاں ہے لیکن یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وہ تخلیق شدہ دنیا میں اپنی مرضی و رضا کے مطابق ہر مقام پر کام کر سکتا ہے نیز خدا وقت میں مقید نہیں اور اگر وہ وقت میں مقید ہوتا تو وہ تبدیلی کا موجب ہوتا اور دیگر انسانوں کی مانند ہوتا۔ اس عالم سفلی کی تمام چیزیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں لیکن خدا غیر مبدل ہے کیونکہ وہ کامل اور ازلی ہے۔ خدا نے مادے کو تخلیق کیا ہے اور وہ اُسے ہستی کا جامہ پہناتا ہے۔ لیکن خدا بذاتِ خود مادے میں موجود نہیں اور نہ ہی وہ مادے کا حصہ ہے۔ خدا کی ساری فطرت روحانی ہے اور وہ لوگ بھی جنہیں نئی پیدائش اوپر سے حاصل ہوئی ہے روحانی ہستیاں ہیں جو دوبارہ خدا کی سچی صورت پر پیدا ہوئے ہیں۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ خدا کی ہستی کے متعلق یہ گہری سچائی ایک سامری عورت پر ظاہر کی جاتی ہے جس کے متعلق اکثر یہودی لوگ یہ خیال کیا کرتے تھے کہ وہ دائرہ یہود (یعنی خدا کے گھرانے سے) خارج شدہ ہیں۔ لیکن ہمارا خداوند اس خیال پر روشنی ڈالتا ہے کہ واقعی یہ تاریخی دور یہودیوں سے شروع ہوتا ہے اور ہیکل اُن کے مذہب کا محور ہے۔

"تم (سامری) جسے نہیں جانتے اُس کی پرستش کرتے ہو ہم جسے جانتے ہیں اُس کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ نجات یہودیوں میں سے ہے۔"

(یوحنا ۴: ۲۲)

وہ مسیحی لوگ جو دیگر مذاہب سے آئے ہیں بعض اوقات یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید اُن کے آبائی مذہب کی مذہبی کُتب عہدِ عتیق کی جگہ حاصل کر سکتی ہیں اور یہ کہ اُن کُتب سے خدا اُن اقوام کو تیار کرتا ہے تاکہ وہ انجیل مقدس کی

خوشخبری کو حاصل کریں۔ اس خیال میں سچائی کا عنصر پایا جاتا ہے کیونکہ جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے خداوند المسیح کی آمد سے قبل خدا نے اپنی پروردگاری کو دیگر اقوام پر ظاہر کیا تھا۔ تاہم خدا نے ایک قوم کو چن لیا تھا اور اس قوم کے وسیلے تمام اقوام کو برکت دی تھی۔ یہودیوں کی تاریخ خداوند المسیح کی آمد کے لیئے ایک لمبی تیاری تھی۔ ہم عہد عتیق اور خدا کی ذات پاک اور اس کی مرضی کے تدریجی الہام کو سمجھے بغیر خداوند المسیح کی ذات کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کتاب مقدس مرکزی طور سے ایک کتاب ہے جس کا واحد مضمون خدا اور اس کی قوم ہے جو پہلے ورق سے آخری ورق تک نظر آتا ہے۔ یہ کتاب دراصل ایک قوم کی تاریخ ہے۔ انہیں خدا کی ایک پیاری قوم کہنا تو موزوں نہیں بلکہ یہ کہنا موزوں ہے کہ یہ قوم خدا کا ایک وسیلہ تھی تاکہ دنیا کی تمام اقوام اس کی وساطت سے برکت پائیں اور خدا کی قربت و معرفت حاصل کریں۔ دراصل کلیسیا ہی عالمگیر حقیقی اسرائیل ہے کیونکہ جسم کلیسیا میں خدا پاک کا اصلی مقصد پورا ہوتا ہے تاکہ تمام اقوام عالم کو اس کے پاس لایا جائے۔

ہمارے خداوند المسیح کا عہد عتیق کو استعمال کرنا بھی اس امر کو واضح کرتا ہے کہ کلیسیا کو اس کی کتنی ضرورت ہے۔ خداوند نے اپنی باطنی زندگی کی پرورش بالتخصیص انبیائے کرام کی کتب اور استثنا کی کتاب سے کی جو مذہبی طریق اور مجلسی قوانین کو متحد کرتی ہے اور انبیائے کرام کی روح رواں ہے۔ خداوند نے اپنی عبادت کے لیئے زبوروں کو استعمال کیا اور صلیب پر چڑھ کر بھی ان پر غور اور دھیان دیا۔ خداوند نے المسیح کی ذاتی تفسیر و ترجمانی کا دارومدار کہ وہ کیا ہوگا اور کیا کرے گا، یسعیاہ باب ۵۳ کے مرد غمناک کے مکاشفہ پر رکھا تھا اور اپنی قیامت کے بعد "موسیٰ سے اور سب نبیوں

سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں۔" (لوقا ۲۴: ۲۷)

"فی الواقعہ نجات یہودیوں میں سے ہے۔"

دورِ جدید المسیح کی ذات میں موجود ہے

وہ مکالمہ جو سامری عورت کے ساتھ ہوا خداوند المسیح کے اس اعلان سے ختم ہوتا ہے کہ وہ خود ہی مسیح موعود ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ نہ صرف اُن مذہبی سچائیوں کا جو اُس عورت کے مُنہ سے نکلیں (یوحنا ۴: ۳۵) اعلان کرتا ہے بلکہ وہ ایک دورِ جدید (یوحنا ۴: ۲۱، ۲۳) کا بانی بھی ہے جس میں خدا کی پرستش رُوح اور سچائی سے کرنا بنی نوع انسان پر واجب ہے۔

اس وقوعہ کے بعد سامری عورت قصبے کی طرف واپس لوٹتی ہے اور اپنے لواحقین کو اس نبی کے متعلق اطلاع دیتی ہے جس نے اُس کی گذشتہ زندگی کے سارے حالات اُس پر واضح کر دئے۔ وہ حیران و پریشان ہے کہ کیا یہی شخص مسیحِ موعودہ ہو سکتا ہے جس کی آمد کے منتظر سامری اور یہودی ہر دو اقوام ہیں۔ گاؤں کے لوگ کھیتوں میں جھُتے ہوئے کنوئیں تک پہنچتے ہیں جہاں شاگرد کھانا لے کر واپس لوٹ چکے ہیں۔ اس اثنا میں خداوند شاگردوں سے زیادہ ضروری اور زندگی بخش خوراک کا ذکر کرتے ہیں یعنی خدا کی مرضی کو پورا کرنا اور خدا کے کام کو تکمیل تک پہنچانا ہے۔ اس کا مفہوم ہمیشہ کی زندگی کے زندگی بخش پانی کو تمام بنی نوع انسان تک پہنچانا ہے۔ جونہی خداوند اپنے

لبِ مُبارک سے اس موضوع پر گوہر افشانی کرتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ مذکورہ گاؤں کے لوگ بڑی سُرعت کے ساتھ اُس سے مُلاقات کرنے کی غرض سے چلے آ رہے ہیں۔ خُداوند اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ کس طرح آسمانی باپ اپنی مرضی کو پُورا کر رہا ہے۔ کارخانۂ قدرت میں بونے اور کاٹنے کے اوقات کے درمیان ایک لمبا وقفہ ہوتا ہے لیکن یہاں تو فصل کاٹنے کا وقت فوراً ہی آ گیا ہے، اور فصل کاٹنے والے اپنی مزدوری حاصل کر رہے ہیں۔

(ملاحظہ ہو یُوحنا ۴ : ۳۵-۳۶)

دَورِ جدید میں جدید شہادتیں

سامریوں کی دعوت پر ہمارا خُداوند اس گاؤں میں دو روز تک ٹھہرتا ہے جب وہ وہاں سے روانہ ہونے لگا تو وہاں کے باشندوں نے اُس عورت سے کہا!

" اب ہم تیرے کہنے ہی سے ایمان نہیں لاتے کیونکہ ہم نے خود سُن لیا اور جانتے ہیں کہ یہ فی الحقیقت دُنیا کا مُنجّی ہے۔" (یُوحنا ۴ : ۴۲)

یہ وہ مرحلہ ہے جو ہر مسیحی کی شخصی زندگی میں اور نئی کلیسیا میں پیدا ہونا لازمی ہے۔ پہلے پہل بچّے اُن باتوں کو جو والدین، اُستاد اور پاسٹر صاحبان اُنہیں سکھاتے ہیں بغیر چون وچرا قبول کر لیتے ہیں لیکن بعد ازاں اُن کی زندگی میں سوالات کا ایک مرحلہ آتا ہے۔ اس کے بعد اُن کی زندگی میں وہ مرحلہ آتا ہے جبکہ وہ اس مقصد سے ایک خیال کو مانتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے اپنے تجربہ میں ان چیزوں کی تصدیق کی ہے جنہیں اُنہوں نے شروع شروع میں دُوسروں

سے حاصل کیا تھا۔ بعینہٖ جونہی بشارتی کلیسیا اپنی بشارت کو دوسروں تک پہنچاتی ہے تو اس کی بشارت سے مسیحیوں کی نئی جماعتیں وجود میں آجاتی ہیں۔ پہلے پہل وہ اس ایمان کو مشنری صاحبان کی شہادتوں پر قبول کرتے ہیں لیکن جونہی وہ خود مسیحی زندگی میں نشوونما پاتے ہیں تو وہ اپنے تجربات سے اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ جو کچھ انہیں خداوند المسیح کی ذات پاک کے متعلق بتایا گیا ہے بالکل درست ہے۔ جب وہ مرحلہ آتا ہے تو وہ بخوشی تمام دیگر اقوام سے آئے ہوئے مسیحیوں کو جن کا پیمانہ زندگی خوشی سے لبریز ہوتا ہے یوں گویا ہوتے ہیں:-

"اب ہم آپ کے (تیرے) کہنے ہی سے ایمان نہیں لاتے کیونکہ ہم نے خود سن لیا اور جانتے ہیں کہ یہ فی الحقیقت دنیا کا منجی ہے"۔

مقدس یوحنا کی انجیل کا یہ حصہ جس پر ہم نے غور و خوض کیا ہے (یعنی ۲: ۱-۴، ۲: ۴) اس دورِ جدید کا بیان پیش کرتا ہے جس کے افتتاح کے لئے خداوند یسوع المسیح تشریف لائے تھے۔ اس دور میں یہودیت کے پانی کی بجائے خداوند المسیح کی زندگی کی مے پلائی جاتی ہے۔ اہل یہود کی قدیم ہیکل کی جگہ ایک نئے مذہب کا دور شروع ہوتا ہے جس کی ابتدا المسیح کی قیامت سے ہوتی ہے۔ اس دورِ جدید میں داخل ہونے کے لئے بنی نوع انسان کے لئے ضروری و لازمی ہے کہ وہ نئی آسمانی پیدائش حاصل کریں۔ یہ پیدائش ایک الٰہی عطیہ ہے۔ اس دورِ جدید میں سچی عبادت کا دارومدار کسی خاص مقام پر نہیں ہوگا بلکہ اس کا انحصار الٰہی روحانی طبیعت کے علم اور انسانوں کی نئی روحانی پیدائش سے ہوگا۔ یہ دورِ جدید جس کی بنیاد خداوند المسیح نے رکھی تھی یہودی قوم تک ہی محدود نہیں بلکہ اس ابتدائی مرحلے ہی میں یہ بات

صاف نظر آتی ہے کہ یہ رفاقت و برکت کُل سامری قوم کے لئے بھی ہے۔
اس کے لئے کوئی حد و حدود نہیں کیونکہ المسیح تمام عالم کا نجات دہندہ تسلیم کیا
گیا ہے۔ یہ دَور جدید مستقبل بعید کے لئے محض ایک وعدہ ہی نہیں بلکہ حقیقت
ہے چونکہ خُداوند یسُوع المسیح اس دُنیا میں آیا ہے اس لئے یہ جدید دَور
خُداوند کی ذاتِ مُبارک کے وسیلے ہمارے مابین پہنچ چکا ہے۔

چوتھا باب

المسیح زندگی ہے

زندگی اس انجیل کے بڑے بڑے مضامین کا ایک حصہ ہے۔ انجیل شریف میں لفظ زندگی بطور اسم چھتیس ۳۶ دفعہ پایا جاتا ہے۔ سترہ ۱۷ دفعہ یہ لفظ "ہمیشہ" سے وابستہ ہے۔ ہم نے کئی اقتباسات کا مطالعہ کیا ہے جن میں المسیح کو زندگی کا مبدا کہا گیا ہے۔

"اس میں زندگی تھی" بشیر انجیل ان الفاظ کو اپنی انجیل کی تمہید میں بیان کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ۱: ۴) وہ لوگ جو خداوند المسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ نئی پیدائش کو حاصل کرتے ہیں اور ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں (ملاحظہ ہو ۳: ۵، ۱۶) خداوند المسیح زندگی کا پانی پلاتا ہے جو اُن لوگوں کی زندگی میں جو اُسے پیتے ہیں ایک ہمیشہ بہنے والا چشمہ بن جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ۴: ۱۴) مقدس یُوحنّا اپنی انجیل کے بیسویں باب کی تیس ۳۰ و اکتیس ۳۱ آیات میں لکھتا ہے کہ ان نشانات کو ضابطہ تحریر میں لانے کا یہ مقصد ہے کہ اس انجیل کے پڑھنے والے ان باتوں پر ایمان لائیں اور اُس کے پاک نام سے زندگی حاصل کریں۔ اب ہمیں دو خاص نشانات کا مطالعہ کرنا ہے جو اس انجیل میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ "یہ نشانات"

خُداوند المسیح کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وُہ زندگی کا مالک ہے۔ ان میں سے پہلا نشان ایک سردار کے لڑکے کو شفا دیتا ہے (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۴: ۴۶-۵۴) اس واقعہ میں ایک قریب المرگ لڑکا خُداوند المسیح کے الفاظ کی تاثیر سے جو دُور سے کہے جاتے ہیں زندگی پاتا ہے۔ اس لڑکے کے باپ کا ایمان غالباً قانائے گلیل کے ابتدائی "نشان" کی اطلاعات سے جاگ اُٹھا تھا۔ لہٰذا وُہ کفرنحوم سے آتا ہے تاکہ خُداوند المسیح سے درخواست کرے کہ وُہ اُس کے ہمراہ اُس کے گھر تشریف لائے۔ ہمارا خُداوند اس درخواست کا فوری جواب ذیل کے الفاظ میں دیتا ہے:-

"جب تک تُم نشان اور عجیب کام نہ دیکھو ہرگز ایمان نہ لاؤ گے"
(یُوحنّا ۵: ۴۸)

یہ الفاظ ایمان کے اس معیار کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ہمارا خُداوند اس شخص سے طلب کر رہا ہے۔ لیکن اس شخص کا ایمان مضبوط ہے۔ وُہ مطمئن ہو کر خُداوند المسیح کو اپنے ہمراہ لئے بغیر اپنے گھر کی طرف واپس لوٹ جانے کے لئے راضی ہے کیونکہ وُہ خُداوند کے اس وعدے پر ایمان رکھتا ہے:-

"جا تیرا بیٹا جیتا ہے"

لڑکے کی صحتیابی فوری اور مکمل طور سے عمل میں آتی ہے۔ خُداوند کا پہلا نشان (جو قانائے گلیل میں ظاہر کیا گیا تھا) رُوحانی تر و تازگی کا باعث ہوتا ہے۔ اس میں پانی مے بن گیا تھا۔ خُداوند المسیح کا دُوسرا نشان موت کے حملے سے بچانے کا نشان ہے اور ایک مرتا ہُوا لڑکا اپنی زندگی واپس حاصل کرتا ہے۔

بگڑی ہوئی کمزور زندگی اور شفایابی

ان نشانات میں دوسرا نشان ایک اپاہج کو شفا دینا ہے جو یروشلم میں بیت حسدا یا بیت صیدا کے حوض کے کنارے پڑا تھا (ملاحظہ ہو ۵ : ۱-۹) یہ شخص اڑتیس ۳۸ برس سے ایک مُردے کی طرح لیٹا ہوا تھا اور درحقیقت اس میں زندہ رہنے کی اُمید بہت کم تھی۔ خداوند المسیح اس شخص کے قریب آتا ہے اور اُس سے استفسار کرتا ہے :-

"کیا تو تندرست ہونا چاہتا ہے؟" (یوحنا ۵ : ۶)

اُس شخص کا جواب ظاہر کرتا ہے کہ اُس کی زندگی کس قدر نااُمید اور مُردہ ہے حالانکہ اُس کے قریب شفا کے وسائل موجود ہیں۔

خداوند المسیح کے یہ الفاظ کہ "اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر" اس شخص کی زندگی میں ایمان کی چنگاری کو روشن کر دیتے ہیں اور جب وہ اُٹھنے کی جستجو کرتا ہے تو شفا بخشنے والی قوت اُس میں عود کر آتی ہے۔

اس اپاہج کے شفا پا جانے کے بعد خداوند المسیح اور یہودیوں کے کے مابین ایک مکالمہ شروع ہوتا ہے جو مذکورہ اپاہج کے شفا پانے کے مفہوم کو بیان کرتا ہے۔ یہ شخص سبت کے دن تندرست کیا گیا تھا اور اس بات سے جیسا کہ ہم تین اناجیل میں پابند ہے، یہودی لوگ فوراً ہی برانگیختہ ہو گئے تھے اور انہوں نے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی تھی۔ دُنیا کی پیدائش سے سبت کا تعلق خدا کے آرام سے ہے حالانکہ یہودیوں کا یہ ایمان تھا کہ خدا اس دُنیا میں جو اُس نے تخلیق کی ہے اپنا کام جاری رکھتا ہے (ملاحظہ ہو

پیدائش ۲:۲) ہمارا خداوند یہودیوں کو یہ بات یاد دلاتا ہے :-
"میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور میں بھی کام کرتا ہوں"
چنانچہ خداوند یہ دعویٰ کرتا ہے کہ سبت کے روز زندگی بچانے سے وہ وہی کام سرانجام دے رہا ہے جو خدا متواتر سرانجام دیتا ہے۔ خداوند المسیح اپنے کام کو خدا کے کام کے برابر پیش کرتا ہے اور یہودی فوراً ہی اس بات کو سمجھ لیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خدا کے برابر بناتا ہے۔ اس انجیل کی ۱۹ سے ۳۰ آیات خدا کے مسلسل سلسلۂ عمل کو واضح کرتی ہیں۔ خدا متواتر کام کرتا ہے اور انصاف کرتا رہتا ہے۔ خداوند المسیح کا دعویٰ ہے کہ اُسے بحیثیت ابن اللہ یہ حق حاصل ہے کہ وہ بھی خدا کی طرح مصروفِ کار ہو :-
"کیونکہ جس طرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا اور زندہ کرتا ہے اُسی طرح بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے زندہ کرتا ہے" (یوحنا ۵ : ۲۱)
جو کوئی المسیح کا کلام سُنتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا۔
علاوہ ازیں! "وہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنیں گے اور جو سُنیں گے وہ جئیں گے"۔ (یوحنا ۵ : ۲۵)
اور "جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سُن کر نکلیں گے"
(یوحنا ۵ : ۲۸)
لعزر کا مُردوں میں سے جلایا جانا (باب دوم) وہ "نشان" ہے جو بعد ازاں اس دعوے کا ثبوت بن جاتا ہے :-
"کیونکہ جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے" اُسی طرح اُس

نے بیٹے کو بھی یہ حق بخشا ہے (یوحنا ۵: ۲۶) اور اُسے عدالت کرنے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔

مُقدّس یُوحنّا کی شہادت کہ خُداوند المسیح زِندگی کا مالک ہے

پانچویں باب کے بقیہ حصہ میں (یعنی ۳۰ سے ۴۷ آیات تک خُداوند المسیح کے اُس عظیم الشان دعویٰ کا ذکر ہے جو خُداوند نے اپنے حق میں کیا۔ وُہ اپنی گواہی نہیں دینا چاہتا (ملاحظہ ہو ۵: ۳۱) اور نہ ہی اپنی نسبت یُوحنّا اصطباغی کی گواہی کو منظور کرتا ہے (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۵: ۳۳-۳۵) خُداوند اپنے دعویٰ کی تصدیق میں خُدا کی اپنی گواہی پیش کرنا بہتر خیال کرتا ہے (یُوحنّا ۵: ۳۷) زندگی بخشنا اور عدالت کرنا عام طور پر خُدا ہی کے کام مانے گئے ہیں۔ خُدا کا کلام مقدّس، یعنی عہدِ عتیق کے الفاظ ہیں بھی گواہی دیتا ہے اور کتاب مُقدّس سے اس کی صحیح طور پر نہ جمانی کی جاتی ہے (ملاحظہ ہو لُوقا ۲۴: ۴۴-۴۶) تو وُہ الفاظ خُداوند المسیح کے حق میں گواہی دیتے ہیں۔ (یُوحنّا ۵: ۳۹) لیکن ان تمام باتوں کے باوجُود اہل یہُود خُداوند المسیح کو قبُول کرنے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ اُن کی زندگیوں میں نہ تو خُدا کا کلام اثر کرتا ہے اور نہ ہی اُس کی محبّت پائی جاتی ہے لہٰذا کتاب مُقدّس مُوسےٰ سے ملاکی نبی تک اُن کو ملزم ٹھہرائے گی۔

کتابِ مقدّس کا یہ اقتباس جس پر ہم نے ابھی غور وخوض کیا ہے لامحالہ اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خُداوند المسیح کا جو رشتہ خُدا کے ساتھ تھا وُہ بالکل نرالا تھا اُس کی مثال کسی دُوسرے انسان کی زندگی میں نہیں پائی جاتی

ان آیات میں کہیں بھی یہ اشارہ نہیں ملتا کہ خداوند المسیح ایک دوسرا خدا ہے کیونکہ خداوند خود اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر بات میں اُس کی خدا سے وابستگی ہے اور آپ اپنی مرضی کا نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کا خواہاں ہے (یوحنا ۵ : ۳۰) لیکن جلد یا بدیر نکتہ چین اصحاب اور شاگردوں کو وحدہٗ لاشریک کے اعتقاد کی روشنی میں خداوند المسیح کے دعوے پر غور و خوض کرنا ضروری ہو گا۔

یسوعؑ، زندگی کی روٹی ہے

مُقدّس یُوحنّا کی انجیل کے چھٹے باب میں پانچ ہزار لوگوں کو کھانا کھلانے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ وہاں ایک مکالمہ ہے جس میں خداوند المسیح اس ”نشان“ کے مفہوم کی تشریح کرتا ہے۔

امرالواقعہ:- خداوند المسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ گلیل کی جھیل کے پار جاتا ہے اور اُس کے پیچھے پیچھے ایک بڑی بھیڑ ہو لیتی ہے جو شفا یابی کے نشانات سے جن کا تذکرہ مُقدّس یُوحنّا کی انجیل کے پانچویں باب میں کیا گیا ہے اس کی گرویدہ ہو چکی ہے۔

مُقدّس یُوحنّا رقمطراز ہے کہ یہ عیدِ فسح[1] کا موقع تھا اور انجیل کے مسیحی قارئین کو یاد ہو گا کہ پاک شراکت[2] کی رسم کو آخری فسح سے پہلے جاری کیا گیا تھا اور اس طرح یہ رسم مسیحی رسم بن چکی ہے۔ اس معجزے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہجوم مسیح کو موعودہ نبی تسلیم کر کے خوش آمدید کے نعرے لگاتا ہے۔ یہ درصل

---

[1] PASSOVER [2] EUCHRIST

اس واقعہ کے مطابق ہے جو استثنا ۱۸ : ۱۵ میں قلمبند ہے۔ اس مقام میں حضرت موسےٰ وعدہ کرتے ہیں کہ " خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا" یہ وہی وعدہ ہے جس کے متعلق مقدس پطرس رسول اعمال ۳ : ۲۲ میں ہمیں سکھاتا ہے کہ یہ وعدہ خداوند المسیح کی ذات پاک میں پورا کیا جا چکا ہے۔ پس عوام یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ خداوند المسیح کو پکڑ کر بادشاہ بنائیں (یوحنا ۴ : ۱۵) خداوند شاگردوں پر اعتماد نہیں کر سکتا کہ وہ مسیح موعود کے متعلق اُن غلط خیالات کے متعلق درست فیصلہ کر سکیں گے۔ للہذا خداوند انہیں اپنے آگے آگے جھیل کے پار روانہ کر دیتا ہے اور آپ خود پہاڑ پر چلا جاتا ہے تاکہ وہ لوگ اس نئی صورتِ حالات کے لیے دعا کریں۔

بعد ازاں جب چاروں طرف تاریکی چھا چکتی ہے تو شاگردوں کو طوفان کی وجہ سے بمشکل تمام کشتی کو کھینا پڑتا ہے۔ اس وقت خداوند المسیح پانی پر چلتا ہوا اُن کے پاس تشریف لاتا ہے اور اُن کے خوف وہراس کی چیخ و پکار کے جواب میں اُن سے یوں گویا ہوتا ہے۔

" میں ہوں۔ ڈرو مت "

وہ الفاظ جو خداوند نے اس موقع پر استعمال کئے یہ تھے " میں ہوں " جس کا مفہوم " میں ہی ہوں " سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ الفاظ اسمِ الٰہی " میں جو ہوں " کے مترادف ہیں۔ اس خیال میں دو مطالب مضمر ہیں اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ لفظ "مسیح" اسمِ الٰہی " میں جو ہوں " کے برابر ہے۔ خداوند متواتر اپنے شاگردوں کے ہمراہ ہر ضرورت کو پورا کرنے کے

ا یوحنا ۶ : ۲۰ ۲ ملاحظہ ہو خروج ۳ : ۱۴۔

لئے حاضر ہے۔

دُوسرے روز خُداوند کفرنحوم کی ہیکل میں دورانِ تقریر میں کھانا کھلانے کے نشان کے گہرے مفہوم کی تشریح کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ۶ : ۵۹)۔ یہ خیال تین حصوں میں منقسم ہے :۔

اوّل :۔ ۲۶ سے ۳۴ آیات تک۔ یہودی لوگ ایک روایت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مسیحِ موعُود اُس مَن کو جو مُوسیٰ نے بیابان میں دیا بحال کرے گا اور وُہ اس چیز کی توقع کرتے ہیں کہ خُداوند المسیح اس نشان کو اپنے دعوے کے ثبُوت میں کہ وُہ المسیح ہے پیش کرے گا۔ خُداوند یسُوع مسیح اس خیال کی تشریح کرتا ہے کہ وُہ اُنہیں مَن سے بھی زیادہ اچھی چیز دے رہا ہے۔ اُنہیں مُوسیٰ نے آسمان سے روٹی نہیں دی تھی بلکہ باپ نے دی تھی جس نے بیابان میں اُنہیں مَن کا نامکمل "نشان" (مثال) دیا تھا اور اب وُہ تمہیں اصلی روٹی دیتا ہے جو دُنیا کو زندگی بخشتی ہے۔

دوم :۔ اقتباس کے دُوسرے حصہ میں یعنی ۳۵ سے ۵۰ آیات خُداوند یسُوع بالکل صاف صاف کہتا ہے کہ وُہ خود زندگی کی روٹی ہے، جو آسمان سے اُتری ہے۔ جو مسیح پر ایمان لائیں گے وُہ کبھی بھی دوبارہ بھُوکے اور پیاسے نہیں ہوں گے۔ خُدا اُنہیں مسیح کی طرف کھینچ کر لائے گا اور وُہ سب لوگ جو آئیں گے بیٹے کو دیکھیں گے اور معلوم کریں گے کہ وُہ کون ہے اور اس طرح وُہ ہمیشہ کی زندگی پائیں گے۔ (یُوحنّا ۶ : ۴۰) خُداوند المسیح اس کی مزید تشریح کرتا ہے کہ مَن

لہ مَن :

درحقیقت کوئی آسمانی کھانا نہیں تھا کیونکہ جنہوں نے اُسے کھایا وُہ مر گئے۔ لیکن جو اس حقیقی روٹی کو جو آسمان سے اُتری ہے (یعنی مسیح) کھائے گا وُہ کبھی نہیں مرے گا۔

سوم :۔ بحث کا تیسرا حصہ یعنی ۵۱ سے ۵۹ آیات تک اس بیان کو دوبارہ پیش کرتا ہے، کہ "مَیں ہُوں وُہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری"۔ خُداوند یسُوع مزید بتاتا ہے کہ جو کُچھ وُہ دے رہا ہے وُہ اُس کی اپنی زندگی ہے اور اُس کا اپنا گوشت اور خُون ہے۔ (ملاحظہ ہو ۶ : ۵۱-۵۲) ایک مسیحی قاری اس خیال کا تعلق پاک عشا سے پیدا کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس کی لفظی مشابہت پاک عشا کے الفاظ سے ملتی جُلتی ہے۔

"یہ میرا بدن ہے جو تُمہارے لئے ہے" (۱ کرنتھیوں ۱۱ : ۲۴)۔

رسُول کا یہ خط اِفسس سے لکھا گیا تھا اور چوتھی انجیل بھی وہیں سے قلمبند ہوئی تھی۔

یہُودیوں نے سوال کیا: "کہ یہ شخص اپنا گوشت ہمیں کیونکر کھانے کو دے سکتا ہے"؟ یہ سوال غیر مسیحی متلاشی بھی ہم سے پُوچھیں گے اِس سوال کا سیدھا جواب نہیں دیا گیا۔ مسیحی کو اس کا جواب خُداوند کی پاک عشا کی سیکرامنٹ میں دیا گیا ہے۔ وُہ اپنے تجربے سے جانتا ہے کہ خُداوند مسیح ایمان لانے والی رُوح کے لئے کھانا ہے۔ اُن لوگوں کے لئے جو دائرہ مسیحیت سے باہر ہیں اس سے بڑھ کر کوئی دُوسری تشریح نہیں پیش کی جا سکتی۔ آیت چھپن ۵۶ بھی ایک اور حل پیش کرتی ہے۔ اس کی شانِ نزول ایماندار اور مسیح کی باہمی یگانگت کے متعلق ہے۔ "جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خُون پیتا

ہے وُہ مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اُس میں " " جس طرح زندہ باپ نے مجھے بھیجا اور میں باپ کے سبب سے زندہ ہُوں اُسی طرح وُہ بھی جو مجھے کھائے گا میرے سبب سے زندہ رہے گا " اُس کھانے کو قبول کر کے جو خُداوند مسیح ہمیں دیتا ہے یعنی وُہ انسانی فطرت جس میں المسیح نے اپنی زندگی بسر کی اور مرا، ہم خُداوند المسیح کی ذاتی شخصیت (یعنی المسیح) کو قبول کرتے ہیں اور یُوں ہم ہمیشہ کی زندگی کو قبول کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو خُداوند المسیح کی شاگردی میں داخل ہونا چاہتے ہیں اس تعلیم کو مُشکل اور ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ خُداوند المسیح کا فرمان ہے کہ یہ تعلیم وُہ لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں جو اُس کو نہ صرف ایک ایسی ہستی سمجھتے ہیں جس کا نزول آسمان سے ہُوا ہے بلکہ وُہ ایک ایسی ہستی بھی ہے جو آسمان کی طرف صعُود فرمائے گی۔ وُہ ایسا مقام ہے جہاں وُہ پہلے بھی موجُود تھا۔ (ملاحظہ ہو یُوحنا ۶ : ۶۲) خُداوند المسیح کا صعُود اُس کے دعوات اور وعدوں کی تفہیم کے لئے ایک کلید ہے مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے اور آسمان کی طرف صعود فرمانے کے بعد ہی یہ تعلیم آسان ہو جاتی ہے ترسٹھویں آیت میں خُداوند المسیح یہ اہم اطلاع بھی دیتا ہے کہ " زندہ کرنے والی تو رُوح ہے جسم سے کُچھ فائدہ نہیں " وُہ نعمت جو المسیح اپنے ماننے والوں کو بخشتا ہے کوئی مادی چیز نہیں بلکہ رُوحانی چیز ہے جو مادی وسائل سے دی جاتی ہے۔ یہ نئی زندگی صرف رُوحانی عالم ہی میں آسکتی ہے جہاں اُس کا مقام ہے، اگرچہ اُس کی قُدرت کو مادی عالم میں ظاہر کیا گیا ہے جہاں کلام مجسّم ہُوا "

خُداوند المسیح کی یہ گفتگو سامعین میں اختلاف پیدا کر دیتی ہے۔ بہت سے لوگ اُس سے منحرف ہو جاتے ہیں اور وُہ لوگ جو ابھی تک اُس کے ہمراہ تھے اُس سے شاکی ہیں۔ مُقدّس پطرس سب شاگردوں کی طرف سے

جواب دینا ہے۔
"اے خداوند ہم کس کے پاس جائیں ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں اور ہم ایمان لائے اور جان گئے ہیں کہ خدا کا قدوس تو ہی ہے"!
(یوحنا ۶: ۶۸-۶۹)
وہ خداوند المسیح پر ایمان لانے کے لئے رضامند ہیں اگرچہ وہ ابھی تک پورے طور سے اس بھید کو نہیں سمجھتے۔ یہ نتیجہ مقدس پطرس کے ایمان کے اس اقرار کے مترادف ہے، جو قیصریہ فلپی میں کیا گیا تھا۔ (مرقس ۸: ۲۷-۳۰) اس کے بعد بے وفائی کی اطلاع دی جاتی ہے (یوحنا ۶: ۷۰-۷۱) جس طرح باقی تین اناجیل میں اقرار کے بعد خداوند المسیح کے دکھوں کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔

زندگی جس پر موت کا اثر نہیں

اس سارے بیان میں (ابواب ۵-۶) مبشر انجیل نے وضاحت کے ساتھ اپنے دعویٰ کو پیش کیا ہے کہ المسیح زندگی کا مالک ہے اور صرف وہ لوگ جن کی زندگی میں بیٹا ہے زندگی رکھتے ہیں (۱ یوحنا ۵: ۱۲) رسول نے اپنے دعویٰ کی تائید میں ذیل کی شہادت پیش کی ہے:۔
اوّل۔ کفر نحوم میں سردار کے لڑکے کو شفا دینا۔
دوم۔ بیت حسدا کے حوض کے کنارے ایک پژمردہ کو شفا دینا۔
سوم۔ کلام مقدس اور خدا کی ہستی از روئے کلام مقدس۔
چہارم۔ پانچ ہزار لوگوں کو کھانا کھلانے کا نشان" اور اس کا مخفی مفہوم

کہ المسیح رُوح انسانی کی روٹی ہے۔

پنجم۔ بارہ شاگرد مُقدّس پطرس کی سربراہی میں۔

اس کے علاوہ انجیل مُقدّس کے باقی ابواب میں خُداوند المسیح کے متعلّق مزید حوالجات ملیں گے کہ وُہ زندگی ہے۔ مثال کے طور پر یُوحنّا ۸: ۵۱ میں خُداوند یسُوع اپنی عام دلائل میں سے جو وُہ اہلِ یہود کے سامنے پیش کرتا تھا کہتا ہے:-

"اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے گا تو ابد تک کبھی موت کو نہ دیکھے گا۔"

لفظ "خبر" لفظ "دیکھو" سے بدرجہا بہتر طریق سے اپنا مفہوم ادا کرتا ہے۔ وُہ جو اپنی زندگی کو خُداوند المسیح کی تعلیم پر قائم رکھتا ہے وُہ کبھی بھی موت کی خبر یا اطلاع نہیں سُنے گا جب وُہ آئے گی۔ اس کو یہ بھی ضرورت نہ ہوگی کہ وُہ موت کا منتظر ہو۔ اس کے لئے موت ایک روزمرّہ کا واقعہ بن جائے گی اور وُہ روزانہ زندگی کا ایک حصّہ ہو جائے گی۔ ایماندار کی زندگی میں ہمیشہ کی زندگی کی تاثیر اتنی قوّی ہوگی کہ جسمانی موت کی آمد اُس شخص کو کبھی بھی حیران و پریشان نہیں کر سکے گی۔

وُہ اعتماد کی رُوح اور اطمینان و آرام کا احساس جس سے ایک ایماندار خُداوند المسیح میں موت کا سامنا کرے گا ہم اس کی وضاحت مثالی رنگ میں ایک تجربے سے پیش کرتے ہیں جو ہمیں برما کے ایک مشنری دوست نے بتایا ہے۔ یہ مشنری عرصہ دراز سے کوچین کی پہاڑیوں میں ایک گاؤں میں جایا کرتا تھا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو اُن کی بیماری اور علالت میں امداد دی تھی اور وُہ بے حد کوشش کرتا تھا کہ وُہ لوگ خُداوند المسیح کو اپنا

نجات دہندہ اور آقا قبول کریں لیکن یہ تمام کوششیں لاحاصل ثابت ہوئیں۔
بالآخر اُس کے پاس ایک بارہ برس کا لڑکا آیا جس نے اُسے بتایا کہ وہ خُداوند المسیح کا شاگرد بننا چاہتا ہے۔ میرے مشنری دوست نے اُسے لوٹا دیا تاکہ وہ اس معاملہ میں اپنے والدین کی اجازت حاصل کرے۔ والدین نے اس معاملہ میں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ اگر اُن کا فرزندِ ارجمند اپنے آباو اجداد کے مذہب کو ترک کر دے گا تو اُن کی ارواح ناراض ہو جائیں گی اور وہ اُس کے خاندان سے اور گاؤں کے رہنے والوں سے اس کا بدلہ لیں گی۔ لیکن لڑکا متواتر اپنی درخواست پر زور دیتا رہا اور چند مہینوں کے بعد والدین نے ذیل کے الفاظ کہتے ہوئے اجازت دے دی۔

"اگر تمہیں ارواح اس فعل کی سزا دیں تو حیران و ششدر نہ ہونا اور کسی بھی صورت میں ہم سے یہ توقع نہ رکھنا کہ ہم بھی مسیحی ہو جائیں گے"۔

چنانچہ اس لڑکے کو بپتسمہ دیا گیا۔

چند مہینوں کے بعد یہ لڑکا سخت بیمار ہو گیا اور گاؤں کے ہر شخص کے لبوں پر یہ الفاظ تھے:۔

"میں نے کہا تھا کہ ایسا ہو گا!"

تاہم والدین میں اتنی تو سوجھ بوجھ رہی کہ انھوں نے مذکورہ مشنری کو بلایا اور مشنری اپنے ہمراہ ایسی ادویات لے کر آیا جو اس لڑکے کی علالت میں مفید ثابت ہو سکتی تھیں۔ اس مشنری دوست نے مجھ کو بتایا کہ وہ چند روز اس بیمار لڑکے کے پاس رہا اور اُس کی نرسنگ کرتا رہا اور یہ دعا کرتا رہا کہ خُدا اُس لڑکے کو شفا دے کر اپنی قدرت کا ثبوت دے۔ اس مشنری

نے اس سے قبل کبھی بھی ایسی دُعا نہیں کی تھی لیکن افسوس کہ اس مشنری کی دُعاؤں کے باوجود وُہ لڑکا فوت ہو گیا اور میرا دوست واپس اپنے مرکز کی طرف لوٹ گیا۔ اُس کے دل میں بے حد رنج ہُوا اور اُس نے محسُوس کیا کہ خُدا نے اُسے نیچا دکھایا ہے۔ ہفتہ عشرہ کے بعد اُس نے اس گاؤں کے ایک گروہ کو اپنے باغ کے دروازے سے آتے ہُوئے دیکھا۔ ایک آہِ سرد بھرتے ہُوئے وُہ اُن کی طرف بڑھا تاکہ اُن کا استقبال کرے۔ وُہ حیران و ششدر تھا کہ اب اُسے کونسی نئی آفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس سے قبل کہ وُہ اُن سے گفتگو کرتا گاؤں کے لوگوں نے چلّا کر اس سے درخواست کی:۔

"براہ مہربانی آپ ہمارے گاؤں میں اُستادوں کو بھیجیں۔"

میرے مشنری دوست نے جواب میں اُن سے کہا۔

"چند ہفتے پہلے تو آپ لوگ مجھ پر ننھے کا ماگام[1] کی موت کے لئے لعنت مَلامت کر رہے تھے لیکن اب کس بات نے تُمہارے خیالات کو بدل دیا ہے؟"

"اُستاد صاحب! آپ کو معلُوم ہے کہ کاچین[2] قوم کے لوگ موت سے ڈرتے ہیں ہم مُردوں کی رُوحوں سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ ہم مرنے سے گھبراتے اور ڈرتے ہیں۔ لیکن جب ننھا کا ماگام فوت ہُوا تو اُس کے چہرے پر مسکراہٹ کی ایک لہر دوڑ رہی تھی اور ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ وُہ اُس وقت کسی کا استقبال کر رہا ہے جس کو وُہ بے حد پیار کرتا ہے۔ براہ مہربانی آپ اپنے اُستادوں کو ہماری بستی میں بھیجیں۔"

---

[1] HMAW GAM [2] KACHIN PEOPLE.

خُداوند المسیح پر ایمان رکھنے والے لوگوں کی زندگی میں وُہی زندگی پیدا ہوگی جو خُداوند یسُوع المسیح کے اپنے وجُودِ پاک میں تھی اور جو موت کے ہاتھوں سے مٹ نہ سکی۔ چُونکہ یہ زندگی خُدا کی اپنی زندگی ہے جو ہم میں سکونت کرتا ہے اس لئے ہم یہ تصوّر نہیں کر سکتے کہ یہ زندگی کبھی ختم بھی ہوگی۔ یہ زندگی موت کے پنجہ میں نہیں آسکتی بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ لوگ اُس زندگی کو اس دُنیا میں ابھی ابھی حاصل کریں۔ یہ زندگی ایماندار کے اندر اُس وقت سے عود کر آتی ہے جب وُہ خُداوند المسیح کو اپنا خُداوند متصوّر کر کے اپنے آپ کو اُس کے سپُرد کر دیتا ہے۔ یہ آسمانی زندگی آئندہ دُنیا میں کمال کے درجہ تک حاصل کی جاتی ہے۔

ہمیشہ کی زِندگی خُداوند المسیح کے عِلم میں ہے

ہمارے خُداوند المسیح کی دُعا کے مطابق جو سترویں باب میں مرقُوم ہے ہمیشہ کی زندگی خُدا کے عِلم سے وابستہ ہے:۔

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وُہ تجھ خُدائے واحد اور برحق کو اور خُداوند .... (یُوحنّا ۱۷: ۳)

یرمیاہ نبی نے اپنے مشہور و معرُوف اقتباس میں جس کا تعلّق عہدِ جدید سے ہے وعدہ کیا ہے کہ جب پہلے دن آئیں گے تو "وُہ پھر اپنے پڑوسی اور اپنے اپنے بھائی کو یہ کہہ کر تعلیم نہیں دیں گے کہ خُداوند کو پہچانو کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک وُہ سب مجھے جانیں گے خُداوند فرماتا ہے ... ." (یرمیاہ ۳۱: ۳۴)

خداوند یسوع المسیح نے دعویٰ کیا تھا کہ اُس کی موت نئے عہد کی مُہر ہے (ملاحظہ ہو لُوقا ۲۲: ۲۰، ا کرنتھیوں ۱۱: ۲۵) چنانچہ اس طرح یرمیاہ نبی کا وعدہ پُورا ہُوا اور لوگوں نے خُدا کو جانا۔ خُدا کو جاننے کا امکان اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خُدا معلوم کیا جا سکتا ہے، اور خُدا چاہتا ہے کہ اپنی ذاتِ پاک کو ظاہر کرے۔ مُقدّس یُوحنّا کی نگاہ میں خُداوند المسیح کلمۃ اللہ ہے جو باپ کے خیالات اور اُس کے دل کا اظہار کرتا ہے۔ لہٰذا ازلی زندگی کا مفہُوم یہ ہے کہ ہم بیٹے کو بھی جانیں "کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا"۔ (یُوحنّا ۱۴: ۶)

عہدِ جدید کے الفاظ میں "جاننے" کا مفہُوم ایک شخص کے جاننے کے معانی سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ ہی کافی نہیں کہ ہم اپنی اناجیل کو جانیں اور اس بات کو ہی جانیں کہ ابتدائی دَور کے مسیحیوں نے خُداوند المسیح کے متعلق اُس کے ساتھ رہ کر اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر کیا اعتقاد پیدا کیا تھا۔ مسیحی لوگ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خُداوند المسیح ایک تواریخی شخص تھا جو قیصر آگستیس کے عہدِ حکومت میں پیدا ہُوا اور پنطس پلاطُوس کے عہد میں مصلُوب ہُوا۔ وُہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خُداوند المسیح زمانۂ حال میں ایک زندہ حقیقت ہے اور خُداوند لوگوں کے باطن میں سکونت کرتا ہے اور وُہ ابدی زندگی کا چشمہ ہے پس خُدا مسیح میں تھا اور مسیح ہماری زندگی میں رہے گا۔

"اُس روز تُم جانو گے کہ مَیں اپنے باپ میں ہُوں اور تُم مجھ میں اور مَیں تم میں۔ جس کے پاس میرے حُکم ہیں اور وُہ اُن پر عمل کرتا ہے وُہی مُجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مُجھ سے محبت رکھتا ہے وُہ میرے باپ کا پیارا ہوگا اور مَیں اُس سے محبّت رکھوں گا اور اپنے آپ کو اُس پر ظاہر کروں گا"۔ (یُوحنّا ۱۴: ۲۰-۲۱)

پانچواں باب

المسیح نُور ہے

زِندگی، نُور اور عدالت

مُقدّس یُوحنّا نے اپنی انجیل شریف کی تمہید میں اپنے قارئین کو یہ خبر دی ہے کہ انجیل شریف کے عظیم الشان مضامین میں سے ایک مضمون 'نُور' ہے۔ خُداوند المسیح میں زندگی اور نُور تھا (یُوحنّا ۱: ۴) اور حقیقی نُور ہمیشہ تاریکی میں چمکتا ہے اور جہالت اور غلطی کی دُشمنی کا مقابلہ کرتا ہے (یُوحنّا ۱: ۵)۔ یُوحنّا اصطباغی نُور کی گواہی دینے کے لئے آیا تھا (یُوحنّا ۱: ۶-۸) حقیقی نُور ہمیشہ دُنیا میں رہتا ہے اور ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے (یُوحنّا ۱: ۹)، بُہت سے لوگ اُس نُور کو قبول نہیں کرتے لیکن جتنے لوگ اُسے قبول کرتے ہیں وُہ خُدا کے فرزند بن جاتے ہیں۔

انجیل مُقدّس کے اگلے حِصّہ میں یعنی ابواب ۷ تا ۹ میں خُداوند المسیح کا یہ تصوّر کہ وُہ نُور ہے رفتہ رفتہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس حِصّہ کے پہلے دو

ابواب میں اس بڑھتے ہوئے اختلاف کو جو خداوند کے سامعین میں پایا جاتا تھا بیان کیا گیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خداوند ایک نیک انسان ہے۔
(یوحنا ۷ : ۱۲)

بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ خداوند عوام کو بھٹکا دیتا ہے۔ ایک اور طبقہ خداوند کو آنے والا نبی تصور کر کے اُسے قبول کرتا ہے۔
(یوحنا ۷ : ۴۰)

دیگر لوگ اس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ خداوند المسیح گلیل سے آئے گا (یوحنا ۷ : ۴۱) علاوہ ازیں خداوند کے انتہائی درجہ کے مخالفین اس کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ وُہ ایک سامری ہے اور اُس پر بدرُوح سوار ہے (یوحنا ۸ : ۴۸) انجیل شریف میں اُس کے متعلق کم از کم سات مکالمے یا مناظرے قلم بند ہیں ملاحظہ ہو ۷ : ۱۴، ۲۴، ۲۵-۳۶، ۳۷-۴۴، ۴۵-۵۲، ۸ : ۱۲-۲۰، ۲۱-۳۰، ۳۱-۵۹)

مذکورہ بالا بحث و مباحثہ میں مختلف نظریات کے لوگ شامل ہیں :-
خداوند کے بھائی (یوحنا ۷ : ۳-۸)
یہودی (یوحنا ۷ : ۱، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۳۵، ۸ : ۲۲، ۴۸، ۵۲، ۵۷)۔

فریسی (یوحنا ۷ : ۳۲، ۴۷، ۸ : ۱۳)
سردار کاہن (یوحنا ۷ : ۳۲، ۴۵-۴۸)
نیکودیمس (یوحنا ۷ : ۵۰-۵۲)

جونہی ہم ان حصص کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں عوام الناس اور متعدد اشخاص کے اضطراب اور حکمران جماعتوں کے تعصبات اور دشمنی کے جذبات

کا احساس ہوتا ہے۔ اس کی بڑھتی ہوئی مخالفت اور خطرہ جس میں وہ مبتلا تھا اور دشمنوں کی یہ کوشش کہ اُس کو پکڑا جائے اور قتل کیا جائے مندرجہ ذیل دس بیانات میں نظر آتی ہے :۔

یوحنا ۷ : ۱، ۱۳، ۱۹، ۲۵، ۳۰، ۳۲، ۴۴، ۸ : ۳۷، ۴۰، ۵۹)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور بے اعتقادی، نور اور تاریکی، زندگی اور موت کے بیچ میں ایک خلیج حائل ہو رہی ہے۔

اس طول پکڑتی ہوئی بحث کا نتیجہ خداوند المسیح کی زندگی کا فیصلہ ہے۔ ابھی تک تو حکام اُسے گرفتار کرنے کی جرأت نہیں کرتے کیونکہ "ابھی تک اُس کا وقت نہیں آیا تھا" (یوحنا ۸ : ۲۰)

ابھی تک خدا کی مقررہ کردہ گھڑی نہیں آئی تھی۔ وہ اُس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں جب کہ خداوند المسیح اُن سے کہے گا!

"یہ تمہاری گھڑی اور تاریکی کا اختیار ہے" (لوقا ۲۲ : ۵۳)

عیدِ چراغاں

یہ منظر عیدِ چراغاں[۱] کا ہے جو بمقام یروشلم منعقد ہوا کرتی تھی۔ یہ فصلوں کو جمع کرنے کا تیوہار تھا جب سال بھر کا کھیت کا کام اور انگورستان کا کام ختم ہو جاتا تھا۔ (ملاحظہ ہو، یوحنا ۲۳ : ۳۳-۴۴) بارش کے لئے دعا و مناجات کرنا اس عید کا حصہ تھا۔ عید کے دوران میں روزانہ سوختنی قربانی کی قربان گاہ پر پانی چھڑکا جاتا تھا۔ بعض علما کا خیال ہے کہ اس رسم کا تعلق

---

[۱] THE FEAST OF TABERNACLES AT JERUSALEM.

بارش لانے والی رسُوم سے ہے۔ یہ رسُوم یہُودی شریعت کے دیئے جانے سے پہلے رائج تھیں۔ اگر یہ بات درست مان لی جائے تو یہ مثال ثابت کرتی ہے کہ کس طرح ایک رُوحانی مذہب قدیم خیالات و روایات کو لے کر اُن میں ایک گہرا رُوحانی مفہوم پیدا کرتا ہے اور ان خیالات و رواجوں کو اپنی عبادت میں شامل کر کے استعمال میں لاتا ہے۔ عام طور پر مسیحی کلیسیا نے اپنی وسعت و اشاعت کے سلسلہ میں نومُریدوں کی قدیم روایت سے اچھے اچھے خیالات حاصل کر کے اُنہیں مسیحی بنا لیا ہے یا یُوں کہیں کہ اُنہیں اپنے مذہب میں شامل کر لیا ہے۔ اس نوعیت کا کام متواتر جاری رہتا ہے، کیونکہ یہ خیالات زیادہ گہرائی کے ساتھ نومُرید مسیحیوں کی زندگی اور قدیم تہذیب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

خُداوند المسیح کے اپنے خاندان کے لوگوں نے خُداوند کو مجبُور کیا تھا کہ وہ بھی اس تہوار میں شریک ہونے کے لئے روانہ ہو اور اپنے آپ کو علانیہ طور سے عوام کے سامنے پیش کرے۔ (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۷: ۳-۴) لیکن جیسے کہ قانائے گلیل میں خُداوند نے کہا ویسے ہی اُس موقع پر خُداوند نے اُنہیں جواب دیا کہ:۔

"میرا تو ابھی تک وقت نہیں آیا۔"

لہٰذا وُہ سب خُداوند کو چھوڑ کر مذکورہ عید میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔ تاہم خُداوند المسیح مناسب وقت دیکھ کر خود بھی کُچھ عرصہ کے بعد چل نکلتا ہے۔

جب عید کے نصف ایام گزر گئے تو خُداوند المسیح ہیکل میں جا کر تعلیم دینا شروع کرتا ہے۔ ہمیں یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ یہودی لوگ سبت کے

روز شفا دینے کے اعتراض کو دہراتے ہیں۔ اس کے جواب میں خداوند کہتا ہے کہ معترضین کے اپنے اصولوں کے مطابق اس کی ذاتِ مبارک پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا۔ شریعت کے مطابق سبت کے روز کوئی کام نہیں کیا جا سکتا۔ نیز شریعت کا یہ بھی فرمان ہے کہ ہر ایک نرینہ بچے کا ختنہ آٹھویں روز ہو۔ اگر یہ آٹھواں روز سبت کا روز ہو تو ماننا پڑے گا کہ یہودی لوگ سبت کا حکم ختنہ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے توڑتے ہیں پس اگر ختنہ کے حکم کو پورا کرنا واجب اور درست ہے تو کیا یہ بات زیادہ واجب اور مناسب نہیں کہ سبت کے حکم (شریعت) کو توڑا جائے تاکہ اس سے زیادہ بڑے رحم اور خدمتِ خلق کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ ہر دو معاملات میں یہودی لوگ خداوند المسیح کو قتل کرنے کا منصوبہ باندھنے کی سعی میں شریعت کے حکم کو توڑ رہے ہیں (ملاحظہ ہو یوحنا ۷: ۱۹)

بِھیڑ کی رائے نے خداوند المسیح کے دشمنوں کو مزید اُکسا دیتی ہے۔ بِھیڑ اس بات سے حیران ہے کہ کیا واقعی یہودی سرداروں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ وہی المسیح (CHRIST) ہے کیونکہ وہ اُسے علانیہ تعلیم دینے سے روک نہیں رہے ہیں (یوحنا ۷: ۲۵-۲۶) تاہم وہ یہ بھی مان نہیں سکتے کہ یسوع ہی مسیح ہے کیونکہ جب المسیح آئے گا تو کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ وہ کہاں کا ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں خداوند فرماتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ یہ جواب عوام کے دِلوں میں مزید جانچ پڑتال شروع کر دیتا ہے اور وہ اُن معجزات کو یاد کرتے ہیں جو خداوند کے دستِ مبارک سے ظہور میں آئے تھے۔ اب فریسی سپاہیوں کو بھیجتے ہیں کہ وہ خداوند کو حراست میں لیں۔ اس فعل کے جواب میں خداوند انہیں آگاہ کرتا ہے کہ وہ اُسے

ڈھونڈیں گے مگر نہ پائیں گے ۔ کیونکہ وُہ اپنے بھیجنے والے کے پاس واپس لوٹ جائیگا ۔ خُداوند کے دُشمن مکمّد اُس کے خیالات کو سمجھنے سے قاصر ہیں ۔ اور وُہ یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید اس کا یہ ارادہ ہے کہ وُہ زیادہ وسیع میدان میں کام کرے اور اب وُہ اُن یہودیوں کے پاس جائے گا جو یونانیوں میں بستے ہیں اور وُہ اہلِ یُونان کو تعلیم دے گا ۔ (یُوحنّا ۷ : ۳۵)

مسیح موعُود کے متعلّق یہ ایک انوکھا نظریہ تھا کیونکہ اہلِ فلسطین کا خیال تھا کہ ساری غیر یہودی دُنیا ناپاک ہے ۔

عید کے آخری روز ۔ غالباً اس دن کے بعد جب رسمی طور سے قُربان گاہ کے اُوپر پانی چھڑکا جاتا ہے ، خُداوند المسیح ایک دُوسرا اعظیم الشان دعوےٰ کرتا ہے :۔

" یسوّع کھڑا ہُوا اور پُکار کر کہا کہ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پئے جو مُجھ پہ ایمان لائے گا اُس کے اندر سے جیسا کہ کتابِ مُقدّس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی " (یُوحنّا ۷ : ۳۷-۳۸)

خرُوج کی کتاب میں مرقُوم ہے کہ مُوسٰی نے چٹان سے پانی نکالا تھا ۔ مُقدّس پولُوس رسُول پہلے کرنتھیوں ۱۰ : ۴ میں فرماتے ہیں کہ اس پانی کا چشمہ المسیح تھا ۔ المسیح پر ایمان لانے سے انسان کبھی بھی پیاسا نہیں ہوتا ۔ اُس کے پاس زندگی کا پانی ہوتا ہے تاکہ دُوسروں تک پہنچائے ۔ یہ بات لوگوں میں مزید بحث و تکرار کا موضُوع بن جاتی ہے اور کچھ لوگوں کا یہ ایمان ہے کہ وُہی المسیح ہے ۔ دیگر لوگ تھانی ایل کے ساتھ اُس کی بلاہٹ سے قبل متفق الرائے ہیں کہ المسیح کسی صُورت سے بھی گلیل سے نہیں نکل سکتا ۔ " پس لوگوں میں اُس کے سبب سے اختلاف ہُوا ۔ " (یُوحنّا ۷ : ۴۳)

اس عرصہ میں پولیس کے سپاہی کھڑے ہوکر خداوند کے آخری دو مکالموں کو سُننے میں مصروف ہیں! وہ خداوند کو گرفتار کرنے کی ہمت نہیں کرتے۔ تاہم وُہ اپنے حاکموں سے رعیت کے طور پر کہتے ہیں۔

"انسان نے کبھی ایسا کلام نہیں کیا"۔ اس خبر سے افسران اور "فریسی" وہ طیش کھا جاتے ہیں لیکن نیکودیمس متحمل ہوکر صدائے احتجاج بلند کرتا ہے کہ مروجہ قانون کے مطابق کوئی شخص سماعت کے بغیر ملزم نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ نیکودیمس کا رات کے وقت خداوند المسیح کے پاس آنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ (یُوحنّا ۷: ۴۵-۵۲)

انجیل کا یہ اقتباس (یعنی یُوحنّا ۷: ۵۳ سے ۸: ۱۱ تک) ابتدائی نسخوں میں نہیں پایا جاتا۔ دراصل ۸: ۱۲ استدلالی رنگ میں ۷: ۵۲ سے ملتا جلتا ہے جو خداوند المسیح کے مکالموں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور جسے مبشرِ انجیل قلمبند کر رہا ہے۔

عیدِ چراغاں کے موقع پر ہیکل کے زنانہ دیوان کو بڑی آب و تاب سے روشن کیا گیا تھا جو ایک ایسا منظر پیش کر رہا تھا جس کی مشابہت اُن روشنی کے تہواروں سے ہے جنہیں اہلِ ہند اور بدھ مت کے ممالک مثلاً اس کماری، برما اور تھائی لینڈ کے باشندے ہر سال اکتوبر کے مہینے میں مناتے ہیں۔ یہ نظارہ خداوند المسیح کے دُوسرے عظیم الشان بیان کا جو یہاں مرقوم ہے، ایک پس منظر تصور کیا جاسکتا ہے:-

"دُنیا کا نُور میں ہُوں جو میری پیروی کرے گا وُہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نُور پائے گا"۔ (یُوحنّا ۸: ۱۲)

فریسی یہ الزامی جواب دیتے ہیں کہ یسُوع اپنے دعاوی کی شہادت خود دی

دیتا ہے اور اس لئے وہ اُسے ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔ خُداوند جواب دیتا ہے کہ اُس کی گواہی کی تصدیق خُدا کی گواہی سے ہوتی ہے۔ یہ خیال مزید بحث پیدا کرتا ہے کہ خُداوند المسیح کون ہے اور اُس کا باپ کون ہے۔

(یُوحنّا ۸: ۱۹، ۲۵، ۲۷)

آزادی بوسیلہ ایمان

تاہم چند یہودی خُداوند المسیح پر ایمان لاتے ہیں اور خُداوند المسیح اُن کی ہمت افزائی کرتا ہے:-

"اگر تُم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے اور سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تُم کو آزاد کرے گی"۔

(یُوحنّا ۸: ۳۱-۳۲)

کسی معاملے یا کسی شخص کے متعلق سچائی سے واقف ہونے سے واقعی آزادی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، یہاں تک کہ اپنے متعلق کسی خوشگوار سچائی کو قبول کرنا تقریباً نصف درجے تک ایک نئی شخصیت حاصل کرنا ہے۔ اور اگر بیٹا جو بذاتِ خود سچائی ہے انسانوں کو آزاد کرے تو وہ حقیقت میں پُورے طور سے آزاد ہوں گے۔ (یُوحنّا ۸: ۳۶) اس کے جواب میں یہودی دُشمن تُرکی بہ تُرکی جواب دیتے ہیں کہ وہ ابراہام کے فرزند ہیں اور وہ کبھی بھی کسی کی غلامی میں نہیں رہے۔ خُداوند المسیح اُن پر واضح کرتا ہے کہ وہ ابراہام کے حقیقی فرزند نہیں کیونکہ وہ اُسے قتل کرنے کی سازباز میں مصروف ہیں کیونکہ اُس نے اُنہیں سچائی سے آگاہ کر دیا ہے جو اُس نے باپ سے

حاصل کی ہے۔ اُن کی تمنّا ہے کہ خُداوند المسیح کو قتل کریں اور اُن کا انکار کہ سچائی کو قبُول کریں اُنہیں ابلیس لعین کے فرزند بناتا ہے۔ وُہ شروع ہی سے خونی ہے اور سچّائی پر قائم نہیں رہا۔ اس کے برعکس وُہ لوگ جو خُداوند المسیح کی سچائی کو قبُول کرنے کے لئے راضی ہیں کبھی بھی موت کو نہ چکھیں گے۔ خُداوند المسیح کا یہ فرمان یہودیوں کے اعتراض کو انتہائی مقام تک لے جاتا ہے :-

"ابراہام مر گیا اور نبی مر گئے مگر تُو کہتا ہے کہ اگر کوئی میرے کلام پر عمل کرے گا تو ابد تک کبھی موت کو نہ دیکھے گا۔ ہمارا باپ ابراہام جو مر گیا کیا تُو اُس سے بڑا ہے ؟ اور نبی بھی مر گئے تُو اپنے آپ کو کیا ٹھہراتا ہے ؟"

(یُوحنا، ۸: ۵۱-۵۳)

خُداوند المسیح یہودیوں کے اعتراض کے جواب میں کہتا ہے :-

"تُمہارا باپ ابراہام میرا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خُوش تھا۔"

ان الفاظ کا یہودی یہ الزامی جواب دیتے ہیں :-

"تیری عُمر تو ابھی پچاس برس کی نہیں پھر کیا تُو نے ابراہام کو دیکھا ہے ؟"

یہودی ربنا المسیح کے صاف اور فاتحانہ دعویٰ کا رستہ تیار کر دیتے ہیں جب وُہ اپنی زبان مبارک سے کہتا ہے :-

"پیشتر اس سے کہ ابراہام پیدا ہُوا میں ہُوں۔"

ربنا المسیح نے نہ صرف اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ میں ابراہام سے پہلے موجُود تھا بلکہ وُہ اپنے لئے خُدا کا مقدّس نام "میں ہُوں" استعمال کرنے سے بھی نہیں گھبراتا تھا۔ اگر عوام اس دعویٰ کو قبُول نہیں کرتے تو اُس کی دُوسری صورت صرف ایک ہی ہو سکتی تھی کہ مقرّرہ کو کفر کے الزام کے ماتحت پتھراؤ کر دیا جاتے۔ خُداوند المسیح کے یہودی دشمنوں نے یہی کرنے کی کوشش کی لیکن

وہ اُن کا حملہ بچا کر ہیکل سے نکل گیا۔

تاریکی میں نور

باب ۹ ایک اندھے کو شفا دینے کی داستان ہے جو ایک مکالمے پر مشتمل ہے جسمیں اس معجزے کے رُوحانی معانی ظاہر کیئے گئے ہیں۔ شاگرد المسیح سے پُوچھتے ہیں کہ کیا یہ انسان اپنے گناہ کی وجہ سے مادرزاد اندھا ہے یا یہ اپنے والدین کے گناہ کی وجہ سے اندھا ہے۔ ان کا سوال عہدِ عتیق کے عام نظریہ کا عکس ہے کہ دُکھ گناہ کی ایک سزا ہے۔ یہ خیال ہمارے خُداوند کے وقت ایک مقبُول عام خیال تھا۔ خُداوند اس خیال کی تردید کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ دُکھ ہر حالت میں گناہ کی سزا نہیں ہوتا۔ (اگرچہ بعض حالات میں یہ خیال دُرست ہو سکتا ہے) ۔اس کا مفہوم محبّت آمیز خدمت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ آپ کے رُوبرُو ایک اندھا ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جو سرانجام دیئے جانے کے لئے منتظر ہے۔ اندھے کی حالت خُدا کی قدرت کے لئے ایک موقعہ ہے جس سے خُدا معجزانہ قدرت کے وسیلہ انسانی زندگی میں نقصان کی تلافی کرتا ہے۔ وُہ خُود اس دُنیا میں اس غرض سے آیا تھا کیونکہ وُہ دُنیا کا نور ہے اور نُور کا دینے والا ہے۔ لٰہذا وُہ اُس اندھے کی آنکھوں پر تھوک سے سانی ہوئی مٹی لگاتا ہے اور اُسے شیلوم کے حوض میں آنکھیں دھونے کے لئے بھیجتا ہے۔ اس حکم کی تعمیل کے بعد وُہ اپنی بینائی حاصل کر کے واپس لوٹتا ہے۔ خُداوند یسُوع المسیح اُسے نُور بخشتا ہے۔

اُس اندھے کے پڑوسی اُس سے اُس واقعہ کے متعلق استفسار

کرتے ہیں اور وُہ اُنہیں خُداوند یسُوع المسیح کے متعلق گواہی دیتا ہے۔ وُہ اُسے فریسیوں کے پاس لے جاتے ہیں اور وُہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ چُونکہ یہ کام سبت کو کیا گیا تھا، لہٰذا یسُوع کبھی بھی خُدا کی طرف سے مقرّر نہیں کیا گیا۔ اس مبحث پر عوام دو حصّوں میں بٹ جاتے ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یسُوع سبت کو توڑنے کے باعث ایک گنہگار ہے اور دُوسرا گروہ کہتا ہے کہ ایک گنہگار کبھی بھی ایسے نشانات دکھانے کی اہلیّت نہیں رکھ سکتا۔ اُس شخص کی ذاتی رائے حاصل کی جاتی ہے جو پہلے اندھا تھا اور اب شفا یافتہ ہے۔ وُہ دلیری اور احتیاط کے جذبات میں مسیح کے متعلّق یہ جواب دیتا ہے کہ "وُہ ایک نبی ہے۔"

لیکن یہوُدی لوگ اس بیان سے مطمئن نہیں ہوتے لہٰذا وُہ اُس شخص کے والدین کو بُلاتے ہیں۔ اُنھوں نے سُن رکھا تھا کہ جو کوئی شخص یسُوع کو مسیح مانتا ہے وُہ ہیکل سے خارج کر دیا جاتا ہے لہٰذا وُہ کسی پابندی میں آنا نہیں چاہتے اور وُہ کہتے ہیں کہ ان کا بیٹا بالغ ہو چُکا ہے اس لئے اُسے خود اس موضُوع پر بولنا واجب ہے۔ اُن کے بیٹے کو دوبارہ بلایا جاتا ہے اور اُس سے کہا جاتا ہے کہ وُہ یہوُدیوں کے فیصلہ کو قبُول کرے۔ وُہ اس تمام بحث کے ایک پہلو پر جم جاتا ہے اور کہتا ہے:۔

"میں ایک بات جانتا ہُوں کہ اگرچہ میں ایک اندھا تھا لیکن اب دیکھتا ہُوں۔" (یُوحنّا ۹: ۲۵)

فریسی لوگ اُسے ستاتے ہیں کہ وُہ اپنی داستان دوبارہ بیان کرے۔ وُہ اس میں کوئی تناقض ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ وُہ اُن کی تضحیک کرتا ہے، اور اُن سے پُوچھتا ہے کہ کیا وُہ بھی خُداوند المسیح کے شاگرد بننے کے متمنّی ہیں؟ وُہ

اُسے جواب دیتے ہیں کہ وہ مُوسیٰ کے شاگرد ہیں اور اُن میں سے کسی کو بھی علم نہیں کہ یہ یسُوع کہاں سے آیا ہے ؟

وہ انہیں سرعت سے جواب دیتا ہے کہ اگر یسُوع خُدا کی طرف سے نہ ہوتا تو وہ کوئی بھی کام نہ کر سکتا ۔ اسی نکتہ پر تمام مبحث کا دارو مدار ہے ۔ اگر یسُوع خُدا کی طرف سے آیا ہے تو پھر اُسے قبُول کرنا چاہیئے اور اُس کی اطاعت کرنا لازمی ہے ۔ وہ لوگ جنھوں نے اُسے قبُول کرنے کا فیصلہ کیا ہے ، اس بات کو ثابت کریں کہ یا تو کوئی مُعجزہ وقوع میں نہیں آیا یا اگر کوئی مُعجزہ ہُوا ہے تو یہ ایک بد قوّت کے زیرِ اثر ہُوا ہے اور نیک قوّت کے زیرِ اثر نہیں ہُوا ۔ یہُودی اس بات کو محسُوس کرتے ہیں کہ اُنہیں اس مبحث میں دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں لہٰذا وہ اُس شخص کو ہیکل میں سے نکال دیتے ہیں ۔ اس کا غالباً یہ مطلب ہے کہ اُس شخص کو ہیکل سے خارج کر دیا گیا ہے ، اور اُسے بنی اسرائیل کی شراکت سے ایک بدعتی یا کافر کی حیثیت سے نکال دیا گیا ہے ۔ یہ ایک ایسی سزا تھی جو بعد ازاں اُن تمام یہُودیوں کو دی گئی جو مشرف بہ مسیحیت ہُوئے ۔ خُداوند المسیح کو اس اخراج کے متعلق خبر ملتی ہے اور وہ خُود اُس شخص کی طرف مائل ہوتا ہے اور اُسے ایک بڑھتے ہُوئے ایمان کا موضوع مشاہدہ بناتا ہے ۔

"کیا تُم ابنِ آدم پر ایمان لاتے ہو ؟" خُداوند المسیح استفسار کرتا ہے ۔

"جنابِ عالی ! وہ کون ہے کہ مَیں اُس پر ایمان لاؤں ؟" وہ ایمان کے لئے اپنی مرضی کا اظہار کرتا ہے ۔

"یہ وُہی ہے جو تُم سے باتیں کرتا ہے !"

"خُداوند مَیں ایمان لاتا ہُوں ۔ ۔ ۔ ۔ " اور وہ المسیح کی پرستش کرتا

ہے۔ ایک نابینا شخص کو جسمانی اور رُوحانی آنکھوں کی بینائی عطا کی گئی۔ ایک منکسر المزاج اور متحیّر گواہ نے ثابت قدم ہو کر اپنے تجربہ سے گواہی دی اور وُہ ایک شاگرد کی حیثیت سے قبول کیا گیا ہے۔

بالارادہ نابینا بننا

ایک نابینا آدمی کا شفا پانا خُداوند المسیح کے دعوٰی کی تائید میں ایک زبردست ثبُوت ہے کہ وُہ دُنیا کا نُور ہے۔ یہُودی لوگ اس "نشان" کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ یُوں وُہ خُود اپنی گردن پر ایک فیصلہ دیتے ہیں۔ خُداوند المسیح نے کہا کہ اُس کی آمد کا یہ نتیجہ ہے کہ چند نابینا لوگ بینائی حاصل کر گئے ہیں، اور کُچھ لوگ، جو بینائی حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے تھے (اگر وُہ اُسے حاصل کرنا چاہتے) نابینا ہو گئے ہیں۔ اگر یہ موخرالذکر طبقہ اس بات کو تسلیم کر لیتا کہ وُہ پہلے نابینا تھا تو پھر اُن سے کوئی جُرم منسُوب نہ ہوتا لیکن جب وُہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ وُہ پہلے بینائی رکھتے تھے تو اُن کے لئے کوئی اُمید نہیں۔

اس واقعہ کے دوران میں اور اس بحث و مباحثہ کے باعث جو اس واقعہ سے پیدا ہُوئی نُور کا تعلّق عدالت سے پایا جاتا ہے۔ لوگ خُود اپنی گردنوں پر عدالتِ الٰہی کا غضب لاتے ہیں جبکہ وُہ مجسّم نُور کے مقابلہ میں کسی جوابی فعل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ خُداوند المسیح کی آمد کا اوّلین مقصد دُنیا کا انصاف کرنا نہیں تھا کیونکہ "خُدا نے بیٹے کو دُنیا میں اس لئے نہیں بھیجا کہ دُنیا پر سزا کا حُکم کرے بلکہ اس لئے کہ دُنیا اُس کے وسیلہ نجات پائے۔"

(ملاحظہ ہو یُوحنّا ۳: ۱۷)

تاہم خداوند کی آمد بحیثیت نور ہے جو دنیا اور انسانی قلوب کا ایسے رنگ میں مظاہرہ کرتا ہے کہ لوگ اپنے رویہ سے جو وہ خداوند المسیح کے حق میں رکھتے ہیں اپنے خلاف ایک فیصلہ حاصل کرتے ہیں۔ عدالت کا مفہوم اس مقام پر ملزم ٹھہرائے جانے یا فیصلہ سنائے جانے کے معنوں میں نہیں ہے بلکہ حقائق کو بے نقاب کرنے کے معنوں میں ہے اور عوام بالآخر ان حقائق کے جوابی عمل سے اپنی گرہ دونوں پر ایک فیصلہ حاصل کرتے ہیں۔

"اور سزا کے حکم کا سبب یہ ہے کہ نور دنیا میں آیا ہے اور آدمیوں نے تاریکی کو نور سے زیادہ پسند کیا اس لئے کہ کام بُرے تھے۔ کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نور سے دشمنی رکھتا ہے اور نور کے پاس نہیں آتا ایسا نہ ہو کہ اُس کے کاموں پر ملامت کی جائے مگر جو سچائی پر عمل کرتا ہے وہ نور کے پاس آتا ہے تاکہ اُس کے کام ظاہر ہوں کہ وہ خدا میں کئے گئے ہیں"۔

(یوحنا ۳: ۱۹-۲۱)

نور بنی نوع انسان کو دو گروہوں میں تقسیم کر رہا ہے۔ چند لوگ ایسے ہیں جو خداوند المسیح کے پاس آئے ہیں اور نور اور زندگی سے منور و معمور ہو گئے ہیں۔ لیکن کثیر التعداد لوگ خداوند المسیح النور کے خلاف کھڑے ہیں، اور اپنے ارادے میں سخت دلی اختیار کر رہے ہیں تاکہ اُسے قتل کریں۔

یوحنا ۷: ۵۳-۸: ۱۱ پر مدیر اعلیٰ کا تبصرہ

یہ اقتباس مقدس یوحنا کی انجیل کے قدیم ترین یونانی متنوں میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن یہ بعد کے متنوں میں ملتا ہے۔ اور بعض نسخوں میں یہ اقتباس اس

مقام پر نہیں پایا جاتا بلکہ انجیل مقدس کے آخر میں پایا جاتا ہے۔ ایک نسخے میں یہ اقتباس یوحنا ۷: ۳۶ کے بعد ملتا ہے اور ان نسخوں میں جہاں کہیں یہ اقتباس ملتا ہے وہاں اس کی تفصیل میں بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں اس اقتباس کو انجیل شریف میں کسی بھی مقام پر شامل کر دینے کے اشتباہ کے باعث اور ۸: ۱۲ کے بعد کی عبارت کے ایک قدرتی طریق سے جاری رہنے کی وجہ سے اب تقریباً کل علمائے مفسرین کا یہی خیال ہے کہ یہ آیات در اصل مقدس یوحنا کی انجیل کا حصہ نہیں لیکن اس سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ یہ کلام کلام الٰہی نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ابتدائی کلیسیا میں بہت سی الگ کہانیاں خداوند المسیح کے متعلق عوام کو زبانی یاد تھیں۔ ہم یہ تصور کر سکتے ہیں کہ مذکورہ بالا کہانی اُن کہانیوں میں سے ایک ہے جو کچھ عرصہ کے بعد ضابطۂ تحریر میں آئی تھی اور پھر چوتھی انجیل کے ساتھ اس کا تعلق پیدا ہو گیا ہے یہ ایک محبت آمیز اور پیاری کہانی ہے۔ اور کوئی دوسری کہانی اس قسم کی اناجیل میں نہیں پائی جاتی۔ ہمیں اس بات پر ایمان لانا چاہیئے کہ کلام کے اس بیش قیمت حصہ میں ہمارے خداوند کے متعلق ایسی علمی دولت محفوظ ہے جس سے ہمارا علم خداوند المسیح کی ذات مبارک کے متعلق زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔

چھٹا باب

اچھّا چرواہا

جھُوٹے چرواہے اور اچھّا چرواہا

باب ۹ کے آخر میں نُور اور عدالت کا موضُوع اچانک دسویں باب میں اچھے چرواہے کے موضُوع میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ درحقیقت عدالت کا موضُوع جھُوٹے چرواہوں اور مزدوروں، چوروں اور ڈاکوؤں میں جاری رکھا گیا ہے۔ عہدِ عتیق میں اسرائیل کو عام طور پر خُدا کے گلہ سے ملقب کیا گیا ہے۔ فریسی لوگوں نے (جن سے یہ توقع تھی کہ وُہ لوگوں کے رُوحانی گڈریے بنیں گے) اُس آدمی کو جسے خُداوند المسیح نے شفا دی تھی اور اُس کی زندگی کو منوّر کیا تھا ہیکل سے خارج کر دیا تھا۔

اچھّا چرواہا کے محاورہ کو سمجھنے کے لئے ہمیں اپنے خیالات سے اُن تمام تصوّرات کو خارج کرنا ہوگا جن میں ایک مشفق و مہربان شخص ایک بھیڑ کو کندھے پر اُٹھائے ہوتے ہے۔ زبُور ۸۰ : ۱ میں لکھا ہے کہ خُدا بذاتِ خُود اپنے بندوں کا چرواہا ہے۔ لہٰذا یہ لقب ایک موزُوں لقب ہے جو اُس واحد ممتاز المرتبت شخصیت کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو خُدا کی طرف سے بھیجا گیا

ہے یعنی المسیح - خُداوند یسُوع المسیح ایک اور طریق سے اپنے دعویٰ کو واضح کرتا ہے کہ وُہ زمین پر وُہی کام کر رہا ہے جو خُدا خُود کرتا ہے۔

ہمارے خُداوند کے ذہن میں غالباً حزقی ایل باب ۳۴ کا بیان ہے جہاں نبی جھُوٹے چرواہوں کو ملامت کرتا ہے، جو بھیڑوں کو لُوٹتے اور ہلاک کرتے ہیں اور اُن کے چرانے میں کوتاہی کرتے ہیں یا بیماروں اور زخمیوں کی دیکھ بھال نہیں کرتے اور کھوئی ہُوئی بھیڑوں کو تلاش نہیں کرتے بلکہ گلّہ کو درندوں کے مُنہ میں چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وُہ ابر آلودہ اور تاریک ایّام میں تتّر بتّر ہو جاتی ہیں۔ خُدا اعلان کرتا ہے :-

"میں ہی اپنے گلّہ کو چراؤں گا اور اُن کو بٹھاؤں گا خداوند خُدا فرماتا ہے میں گم شدہ کی تلاش کروں گا اور خارج شدہ کو واپس لاؤں گا اور شکستہ کو باندھوں گا اور بیماروں کو تقویت دُوں گا لیکن موٹوں اور زبردستوں کو ہلاک کرُوں گا۔ میں اُن کو سیاست کا کھانا کھلاؤں گا۔"

(حزقی ایل ۳۴ : ۱۵-۱۶)

"اس لئے میں اپنے گلّہ کو بچاؤں گا۔ وُہ پھر کبھی شکار نہ ہوں گے اور میں بھیڑ بکریوں کے درمیان انصاف کروں گا۔ اور میں اُن کے لئے ایک چوپان مقرّر کروں گا اور وُہ اُن کو چرائے گا یعنی میرا بندہ داؤد۔ وُہ اُن کو چرائے گا اور وُہی اُن کا چوپان ہو گا۔" (حزقی ایل ۳۴ : ۲۲-۲۳)

"اور تم اَے میری بھیڑو! میری چراگاہ کی بھیڑو انسان ہو اور میں تمہارا خُدا ہُوں خُداوند خُدا فرماتا ہے۔" (حزقی ایل ۳۴ : ۳۱)

چوتھی انجیل میں، جس طرح حزقی ایل نبی کی کتاب میں مرقوم ہے، اسرائیل کے حاکموں پر ملامت کی گئی ہے۔ وُہ جھُوٹے چرواہے ہیں جو بھیڑوں کو

اپنا شکار بناتے ہیں اور انہیں بھیڑیوں کے منہ میں چھوڑ دیتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تتر بتر ہو جاتی ہیں۔ حزقی ایل نبی کی کتاب میں خداوند یسوع المسیح نے فرمایا ہے :۔

"اچھا چرواہا میں ہوں"۔ بعینہٖ جھوٹے چرواہوں پر ملامت کی گئی ہے۔ اُن کے دعاوی کہ کون اچھا چرواہا ہے اسی نوعیت کے ہیں۔ کیا یہ متذکرہ نظیر اس خیال کی طرف اشارہ نہیں کرتی کہ خداوند المسیح کا رشتہ جو گلہ سے ہے وہی ہے جو خدا کا اسرائیل سے ہے؟

خداوند المسیح دروازہ ہے

اس باب کا مفصل مطالعہ خداوند المسیح کی تعلیم کی گہرائی اور لطافت کو جو اسمیں پنہاں ہے ظاہر کرے گا۔ ۱ : ۱۰، آیات بیان کرتی ہیں کہ خداوند المسیح بھیڑ خانے کا دروازہ ہے۔ بھیڑ خانہ ایک صحن تھا جو گھر کے سامنے واقع تھا جس میں بھیڑیں رات بسر کرنے کے لئے لائی جاتی ہیں۔ اس میں صرف دروازے سے داخل ہو سکتے ہیں اور جو کوئی اُس میں دیوار پھاند کر داخل ہوتا ہے ایسا شخص ہے جیسے اندر داخل ہونے کا حق حاصل نہیں۔ بھیڑوں کا چرواہا دروازے کے رستے داخل ہوتا ہے اور اُسے دربان پہچانتا ہے۔ بھیڑیں بھی اُس کی آواز پہچانتی ہیں اور اُس کے پیچھے پیچھے ہو لیتی ہیں۔ ملک فلسطین میں ابھی تک یہ نظارہ نظر آتا ہے کہ بھیڑیں چرواہے کی آواز کو پہچانتی ہیں۔ اور جب تین یا چار گلے اکٹھے چر رہے ہوں تو چرواہے اپنے اپنے گلے کو اپنی خاص آواز لگا کر جدا کر سکتے ہیں۔

خُداوند المسیح کے سامعین ہمارے خُداوند کے مفہوم کو نہیں سمجھتے اس لئے وُہ اُنہیں صاف الفاظ میں کہتا ہے :۔

"بھیڑوں کا دروازہ مَیں ہُوں"

جو بھیڑیں خُداوند کے وسیلے داخل ہوتی ہیں بچائی جاتی ہیں۔ وُہ اندر باہر آیا جایا کریں گی اور چارہ پائیں گی ۔ بُہت سے دُوسرے لوگ بھی تھے جو اُس سے قبل آئے اور مسیح موعُود ہونے کے مُدعی تھے لیکن وُہ چور اور ڈاکو تھے جنہوں نے بھیڑوں کا شکار کیا (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱۰:۸)

منجیِ دو عالم اپنی زبانِ مُبارک سے فرماتا ہے :۔

"مَیں آیا ہُوں تاکہ وُہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں" (یُوحنّا ۱۰:۱۰)

"کثرت سے" کا مفہُوم عام زندگی سے کُچھ زیادہ ہے۔ درحقیقت اس کا مفہوم ہمیشہ کی زندگی ہے۔ (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱۰ : ۲۸)

لوگ خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلے خُدا کے پاس آ سکتے ہیں اور نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ خُداوند نے فرمایا ہے :۔

"کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آ سکتا" (یُوحنّا ۱۴:۶)

خُداوند المسیح کے پاس، جو حقیقی چرواہا ہے، دیگر چرواہے بھی ہیں تاکہ وُہ المسیح کی امداد کریں۔ اُن کو اور بھیڑوں کو دروازے کے ذریعہ اندر داخل ہونا پڑتا ہے۔ پس سچّا چرواہا خُداوند المسیح کے وسیلے بھیڑوں کے پاس آتا ہے۔ تقدّس مآب آرچ بشپ ٹیمپل اپنی مایہ ناز کتاب بنام "مُقدّس یُوحنّا کی انجیل کی تلاوتیں" میں فرماتے ہیں :۔

"ہم اپنے پاسبانی کے کام میں دُوسروں پر اثر و تاثیر کے کام کو باقاعدہ و اختیاری جذبہ اور خاطر جمعی کے ذریعے دُوسروں کی رہنمائی اور پیشوائی کر کے

حاصل کرتے ہیں یا ہم اس کام کو شہرت کے ایما سے کرتے ہیں یا اس کام کو
طرفداری کی بدولت یا اس تمنا سے کہ دیگر لواحقین کو اپنا ہمخیال بنائیں سرانجام
دیتے ہیں۔ لیکن اُن میں سے کوئی بھی طریق ہمیں اس کام کا حقدار نہیں بناتا کہ
ہم کسی دُوسرے شخص کی زندگی پر عمداً اثر و تاثر پیدا کریں۔ جو شخص اس قسم کی سعی
کرتا ہے وُہ چور اور ڈاکو ہے۔ وُہ نہ صرف مداخلتِ بیجا کا ارتکاب کرتا ہے
بلکہ وُہ اُن معنوں کو بھی چھیننا چاہتا ہے جن پر قبضہ جمانے کے لئے اُس کے
پاس کوئی حق نہیں۔ اس مُقدس ذمہ داری کے لئے کہ میں عمداً ایک رُوح
پُر تاثیر پیدا کروں کوئی بھی مجھے حق نہیں دے سکتا سوائے اس کے کہ میں
اُس رُوح کے پاس دروازے سے داخل ہو کر جاؤں اور وُہ دروازہ ابن مسیح ہے۔

"میں اپنی جان دیتا ہوں"

آیات ۱۱ سے ۱۸ میں خُداوند یسوع اپنے آپ کو "اچھا چرواہا" کے
نام سے موسُوم کرتا ہے جو بھیڑوں کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ہے۔ مزدور
جو محض اپنی مزدوری حاصل کرنے کے لئے اپنا کام کرتا ہے در اصل بھیڑوں کی
حفاظت نہیں کرتا بلکہ وُہ خطرے کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ یسوع اچھا چرواہا
ہے وُہ اپنی بھیڑوں کو جانتا ہے اور خطرات میں اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ یسوع
اور اُس کی بھیڑوں کے درمیان وُہی محبت آمیز اور گہرا تعلق ہے جو باپ
اور بیٹے کے درمیان ہے۔

"اور میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں"
ایک اُٹھتی ہوئی عداوت اور حکام کا عزم کہ مسیح کو قتل کیا جائے ان دونوں

چرواہے کے پسِ پشت یہ الفاظ کہے جاتے ہیں ۔ تاہم اُن کا آغاز خُداوند المسیح کی طرف سے ہوتا ہے :-

"میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہُوں ...... کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں " (یُوحنّا ۱۰ : ۱۵، ۱۸)

چرواہے کی تشبیہات کو جاری رکھتے ہُوئے ہمیں یہ بات ذہن نشین کرنا ہے کہ حملہ چرواہے پر نہیں ہوتا بلکہ بھیڑوں پر ہوتا ہے ۔ چرواہا اپنی مرضی سے بھیڑیئے کا مقابلہ کرنے کو نکلتا ہے اور اپنی جان کی بازی لگا کر بھیڑوں کی حفاظت کرتا ہے ۔ ہم بھی اس باب کو اچھّے چرواہے کا ایک عام بیان سمجھ کر مطالعہ کرتے ہیں اور در اصل یہی اس کا مقصد ہے ۔ لیکن اس بیان میں ایک نیا رنگ پیدا ہو جاتا ہے جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ اس موقع پر جب یہ باتیں ہمارے خُداوند کے لبوں سے نکل رہی تھیں ، اُس کے دُشمن اُس کو قتل کرنے کی سازباز میں لگے ہوئے تھے :-

تاہم خُداوند کی موت سے یہ داستان ختم نہیں ہوتی ۔ خُداوند المسیح نے فرمایا :-

"میں اپنی جان دیتا ہُوں تاکہ اُسے پھر لے لوں .... مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اُسے پھر لینے کا بھی اختیار ہے"...

(یُوحنّا ۱۰ : ۱۷-۱۸)

آسمانی باپ خُداوند المسیح سے پیار کرتا ہے کیونکہ وہ بھیڑوں کے لئے اپنی جان دینے کے لئے تیار ہے اور باپ نے اُسے مُردوں میں سے زندہ ہو جانے کا یقین دلایا ہے ۔ یہ وعدہ خُداوند کی موت کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے

جو پہلی اناجیل میں مرقوم ہیں اور اس بات کا وعدہ بھی ہے کہ "وہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔"

(ملاحظہ ہو مرقس ۱۰ : ۳۴، متی ۲۰ : ۱۹، لوقا ۱۸ : ۳۳)

اچھے چرواہے کے اس بیان میں ایک بہت وسیع دُنیا کا ذکر ہے:-

"اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑخانے کی نہیں۔ مجھے اُن کو بھی لانا ضرور ہے۔ اور وہ میری آواز سنیں گی اور پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا۔" (یوحنا ۱۰ : ۱۶)

صلیب کا خیال افقِ عالم کو غیر یہودی عالم تک وسیع کر دیتا ہے جہاں اور بہت سی بھیڑیں دُور دُور تک تتر بتر ہیں (یوحنا ۱۱ : ۵۲) اور اُس دن کی منتظر ہیں جب وہ اُونچے پر چڑھایا جائے گا اور سب لوگوں کو اپنے پاس کھینچے گا۔ (یوحنا، ۱۲ : ۳۲)

اچھا چرواہا کون ہے؟

ہمارے خداوند کا مذہبی پیشواؤں کو ملامت کرنا کہ وہ جھوٹے چرواہے ہیں اور اپنا دعویٰ کہ وہ اچھا چرواہا ہے جس کا عکس حزقی ایل نے پہلے ہی سے اپنی کتاب میں پیش کیا ہے، یہودیوں میں مزید اختلافات پیدا کرتا ہے۔ بعض یہودی پہلے الزام کو کہ وہ مخبوط الحواس یا آسیب زدہ ہے دُھراتے ہیں (ملاحظہ ہو ۱۰ : ۲۰، ۷ : ۲۰) دیگر یہودی اس بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہ اُس نے ایک نابینا شخص کو نورِ بینائی عطا کیا ہے یہ کہتے ہیں کہ :-

"یہ ایسے شخص کی باتیں نہیں جس میں بد رُوح ہو۔" (یوحنا ۱۰ : ۲۰)

خُداوند المسیح کے متعلق اختلاف رائے اس انتہا تک بڑھ جاتا ہے کہ یہودی لوگ مشتعل ہو کر اُس سے استفسار کرتے ہیں :-

"تُو کب تک ہمارے دل کو ڈانوانڈول رکھے گا؟ اگر تُو مسیح ہے تو ہم سے صاف کہہ دے" (یوحنا ۱۰ : ۲۴)

خُداوند المسیح اُنہیں جواب دیتا ہے کہ اُس نے اُنہیں بتا دیا ہے لیکن وُہ یقین نہیں کرتے۔ جو کام وُہ اپنے باپ کے نام سے کرتا ہے وُہی اس بات کے گواہ ہیں۔ یہ بات کہ خُداوند کے پیام کے سامعین خُداوند کا یقین نہیں کرتے اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وُہ لوگ خُداوند کی بھیڑوں میں سے نہیں ہیں کیونکہ خُداوند کا فرمان ہے کہ "میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں" اگر وُہ لوگ ایمان لانے پر رضامند ہوتے تو وُہ صاف و صریح طور سے اپنے باطن میں اس سوال کا جواب حاصل کر لیتے۔ بالآخر خُداوند کے لبِ مُبارک سے اس سوال کا صاف صاف جواب قطعی طور سے دیا جاتا ہے :-

"میرا باپ جس نے مجھے وُہ دی ہیں سب سے بڑا ہے اور کوئی اُنہیں باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا۔ میں اور باپ ایک ہیں"

(یوحنا ۱۰ : ۲۹ - ۳۰)

یہودیوں کے لئے یہ جواب کُفر ہے۔ وُہ پھر پتھر اُٹھاتے ہیں تاکہ اُسے پتھراؤ کریں لیکن خُداوند یسُوع مسیح جواب میں زبور ۸۲ : ۶ کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ جہاں یہ مرقوم ہے کہ "میں نے کہا تم خُدا ہو" اس خیال پر خُداوند کا استدلال ملاحظہ فرمائیں !

"تمہارے بادشاہوں اور نبیوں کو خُداؤں کے نام سے موسُوم کیا گیا ہے کیونکہ اُن کے پاس خُدا کا کلام نازل ہوا تھا۔ یہ اس سے بھی زیادہ موزوں ہے

کہ اُس شخصیّت کو جس کی تقدیس خُدا کی طرف سے ہو چُکی ہے اور وہ اس دُنیا میں بھیجا گیا ہے ابن اللہ کا لقب دیا جائے۔ ازلی کلام اُن لوگوں سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے جن کی طرف وُہ کلام نازل ہوا ہے"۔

ان الفاظ سے لوگوں کی تشویش مٹ جاتی ہے جیسا کہ مرقس ۱۴: ۶۲ کے مطابق خُداوند سردار کاہن کے رُوبرُو کھڑا ہے بعینہٖ اس مقام پر یسُوع صاف صاف بتاتا ہے :-

"میں خُدا کا بیٹا ہُوں" (یُوحنّا ۱۰: ۳۶) اور خُداوند المسیح کا یہ اقرار یہودیوں کی ایک مزید ناکامیاب کوشش بن کر رہ جاتا ہے کہ خُداوند کو گرفتار کریں۔

یہودیوں کی یہ کوشش کہ خُداوند المسیح کو پتھراؤ کریں یا اُس کو گرفتار کریں، اس امر کی شہادت ہے کہ خُداوند المسیح کے دُشمن اُس کو بدنام کرنے میں ناکام رہے۔ مبشّرِ انجیل مزید کہتا ہے کہ بہت سے لوگ اُس پر ایمان لائے اور جو کچھ یُوحنّا اصطباغی نے، جو ایک ابتدائی گواہ تھا، خُداوند المسیح کے متعلّق کہا تھا، درست ثابت ہُوا ہے۔ (یُوحنّا ۱۰: ۴۱-۴۲)

ساتواں باب

المسیح موت کا مالک ہے

ہم ان آخری سات زبردست اعمال سے دوچار ہوتے ہیں جنہیں مُقدّس یوحنّا نشانات بتاتا ہے اور یہ ہمارے خُداوند کی زندگی بخش قوّت کی شہادتیں ہیں۔ لعزر کا مُردوں میں سے زندہ کرنا اُن نشانات میں سب سے بڑا نشان ہے۔ دیگر نشانات کا مفہوم بعد ازاں گفتگو یا مکالمہ کی صورت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس نشان میں بیان اور دلیل دونوں عناصر اس طرح یکرنگ ہیں کہ ایک حقیقت کو پیش کرنے میں دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہو گئی ہیں۔

موت سے مقابلہ

مرتھا اور مریم یسوع کے پرانے دوستوں میں سے تھے (ملاحظہ ہو لوقا ۱۰: ۳۸-۴۲) ان کے دیہاتی گھر میں جو گلیل میں تھا خُداوند نے قیام فرمایا تھا۔ اب وہ بیت عنیاہ میں جو یروشلم سے دو میل کے فاصلہ پر ہے رہتے ہیں جب لعزر بسترِ علالت پر پڑ جاتا ہے تو اُس کی بہن یسوع کے پاس

اُس کی علالت کی خبر بھیجتی ہے۔ اُن کا پیغام ایک سادہ پیغام ہے جو محبت اور اعتماد سے بھرا ہُوا ہے:۔

"اے خُداوند! دیکھ جسے تُو عزیز رکھتا ہے وُہ بیمار ہے" (یُوحنّا ۱۱: ۳)

یہ درخواست ہمارے لئے ایک درست نمونہ پیش کرتی ہے جس سے ہم اپنے بیمار دوستوں کو دُعا کے وسیلے خدا کے دربار میں پیش کر سکتے ہیں۔ خُداوند اس پیغام کو سُن کر کہتا ہے کہ اس بیماری کا نتیجہ موت نہیں ہوگا بلکہ اس سے خُدا کے جلال کے ظہُور کا موقع پیدا ہو گا اور اس سے خُداوند کا ذاتی دعویٰ بھی معقول ثابت ہو گا۔ (یُوحنّا ۱۱: ۴)

خُداوند یسُوع بیت عنیاہ کی سمت میں جانے کے لئے جلدی نہیں کرتا بلکہ اس بات پر پُورا بھروسہ رکھتا ہے کہ خُدا لعزر کی بیماری کو زندگی بخشنے والی قوت کا ایک مزید نمونہ بنائے گا اور خُداوند اُسی مقام پر جہاں اُسے پیغام ملا تھا قیام کرتا ہے۔ اس کے بعد وُہ بیت عنیاہ کو جانے کا قصد کرتا ہے۔ خُداوند کے شاگرد (ساتویں اور آٹھویں ابواب) دشمنوں کی دھمکیوں کو اپنے دلوں میں یاد کرتے ہیں اور خُداوند المسیح کو خطرے سے خبردار کرتے ہیں۔ اُن کے اس انتباہ کے جواب میں خُداوند فرماتا ہے کہ ابھی اُس کا وقت پُورا نہیں ہُوا۔ خُداوند المسیح نے اپنے متعلق یہ کہا تھا کہ میں دُنیا کا نُور ہُوں (یُوحنّا ۸: ۱۲) اب وُہ اپنے شاگردوں کو بتاتا ہے کہ جس طرح کوئی شخص دن کی روشنی میں چل کر ٹھوکر نہیں کھاتا اُسی طرح وُہ شخص جو دُنیا کی روشنی میں چلتا ہے خُدا کی مرضی کو جان جائیگا۔ صرف وُہی لوگ ٹھوکر کھائیں گے جن میں سچی روشنی نہیں پائی جاتی (یُوحنّا ۱۱: ۹-۱۰) خُداوند مکرر فرماتا ہے کہ لعزر سو گیا ہے اور میں اسے جگانے کے لئے جا رہا ہُوں۔ شاگرد ان الفاظ کے لفظی مفہُوم کو ہی سمجھتے

ہیں۔ خداوند اس خوشی سے معمور ہے کہ وہ اُسے شفا دینے کے لئے وہاں موجود نہ تھا کیونکہ جو کام ظاہر ہونے کو ہے بمقابلہ اس ایک شخص کے جسے بستر مرگ پر شفا دی جائے گی، ان کے ایمان کو زیادہ مضبوط کرے گا۔ اس کے بعد خداوند بیت عنیاہ کی طرف روانہ ہوتا ہے جہاں دشمنی اور خطرہ خداوند المسیح کے لئے منہ کھولے کھڑے ہیں۔ جب خداوند سڑک کی طرف ہوا، تو تھوما دُوسرے شاگردوں کو کہتا ہے " آؤ ہم بھی چلیں تاکہ اُس کے ساتھ مریں " (یُوحنا ۱۱: ۱۶) تھوما کے اس نظریہ میں نفی کا امکان ہے۔ تھوما ہر وقت بدترین نتائج کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن وہ وفادار ہے اور کسی بات سے نہیں ڈرتا۔

جب یہ لوگ بیت عنیاہ پہنچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لعزر کو قبر میں رکھے ہوئے پورے چار یوم گزر چکے ہیں۔ مرتھا خداوند یسوع سے ملنے کی غرض سے جلدی جلدی باہر نکلتی اور تسلیمات عرض کرتی ہوئی کہتی ہے:۔

"اَے خداوند اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا" (یُوحنا ۱۱: ۲۱)

یہی الفاظ کچھ منٹ کے بعد اُس کی بہن کے منہ سے نکلتے ہیں۔ وہ مکرر عرض ہے:۔

"اور اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگے گا وہ تجھے دے گا"

اس آہ و بکا کے باوجود کہ خداوند اس سے قبل نہ آسکا ان الفاظ میں ایک شخصی اعتقاد کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس کی اُمید کا مرکز خداوند المسیح کا وجود مبارک ہے۔ خداوند اُس کو مطلع کرتا ہے کہ:۔

"تیرا بھائی جی اُٹھے گا۔"

لیکن مرتھا ان الفاظ کا اشارہ قیامتِ مُردگان کی طرف سمجھتی ہے جو روزِ آخر کو ہوگی ۔ وُہ خداوند المسیح کے دیگر دوستوں کی طرح قیامت مُردگان پر ایمان رکھتی ہے ۔ اس کے بعد کتابِ مُقدّس کا عظیم ترین دعوےٰ پیش ہوتا ہے۔ یہ دعوےٰ خداوند المسیح کے سب دعاوی سے جن کا تذکرہ انجیلِ جلیل میں ہے، زیادہ مقتدر ہے ۔

" قیامت اور زندگی تو میں ہُوں جو مُجھ پر ایمان لاتا ہے وُہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا اور جو کوئی زندہ ہے اور مُجھ پر ایمان لاتا ہے وُہ ابد تک کبھی نہ مرے گا "۔ (یوحنّا ۱۱ : ۲۵-۲۶)

خُداوند المسیح کے یہ مُبارک الفاظ مرتھا سے بہت کُچھ طلب کر رہے تھے اور اس بات کے مقتضی تھے کہ وُہ المسیح کے اس دعوےٰ پر ایمان لائے قبل اس کے کہ لعزر کو موت کے مُنہ سے نکالا جائے ۔ تاہم وُہ خُداوند کے ایمانی مطالبہ کا جواب ذیل کے الفاظ میں دیتی ہے ۔

" ہاں خُداوند میں ایمان لا چکی ہُوں کہ خُدا کا بیٹا مسیح جو دُنیا میں آنے والا تھا تُو ہی ہے "۔

مرتھا پھر مریم کو بلاتی ہے جو خُداوند سے ملاقات کرنے کے اشتیاق سے بڑی سرعت کے ساتھ گھر سے نکلتی ہے اور روتی ہُوئی خُداوند کے قدموں میں گر جاتی ہے ۔ بعد ازاں دونوں قبر کی طرف قدم بڑھاتے ہیں ۔ مُقدّس یُوحنّا خُداوند یسوع المسیح کے متعلق رقمطراز ہے کہ " وُہ نہایت رنجیدہ ہُوا "۔ (ملاحظہ فرمائیں ۱۱ : ۳۳ ، ۳۸) یہ الفاظ انسانی غم اور ہمدردی کی بجائے رُوح کی کشاکش کو پیش کرتے ہیں ۔ خُداوند المسیح کے قیمتی آنسو نہ تو اُس کے دوست کی جُدائی کے غم میں بہائے گئے تھے اور نہ ہی وُہ قیمتی موتی مغموم بہنوں

کے لئے جذبۂ رحم سے متاثر ہو کر خداوند کی آنکھوں سے نکلے تھے۔ خداوند کو معلوم ہے کہ خدا لعزر کی موت کو اپنے جلال کے اظہار کا موقع بنانا چاہتا ہے۔ موت کے متعلق لوگوں کی حیرانگی و سراسیمگی اور الٰہی محبت اور زندگی میں کم اعتقادی کو دیکھ کر یسوع رو دیا۔ شاید خداوند کے ذہن میں اس کی آنے والی موت کا خیال اور دکھوں کی گہرائی تھی جس کو اس نے لوگوں کے سامنے برداشت کرنا تھا قبل اس کے کہ لوگ موت کے خوف سے نجات حاصل کرتے جب تک المسیح موت کا مزہ نہ چکھے لوگ اُسے موت کا مالک ہونے کی حیثیت سے قبول نہیں کریں گے۔ وہ انسانوں کو اسی دنیا میں آج ہی ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے اور جسم کی موت کے بعد انہیں آنے والی دنیا میں نئی زندگی کے لئے زندہ کرتا ہے۔

زندگی کی فتحیابی

خداوند یسوع مسیح حکم فرماتا ہے کہ پتھر کو ہٹاؤ۔ مرتھا پکار اٹھتی ہے کہ لاش کو تو قبر میں رکھے ہوئے چار دن گزر چکے ہیں اس لئے لاش سڑ چکی ہوگی۔ خداوند اُسے تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر تو ایمان لائیگی تو خدا کا آنے والا جلال دیکھے گی۔ پس پتھر کو لڑھکا دیا جاتا ہے جس سے قبر کا تاریک رستہ نظر آنے لگتا ہے۔ ہم آسانی سے اس خوفناک خوشی کے شدید جذبہ کو جو حاضرین کے دل و دماغ پر طاری و ساری ہو چکا ہے تصور کر سکتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں ہر شے جس کا تعلق (قبر یا موت) سے ہوتا ہے پُر اسرار اور ہولناک ہوتی ہے۔ خداوند یسوع شکرانے کی دعا میں مشغول ہو جاتا ہے اور

اُس کی زبان خوش الحان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں :۔

"اَے باپ مَیں تیرا شکر کرتا ہُوں کہ تُو نے میری سُن لی ۔"

معجزے کی اس منزل تک ابھی دُعا کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اب دُعا کا جواب آچکا ہے :۔

"مجھے تو معلوم تھا کہ تُو ہمیشہ میری سُنتا ہے مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں مَیں نے یہ کہا کہ وُہ ایمان لائیں کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا ہے ۔" (یوحنا ۱۱: ۴۱-۴۲)

پھر اُمید کی خوفناک خاموشی میں خداوند المسیح بآواز بلند حکم دیتا ہے :۔

"اَے لعزر نکل آ ۔"

سامعین کے جذبات کی شدّت تقریباً ناقابل برداشت ہو جاتی ہے ۔ خوف کی ہلکی سی لہر ناظرین کو مس کر رہی ہے ۔ اُنہیں ایک خارجی صورت جس کا سر اور جسم کفن میں ملفوف ہے آہستہ آہستہ قبر کی تاریکیوں میں سے باہر کی طرف سورج کی روشنی میں نکلنی شروع ہو جاتی ہے ۔ ہمارے آقا و مولا کے وُہ الفاظ جو یوحنا ۵: ۲۴/ ۲۸-۲۹ میں مرقوم ہیں پُورے ہو چکے ہیں یعنی ایک مُردہ انسان نے قبر کے اندر ابن اللہ کی آواز کو سُنا ہے اور موت سے زندگی میں داخل ہُوا ہے ۔

خداوند یسوع نہ صرف زندگی کا مالک ہے بلکہ وُہ موت کا بھی مالک ہے ۔ اس سے قبل کے دو نشانات جو انجیل مُقدّس میں قلمبند ہیں پہلے ہی سے اس طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ موت پر قبضہ ہو سکتا ہے ۔

اوّل ، کفرنحوم میں ایک سردار کا بیٹا مرض الموت میں مبتلا تھا ۔

دوم ، ایک اپاہج بیت حسدا کے حوض کے کنارے ایک مُردے کی طرح

پڑا تھا۔

اب ایک مُردہ آدمی زندہ کیا گیا ہے۔ خُداوند یسُوع نہ صرف زندگی کا دینے والا اور زندگی کا محافظ ہے بلکہ وُہ موت کا مالک بھی ہے۔ پہلی تینوں اناجیل یائر کی بیٹی کو شفا دینے کا بیان قلمبند کرتی ہیں (ملاحظہ ہو مرقس ۵: ۲۱۔ ۲۴، ۳۵۔۴۳ وغیرہ) لُوقا اپنی انجیل میں نائین کے بیوہ کے بیٹے کو شفا دینے کے بیان کا اضافہ کرتا ہے (ملاحظہ ہو لُوقا ۷: ۱۱۔ ۱۷) یہ نشانات اور لعزر کا جلایا جانا جسمانی موت کی حدود پر جامع ہے۔ اُس ننھی بچی کا مُرغِ رُوح جس نے ابھی ابھی قفسِ عنصری سے پرواز کیا تھا خُداوند کی آواز کو سُنتا ہے۔ بعینہٖ اُس نوجوان کا رُوح جس کی لاش کو دفنانے کی غرض سے لے جایا جا رہا ہے خُداوند کے حُکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اسی طرح لعزر جس کا جسم چار روز تک قبر میں پڑا سڑ رہا تھا خُداوند مسیح کے حُکم سے قبر سے باہر نکل آتا ہے۔ ان نشانات سے ہم جان سکتے ہیں کہ ہمارا خُداوند ہر شخص کے بسترِ مرگ کے قریب کھڑا ہے۔ وُہ ہر جنازے کے ہمراہ ہے اور ایک لاش جو قبر میں گل سڑ رہی ہے ابھی تک اُس کی حکومت کے تابع ہے۔ یہ تینوں مُردے بلاشبہ اس دُنیا کی موت کی وادی سے زندگی میں لائے گئے تھے اور اُنہیں دوبارہ جسمانی موت کا جام پینا پڑا۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے والی زندگی جو موت سے ناآشنا ہے ہمارے خُداوند کے لئے منتظر بیٹھی ہے کہ وُہ موت پر فتح حاصل کرے لیکن ہمارے خُداوند کا عمل اور بشارتِ انجیل کا بیان اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خُداوند اس دُنیا میں ایک زندگی بخش قوت لے کر آیا تھا۔

موت سے مرعُوب زندگی

ہمیں یہ بات یاد رکھنا ہے کہ یہ زندگی بخش نشان اُس وقت پُورا کیا گیا تھا جب ہمارے خُداوند کی اپنی زندگی فطرت سے گھری ہُوئی تھی۔ بیت عنیاہ کی طرف رُخ کرنے سے خُداوند یسُوع نے موت کا مقابلہ کیا تاکہ موت پہ فتح حاصل کرے۔ لعزر کے جلاتے جانے کے بعد ہم یُوحنّا کے بیان کے مطابق مذکورہ واقعہ کے موقع پر مخالف قوتوں کو جمع ہوتا ہُوا دیکھتے ہیں جو خُداوند المسیح کی زندگی کو ختم کرنے کے در پے ہیں۔ فریسیوں کو فوراً اُس نشان کی خبر دی جاتی ہے اور وہ سنہیڈرن کی ایک میٹنگ بلاتے ہیں۔ یہ یہودیوں کی ایک صدریہ عدالت تھی اور یُوں وہ یسُوع کے خلاف سردار کاہنوں کی، جو صدوقی تھے امداد حاصل کرتے ہیں۔ وہ محسُوس کرتے ہیں کہ اُنہیں کُچھ نہ کُچھ کرنا ہی ہوگا کیونکہ مذکورہ نشانات متعدد لوگوں میں قائلیّت کی رُوح پیدا کر رہے ہیں۔ ایک اور بات کا خطرہ تھا کہ مبادا عوام مسیح کو دوبارہ بادشاہ بننے پر آمادہ کریں اور اس صورت میں سنہیڈرن کے اراکین پر یہودیوں کی طرف سے یہ الزام لگنے کا امکان ہے کہ اُنہوں نے اس قسم کے بغاوت انگیز رویہ کو دبانے میں بے بسی کا اظہار کیا ہے۔ اس فعل کی پاداش میں شاید ساری قوم موت کے گھاٹ اتاری جائے۔ سردار کاہن کائفا نے مندرجہ ذیل صلاح دی:۔

"تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمّت کے واسطے مرے"۔

ان الفاظ کا محض یہی مفہوم ہے کہ ایک باغی کو ہی ختم کرنا چاہیئے بجائے اس

کے کہ تمام قوم کو موت کے مُنہ میں دھکیلا جائے۔ مُقدّس یُوحنّا کے خیال کے مطابق سردار کاہن کے الفاظ میں خُداوند المسیح کے متعدد الفاظ کی طرح لفظی مفہوم نکالنا لازمی نہیں۔ اور سردار کاہن کے اِن الفاظ کے پسِ پُشت ایک عمیق اور پُر اسرار مفہوم پنہاں ہے اور سردار کاہن مذکور کو بھی یہ بھید معلُوم نہ تھا جب یہ الفاظ اُس کے مُنہ سے نکلے تھے اِس سچائی کے تین درجات ہیں سردار کاہن کا الفاظ کے الفاظ لفظی طور سے سچے نکلے لیکن گہرے معنوں میں بھی وُہ صادق ثابت ہُوئے۔

خُداوند یسُوع قوم یہود کے لئے فدیہ کے طور پر مرا تاہم وُہ نہ صرف یہودیوں کے لئے بلکہ خُدا کے سارے بچّوں کے لئے جو تمام دُنیا میں پھیلے ہُوئے ہیں خُداوند کے لئے اسرائیل میں جمع کئے جائینگے۔ پس لعزر کے جلائے جانے کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ موت کا فتویٰ مسیح کی اپنی زندگی کے خلاف دیا جاتا ہے لیکن خُداوند المسیح کی موت سے ایک عالمگیر نتیجہ پیدا ہوگا (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱۱: ۴۵-۵۳) اچھّا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دینے سے دُوسری بھیڑوں کو بھی بھیڑ خانے میں لائے گا اور پھر ایک ہی گلہ ہوگا جو ایک ہی چرواہے کی نگہبانی میں رہے گا۔ (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱۰: ۱۶)

خُداوند تیّار ہے کہ اپنی جان دے (یُوحنّا ۱۰: ۱۸) لیکن وُہ اُس گھڑی کے لئے اپنا وقت خود ہی مقرّر کرے گا۔ وُہ وقت ابھی نہیں آیا اگرچہ وُہ وقت قریب ہے۔ پس وُہ عوام کی نگاہوں سے رُوپوش ہو جاتا ہے۔ اس اثنا میں یہودی لوگ مُلک کے ہر حصّہ سے یروشلم میں عیدِ فسح کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اُن کا خاص موضوعِ گفتگو خُداوند مسیح ہے اور وُہ خیالی گھوڑے دوڑاتے ہیں کہ کیا اُس کی آمد یروشلم میں ہوگی نیز جب وُہ آئے گا تو کیا ہوگا۔ (یُوحنّا ۱۱: ۵۴-۵۷)۔

اسی دوران میں لعزر کے جلائے جانے سے ایک زبردست انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ لعزر بے حد مؤثر گواہوں میں سے ایک گواہ ہے جو خداوند المسیح کے دعویٰ کی سچائی کو کہ وہ قیامت اور زندگی ہے پیش کرتا ہے۔ وہ لوگ جو قبر پر موجود تھے جب لعزر کو قبر سے باہر نکل آنے کے لئے بلایا گیا تھا تو اس نشان کے متعلق عیدِ فسح کے زائرین سے بات چیت کرتے ہیں۔ اُن میں سے بہت سے لوگ بیت عنیاہ کو جاتے ہیں تاکہ لعزر کو دیکھیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کچھ لوگ اس معجزے پر ایمان لے آتے ہیں۔ سردار کاہنوں کی یہ تجویز ہے کہ لعزر کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے۔ (ملاحظہ ہو یوحنا ۱۲: ۹-۱۱)۔ اُن کا خیال ہے کہ جتنی جلدی اُسے ہمیشہ کے لئے قبر کی طرف لوٹا دیا جائے اُتنا ہی بہتر ہے۔

بارھویں باب میں خداوند المسیح کی موت کی آمد کا تذکرہ ہے۔ خداوند کی موت تین واقعات پر مبنی ہے:۔

(ا) خداوند المسیح کا بیت عنیاہ میں مسح کیا جانا۔ (یوحنا ۱۲: ۱-۸)

(ب) خداوند المسیح کا شاہانہ داخلہ۔ (۱۲: ۱۹)

(ج) عیدِ فسح پر یونانی زائرین کی درخواست کہ وہ خداوند المسیح کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ نیز خداوند کی گفتگو سے خداوند کی موت کا پتہ چلتا ہے۔ (۲۰: ۲۶)

عید سے چھ روز قبل خداوند یسوع اپنی عارضی آرامگاہ سے نکلتا ہے۔ (۱۱: ۵۴، ۱۲: ۱) اور بیت عنیاہ کو واپس لوٹتا ہے۔ مرتھا اور مریم اُس کی تعظیم و تکریم کے لئے ایک ضیافت کا اہتمام کرتی ہیں جس میں لعزر بھی موجود ہے۔ مریم خداوند المسیح کے سامنے اپنے بھائی کے مُردوں

ہیں سے جلائے جانے کے لئے شکر گذاری کا اظہار کرتی ہے۔ پس وہ اُس کے پاؤں پر ایک قیمتی عطر ملتی ہے اور اُنہیں اپنے سر کے بالوں سے پونچھتی ہے۔ یسوع اُسے اپنے جسم کی تجہیز و تکفین سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ اُس پر عطر ملا جاتا ہے گویا کہ وہ ایک لاش ہے (۱۲: ۷)

دوسرے روز وہ یروشلم میں داخل ہوتا ہے اور اُس کے گرد اُس کے شاگرد اور عید فسح کے زائرین ہیں جو تعریف و تحسین کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ وہ ایک شائق زائرین کے مجموعہ کو ملتے ہیں جو پہلے ہی شہر میں موجود ہیں۔ خداوند ایک گدھے پر سوار ہوتا ہے اور دانستاً زکریاہ نبی کی پیشین گوئی کو جو نویں باب کی نویں آیت میں مرقوم ہے یاد دلاتا ہے :-

"اے بنت صیون تو نہایت شادماں ہو۔ اے دختر یروشلم خوب للکار کیونکہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات اُس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ حلیم ہے اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر سوار ہے"

یہ دلچسپ خیال جیران کن ہے کہ مبشر انجیل نے زکریاہ نبی کی کتاب کے مزید اقتباسات کیوں نہ پیش کئے کیونکہ اگلی آیت نبوت کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ختم ہوتی ہے :-

"اور وہ قوموں کو صلح کا مژدہ دے گا اور اُس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے انتہائے زمین تک ہو گی"

ہمارے خداوند کے ذہن میں اغلباً پورے کا پورا اقتباس موجود تھا جب اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ گدھے پر سوار ہو کر یروشلم میں داخل ہو اور اس طرح زکریاہ نبی کی پیشین گوئی کو پورا کرے۔

لوگوں کے جھنڈ کے جھنڈ خداوند المسیح کو اسرائیل کا بادشاہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ لفظ بعد ازاں خداوند کے خلاف الزام کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔
(یوحنا ۱۸: ۳۳)

مبشر انجیل اپنے قارئین کو یاد دلاتا ہے کہ وہ شخص جسے بادشاہ کہہ کر پکارا جا رہا ہے وہی شخص ہے جس نے لعزر کو جلایا تھا۔ درحقیقت وہ موت کا فاتح ہے۔ (۱۲: ۱۷)

خود موت کی سڑک پر سوار ہے۔ فریسی لوگ معذور و مجبور ہو کر کہتے ہیں۔ "سوچو تو تم سے کچھ نہیں بن پڑتا۔ دیکھو جہان اُس کا پیرو ہو چلا ہے۔"
(یوحنا ۱۲: ۱۹)

ان الفاظ کا یہ مفہوم ہے کہ اُس وقت خداوند یسوع عوام الناس کا ہر دلعزیز رستم و قائد بن چکا ہے۔ تاہم سردار کاہن کیفا اور دیگر لوگوں کے فرمان میں گویا اتفاقاً ایسے فقرے کسے گئے تھے جن کے گہرے مطالب تھے۔ مبشر انجیل ایسے فقرات میں خداوند المسیح کی سرفرازی کی نبوت اور کل نسل انسانی کا اُس کی شہنشاہی کے نیچے آنے کا راز پاتا ہے۔

موت کے وسیلے فتحمندی کی زندگی

خداوند المسیح کی عالمگیر قبولیت کے اس حوالہ کے بعد بڑے احسن طریق سے دور دراز ممالک کے ملاقاتیوں کی گفتگو کی رپورٹ قلمبند کی گئی ہے۔ یہ یونانی لوگ یروشلم میں عید فسح کو منانے کے لئے آئے تھے۔ یہ بات قابل تسلیم ہے کہ یہ یونانی لوگ یہودی مذہب کے نو مرید تھے۔ ایشیائے کوچک کی متعدد

ہیکلوں میں بہت سے مُتقی و پرہیزگار یُونانی لوگوں کے حلقے تھے اور اُن میں سے چند نے ختنہ کو قبول کر لیا تھا اور وہ یہُودی کلیسیا کے شرکاء بن چکے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر لوگوں کو خدا پرست متلاشیوں کی جماعت کہا جا سکتا ہے۔ (ملاحظہ ہو اعمال ۱۷: ۴)۔ اُن لوگوں میں سے ایک گروہ فلپّس اور اندریاس سے ملاقات کرتا ہے۔ ان دونوں کے یُونانی نام ہیں اور وہ بیت صیدا کے رہنے والے ہیں جو گلیل کا ایک قصبہ تھا جہاں یُونانی لوگ بستے تھے۔ یہ گروہ خداوند المسیح کو دیکھنے کی درخواست کرتا ہے۔ اُس کی آمد سے خداوند کے دل میں دُور دراز دُنیا کا خیال پیدا ہوا ہو گا جہاں بعد از اں انجیل کی منادی ہونی چاہیئے۔ اس امر کا امکان ہے کہ اس واقعہ سے خداوند کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوتی ہو گی کہ غیر یہودی دُنیا میں ایک وسیع مشن کا بیڑا اُٹھایا جائے اور صلیب سے کنارہ کشی کی جائے۔ آیات ۲۷ تا ۲۸ ایک رُوحانی دباؤ کے لمحہ کا بیان کرتی ہیں:-

"اب میری جان گھبراتی ہے۔ پس میں کیا کہوں؟
اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا لیکن میں اسی سبب سے تو اس گھڑی کو پہنچا ہوں۔ اے باپ! اپنے نام کو جلال دے ......"

اس مقام پر ہمیں خداوند کے گتسمنی باغ کے دُکھ یاد آ جاتے ہیں جو دیگر اناجیل میں قلمبند ہیں۔ اس میں یسوع نے اسی قسم کی دُعا کی تھی:-

"اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پُوری ہو" (لوقا ۲۲: ۴۲)

ہمارے خداوند نے اس کش مکش کا نتیجہ ذیل کے الفاظ میں پیش کیا ہے:-

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مر

نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مرجاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے۔"
(یوحنا ۱۲ : ۲۴)

اگر گیہوں کا دانہ زمین میں سڑتا ہے تو یہ فصل پیدا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ بیج کی موت کے بغیر فصل کا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ بعینہٖ خداوند المسیح کی موت کے بغیر نسل انسانی میں کوئی فصل پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہودیوں کی صدر عدالت نے پہلے ہی اس کی عدالت کا فیصلہ کرلیا تھا اور پہلے ہی سے اُس کی تجہیز و تکفین کے لئے اُس کے جسم پر خوشبودار چیزیں مل گئی تھیں۔ وہ یروشلم میں آچکا ہے۔ واقعی "وہ وقت آگیا ہے کہ ابن آدم جلال پائے"۔ (یوحنا ۱۲ : ۲۳)۔ وہ صلیب پر چڑھایا جائے گا کیونکہ اُس نے فرمایا تھا:۔
"میں اگر زمین سے اُونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا۔" (یوحنا ۱۲ : ۳۲)

دُنیا میں ایک عالمگیر فصل پیدا ہوگی لیکن یہ فصل کرۂ ارض کا ایک بشارتی دورہ کرنے سے اور صلیب کو نظر انداز کرنے سے حاصل نہیں ہوگی بلکہ موت کو تبدیل کرنے سے یہ فصل عالم وجود میں آئے گا۔ آج دنیا کے ہر حصہ میں مسیح کی موت کے باعث ایمانداروں کی جماعتیں پائی جاتی ہیں اور جدید کلیسیائیں قدیم کلیسیاؤں کے ساتھ اس خوشی کے فرض کا اعلان کر رہی ہیں کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ نیز بیٹے نے جہان سے ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنی جان دے دی۔

تاہم خداوند المسیح کے دُکھوں کی گھڑی دُنیا کی عدالت کی گھڑی ہے۔ "اب دُنیا کا سردار فتح کیا جائے گا اور نکال دیا جائے گا۔"
(یوحنا ۱۲ : ۳۱)

یسوع اپنے سامعین کو یاد دلاتا ہے کہ وہ اپنے ردِّ عمل سے اُس کے متعلق خود بخود اپنے اُوپر عدالت کا فیصلہ حاصل کریں گے۔ وہ اُنہیں یاد دلاتا ہے کہ وہ دُنیا کا نور ہے اور اُن کے ساتھ استدلال کرتا ہے کہ وہ نور پر ایمان لائیں جب تک نور اُن کے ساتھ ہے (یوحنّا ۱۲ : ۳۵-۳۶)

بہت سے لوگ نور پر ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں اور مبشّرِ انجیل یسعیاہ نبی کی کتاب سے دو اقتباسات یعنی یسعیاہ ۵۳ : ۱ اور ۶ : ۱۰ پیش کرتا ہے تاکہ اُن کے اندھا پن اور دلی سختی کی تشریح ہو سکے۔ یہ فیصلہ غالباً خداوند المسیح کی ساری خدمت اور اُن تمام نشانات سے متعلق ہے جو اُس نے دکھائے تھے تاکہ وہ اُس پر ایمان لائیں۔ یسوع اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں سے رد کیا گیا تھا اور اب اُس کے دُکھوں کی گھڑی قریب تر ہو گئی ہے۔

اب اس مبحث پر ماسوائے ایک چیز کے کچھ مزید کہنے کی ضرورت نہیں یعنی اُس کے سامعین کو متنبہ کیا گیا کہ اگر وہ اُسے رد کرتے ہیں تو وہ خدا کو بھی رد کرتے ہیں۔ "یسوع نے پکار کر کہا کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے اور جو مجھے دیکھتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو دیکھتا ہے ...."

جو مجھے نہیں مانتا اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اُس کا ایک مجرم ٹھہرانے والا ہے یعنی جو کلام میں نے کیا ہے آخری دن وہی اُسے مجرم ٹھہرائیگا"

(یوحنّا ۱۲ : ۴۴-۴۵، ۴۸)

"میں دُنیا کو مجرم ٹھہرانے نہیں بلکہ دُنیا کو نجات دینے آیا ہوں"

(یوحنّا ۱۲ : ۴۷)

تاہم لوگ لامحالہ اپنی زندگی کی عدالت کرتے ہیں جب وہ خداوند المسیح کے متعلق فیصلہ دیتے ہیں۔

آٹھواں باب

صلیب کا پیغام

مُقدس لُوقا کی انجیل کے مُطابق خُداوند مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اپنی موت اور مُردوں میں سے زندہ ہونے کے بھید کی ترجمانی کرتا ہے۔ (لُوقا ۲۴: ۲۷، ۴۵) لیکن اس میں استدلال کی تفصیلات نہیں دی گئیں ماسوا اس کے کہ اس دلیل کا دارومدار خُداوند کی عہدِ عتیق کی شرح پر مبنی ہے۔ ہم تصوّر کر سکتے ہیں کہ خُداوند نے یسعیاہ باب ۵۳ کی تفسیر خوانی کی تھی جہاں یہ وعدہ مرقوم ہے کہ مردِ غمناک اپنے رُوحانی دُکھوں کا جائزہ لے گا اور مطمئن ہوگا۔ اس کے ساتھ ایسے اقتباسات پائے جاتے ہیں مثلاً زبُور ۱۶: ۱۰ جس کا حوالہ پطرس نے پنتیکوست کے روز دیا تھا۔

"اس لئے تُو میری جان کو عالمِ ارواح میں نہ چھوڑے گا اور نہ اپنے مُقدّس کے سڑنے کی نوبت پہنچنے دے گا۔" (اعمال ۲: ۲۷)

ان سب باتوں کی ترجمانی واقعہ تصلیب کے بعد کی جاتی ہے۔ تاہم انجیلِ یُوحنّا میں ہمارے خُداوند کی موت کے اندرونی بھید کے مفہوم کو صلیبی دُکھوں سے پہلے کافی وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔ (ابواب ۱۲-۱۷)۔

وُہ وقت آپہنچا

تیرواں باب ان الفاظ سے شُروع ہوتا ہے: "یسُوع نے جان لیا کہ میرا وقت آپہنچا ہے۔ اس سے قبل کے ابواب میں بیشتر اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ خُداوند کا وقت ابھی نہیں آیا تھا۔ (ملاحظہ ہو):۔

یُوحنّا ۷: ۶ عیدِ خیام سے پہلے

یُوحنّا ۷: ۳۰ جب یہُودی سرداروں نے اُسے پکڑ کر قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔

یُوحنّا ۸: ۲۰ جب وُہ کھُلم کھلا بیت المال میں تعلیم دے رہا تھا۔ بیت عنیاہ میں خوشبُودار تیل ملے جانے کے بعد اور یروشلم میں داخلہ کے بعد یُونانی نامی یہُودی مسیح کو دیکھنے کی درخواست کرتے ہیں۔ یسُوع بیان کرتا ہے کہ اس کا وقت آپہنچا ہے اور یہ وقت ابنِ آدم کے جلال کا وقت ہوگا۔ اُس نے خُود یہ وقت چُنا ہے کیونکہ اُس کا مقصد اب تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ وُہ محض ایک نیک انسان ہی نہیں جس کا تعاقب عمداً اور بے دردی سے دشمن کر رہے ہیں بلکہ وُہ ایک قوّی ہیکل انسان ہے جو قدم بقدم ایک مرتّب مقصد کے مُطابق چل رہا ہے اور باپ کی مرضی کو پُورا کر رہا ہے اور اسرائیل کے مذہبی پیشواؤں کو اُن کے یروشلمی قلعہ میں سے للکار رہا ہے جبکہ یروشلم عیدِ فسح کے لئے کھچا کھچ بھر گیا ہے۔ اس جنگ کے ہر ایک مرحلے کی ابتدا خُداوند المسیح کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔

خُداوند المسیح کا معیّنہ وقت جلال کا وقت ہونا چاہیئے۔ (ملاحظہ ہو

۱۲ : ۲۳ ، ۱۷ : ۱) جس میں خدا کا ازلی ارادہ پورا ہوگا اور اُس کا اسم مُبارک جلال پائے گا۔ انسانی نقطۂ نگاہ سے یہ مبینّہ وقت غم و الم کا وقت متصور کیا جا سکتا ہے۔

"وہ دُنیا میں تھا اور دُنیا اُس کے وسیلے سے پیدا ہوئی اور دُنیا نے اُسے نہ پہچانا۔ وہ اپنے گھر آیا اور اُس کے اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا"۔ (یُوحنّا ۱ : ۱۰-۱۱)

یہ مقام انسانی نقطۂ نگاہ سے ایک رنج و الم کا ڈراما نظر آتا ہے تاہم یہ اندوہناک تصویر باطنی فتحیابی کی ایک خارجی ترتیب ہے۔ شاگردوں نے شاید اس کو اپنے اُستاد کی ناکامیابی سمجھا ہوگا لیکن خداوند مسیح کے لئے یہ رنج و الم کا مُدعا دُنیا کے سردار پر فتحیابی ہے (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱۴ : ۳۰، ۱۲ : ۳۱)

کوئی بھی چیز باپ کی کامل مرضی کو پُورا کرنے سے یسُوع کو موڑ نہیں سکتی۔ نہ مخالفت نہ مسترد کیا جانا، نہ موت اور نہ ہی کوئی چیز اس کی آنکھیں صلیب سے ہٹا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی چیز اُسے تحریص و ترغیب دے سکتی ہے کہ وہ محبت اور سچائی کے اظہار میں ناکامیاب ثابت ہو۔ پس صلیبی دُکھوں کا وقت جلال اور فتحیابی کا وقت ہے۔ ہمارا خُداوند اس منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے جہاں وہ آسمانی باپ کا جلال ظاہر کرے اور آسمانی باپ اُس کا جلال ظاہرہ ناکامیابی میں فتح و نصرت بخش کر اور موت پر فتح بخش کر ظاہر کرے گا۔

کلمتہ اللہ کا نزول

یُوحنّا کی انجیل کا تیرھواں باب آیات ۱-۱۳ یعنی تین اناجیل کے اُس بیان

سے جو آخری فسح کے متعلق ہے ملتا جلتا ہے۔ ابھی عیدِ فسح کا دن نہیں آیا، جیسا کہ تینوں انجیل نویس پیش کرتے ہیں بلکہ یہ فسح کے کھانے سے قبل کی رات ہے۔ (یوحنا ۱۹: ۱۴) شاگردوں کے پاؤں کا دھویا جانا ایک ڈرامائی طریق ہے جس سے شاگردوں کے لڑائی جھگڑے کو کہ اُن میں کون سب سے زیادہ مقدم ہے چکایا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک مزید درجہ ابنِ خدا کی پستی کا ہے کہ اُس نے آسمان سے زمین پر اُتر کر ایک خادم کی حیثیت اختیار کی اور چند گھنٹوں کے بعد وُہ ایک ملزم کی موت کو قبول کرے گا اور عالمِ ارواح میں جو کہ مُردوں کی دُنیا ہے۔ اُترے گا "کیونکہ ابنِ آدم بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے۔" (مرقس ۱۰: ۴۵)

ہم یہ تصوّر کر سکتے ہیں کہ خداوند المسیح باری باری شاگردوں کے رُو برُو گھٹنے ٹیک رہا ہے اور ہر ایک شاگرد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال رہا ہے اور ہر ایک شخص کے تعلق کی داستان کو دُہرا رہا ہے اور ہر ایک کی قوت اور کمزوری کا جائزہ لے رہا ہے۔ اس دوران میں خداوند المسیح شمعون پطرس کے قریب آتا ہے جو پہلے موقعوں پر خداوند کو اجازت نہیں دیتا تھا کہ وُہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرے۔ یسوع اُسے متنبہ کرتا ہے:۔

اگر میں تجھے نہ دھوؤں تو تُو میرے ساتھ شریک نہیں"

(یوحنا ۱۳: ۸)

کسی نہ کسی رنگ میں دھویا جانا ایک وسیلہ ہے جس سے شاگرد خداوند کی رفاقت میں شریک ہوتے ہیں۔ خداوند اُنہیں بتاتا ہے کہ وُہ پہلے ہی صاف سُتھرے ہیں لیکن اُنہیں اس معمولی طریق سے دھوئے جانے کی ضرورت ہے۔ ایک مسیحی قاری کو اس حوالہ میں مسیحی بپتسمہ کا اشارہ ملتا ہے جس سے وُہ اپنی ماضی کی زندگی

کی پوری معافی اور ربنا المسیح میں نئی زندگی حاصل کرتا ہے تاہم بپتسمہ پا لینے کے
بعد بھی زندگی میں گناہ آجاتے ہیں جنہیں زندگی کی گرد کہنا موزوں ہوگا اور ان
کے لئے معافی اور دھویا جانا لازمی ہے۔ خداوند المسیح ان بخششوں کو بھی دیتا ہے
پطرس کا انکار کہ مسیح اُس کے پاؤں دھوئے ہمیں بھی متنبہ کرتا ہے کہ ہمارے
لئے یہ کام کتنا مشکل ہے کہ ہم اپنی خدمت کی بجائے دُوسرے لوگوں کو خدمت
کرنے کا موقع دیں۔ ہم سب کے سب خداوند کے لئے اپنی اپنی خدمت
کو شروع کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمارا فرضِ اوّلین یہ ہے کہ ہم خداوند مسیح کو موقع
دیں کہ وہ ہماری خدمت کرے۔ جب وُہ ہمیں پاک و صاف کر چکتا ہے اور
وُہ ہمیں ایسا بنا دیتا ہے جیسا کہ وُہ ہمیں چاہتا ہے کہ ہم ہوں تب ہم اس قابل
ہو جاتے ہیں کہ ہم سچے طور سے اُس کی خدمت کریں۔ دسترخوان پر دوبارہ
اپنی نشست پر بیٹھتے ہوئے خداوند شاگردوں کو اس "نشان" کے گہرے
معانی و رموز سمجھاتا ہے۔ ہم سب کو اپنے ہم خدمت شاگردوں کی خدمت
کرنا ہے۔ ہمیں حکمرانی کی گدی، شہرت اور ناموری کی تلاش نہیں کرنا ہے۔
اور اگر وُہ مرتبے ہمیں ہماری کوشش کے بغیر مل جائیں تو ہمیں پھر بھی سب
انسانوں کے خادم بننا چاہیئے اور اس کوشش میں لگے رہنا چاہیئے کہ ہر ایک
شخص کو خدا کی نگاہ میں ممتاز المرتبہ بنائیں تاکہ خدا کی مرضی پُورے طور سے ہر ایک
شخص کے وسیلے کامل طور سے پُوری ہو۔

تاہم سب کے سب شاگرد پاک و صاف نہیں ہیں۔ اُن میں سے ایک نے
ظاہری طور سے بغیر اندرونی توجہ کے دھوئے جانے کے نشان کو قبول کیا ہے
اس کا نام یہوداہ اسکریوتی ہے۔ خداوند یسوع کافی عرصہ سے جانتا تھا
کہ یہوداہ پورے دل سے فرمانبردار نہیں تھا۔ وُہ جانتا تھا کہ یہ
اندرونی ناکامیابی ایک نہ ایک دن اُسے خطرناک غداری کی طرف مائل

کرے گی۔ وہ انہیں متنبہ کرتا ہے کہ اُن میں ایک نمک حرام ہے۔ اور زبور ۴۱: ۹ کا حوالہ دے کر ثابت کرتا ہے کہ یہ بات بھی خُدا کے علم میں ہے اور یُوں اُس کا تعلق اُس کے ازلی ارادے سے ہے۔ یہ باتیں الٰہی مرضی سے مقرر نہیں کی گئیں تھیں پس یہوداہ اسکریوتی کے لئے انتخاب کا سوال پیدا نہیں ہوتا لیکن یہ بات خُدا کے ازلی ارادے میں تھی کہ اس قسم کی غداری بھی خُدا کے ازلی مقصد کو ناکامیاب نہ کرے بلکہ یہ بھی ایک ایسا قدم ہو جس سے خُدا کی پاک مرضی پُوری ہو۔ بعض اوقات ہم ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے ہیں کہ اگر کسی نہ کسی شخص نے خُداوند اِیسح کی غداری کرنی تھی اور یہوداہ ہی وہ شخص تھا جو روزِ ازل سے اس کام کو کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا تو پھر اُسے کیوں ملزم ٹھہرایا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خُدا نے بنی نوعِ انسان کو فاعل مختار بنایا ہے تاکہ ہر شخص اپنا اپنا فیصلہ کرے اگر کوئی انسان خُدا کی مرضی کے خلاف چلنا چاہتا ہے تو وہ انہیں چلنے دیتا ہے اور اُس کے لازمی نتائج کو قبول کرتا ہے۔ لیکن اپنے مقصد کو پُورا کرنے کے لئے وہ اُس کے کاموں کو مسترد کرتا ہے۔

اس کے بعد یہوداہ سے آخری پُرجوش استدعا کی جاتی ہے۔ خُداوند یسوع روٹی کا ایک لُقمہ لیتا ہے اور اُسے رکابی میں بھگو کر اُسے دیتا ہے۔ یہ فعل اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایک میزبان ایک خاص مہمان کی عزت و تعظیم کر رہا ہے۔ لیکن یہوداہ اب بہت دُور نکل چُکا ہے اور جو قدم ایک کمزور اور ڈانواں ڈول آدمی کو بچا سکتا تھا ایک خود رائے آدمی کو زیادہ غداری کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ "اور اُس نوالہ کے بعد شیطان اُس میں سما گیا"

(یُوحنّا ۱۳: ۲۷)

خُداوند یسوع آغاز کرتا ہے اور اُسے حُکم دیتا ہے کہ "جو کچھ تو کرتا ہے

جلد کرلے "۔ اور یہوداہ رات کی تاریکی میں نکل جاتا ہے۔
یُوحنّا کے علاوہ دُوسرے شاگرد بالکل نہیں جانتے کہ خُداوند یسُوع اور یہوداہ کے مابین کیا ہُوا تھا۔ اگر اُن کو یہ باتیں معلُوم ہو جاتیں تو وُہ یہوداہ کو اتنی آسانی سے اس محفل سے نکلنے نہ دیتے، کیونکہ بالاخانہ میں دو تلواریں پڑی تھیں۔ (لُوقا ۲۲ : ۳۸)۔ ان میں سے ایک تلوار کو پطرس نے طلُوعِ آفتاب سے قبل بڑی مصیبت خیزی سے اُٹھانا تھا۔

خُداوند المسیح کا جانا اور واپس آنا

اب خُداوند یسُوع وفادار اور پریشان شاگردوں کے ساتھ اکیلا ہے وُہ صلیبی واقعہ ساتحہ کی، جو قریب مستقبل میں ہونے والا ہے، مزید ترجمانی کرتا ہے اور اپنی موت کے نتائج کو بیان کرتا ہے (یُوحنّا ۱۳ : ۳۱-۱۶ : ۳۳) وُہ مکرر بتاتا ہے کہ اُس کے جلال کا وقت آ چکا ہے اور اُنہیں آگاہ کرتا ہے کہ وُہ اُن کے ساتھ محض چند گھنٹوں کے لئے رہے گا۔ کیونکہ وُہ جا رہا ہے۔ شاگرد ابھی اس قابل نہیں کہ اُس کے نقشِ قدم پر چل سکیں۔ پطرس کا جذباتی تقاضہ اُس کی زبان سے یہ وعدہ نکالتا ہے کہ بالآخر وُہ اس کام کو سرانجام دینے کے قابل ہو جائیں گے۔ پطرس، جیسا کہ دیگر اناجیل میں مرقوم ہے، وعدہ کرتا ہے کہ وُہ وفادار رہیگا چاہے اُسے مرنا پڑے۔ خُداوند اُسے آگاہ کرتا ہے کہ وُہ اُس کا انکار کرے گا۔
اس خبر سے شاگردوں کے دل میں قدرتاً پریشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یسُوع اُس سفر کا مفہوم بیان کرتا ہے جس پر اُسے جانا ہے۔ (یُوحنّا

۱۴ : ۱-۳۱) اس مقام پر خداوند المسیح کے چلے جانے اور واپس آنے کے متعلق متواتر اشارے پائے جاتے ہیں۔ وہ جائے گا تاکہ وہ آخرکار سب کے ساتھ ہو۔ توما اور فلپس اور دوسرا یہوداہ کے سب شاگرد اس بحث میں شریک ہوتے ہیں اور اُن کی پریشانی کے سوالات خداوند المسیح کے سفر کے مطلب کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اب باپ کے پاس جا رہا ہے۔ اور اب اُن کو یہ کام سپرد کیا جاتا ہے کہ وہ اُس پر اعتماد رکھیں اور اُس کے نقشِ قدم پر چلیں :-

"راہ۔ حق اور زندگی مَیں ہُوں کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (یوحنا ۱۴ : ۶)

اب شاگرد باپ کو جان چکے ہیں کیونکہ خداوند المسیح نے باپ کو ظاہر کیا ہے۔ خداوند اور آسمانی باپ کی باہمی یگانگت سے اُن پر یہ راز ہویدا ہو جانا چاہیئے تھا۔ اُس کا کلام اور کام سب کچھ باپ کی طرف سے ہیں۔ اور فی الحقیقت وہ "نشانات" جو اُس نے دکھائے ہیں ان باتوں کے اثبات قرار دئے جانے چاہئیں۔ (یوحنا ۱۴: ۸-۱۱)

ربنا المسیح کے نقطۂ نگاہ سے اُس کی موت کا مفہوم باپ کے پاس جانا ہے۔ وہ حکام جو اُس کی موت کے ذمہ دار ہیں، وہ سپاہی ہی ہیں جو اُسے میخوں سے صلیب پر جکڑیں گے۔ وہ تماشائی جو کھڑے ہو کر اُسے دیکھتے ہیں خداوند المسیح کی موت کو اُس کے نقطۂ نگاہ سے نہیں دیکھ رہے لیکن خدا کے ازلی ارادے میں صلیب کا یہی مفہوم ہے۔

خداوند المسیح کا باپ کے پاس جانا اُن لوگوں کے لئے جو اُس پر ایمان لاتے ہیں ایک زبردست قوت کو لاتا ہے۔ اِس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اُن سے

بھی بڑے بڑے کام کریں گے جو یسوع نے کئے ہیں۔ (یوحنا ۱۴: ۱۲) وہ باپ کے ساتھ رہے گا۔ وہ جو حقیر انسانوں سے محبت کرنے کی غرض سے آسمان سے اُترا دوبارہ اپنے جلال کی طرف صعود فرمائے گا۔ مسیح کے جسم یعنی کلیسیا کے وسیلے اور رُوح القدس کے وسیلہ جو کلیسیا میں سکونت کرتا ہے اس سے بھی بڑے بڑے کاموں کا وعدہ کیا گیا ہے کیونکہ مسیح جلال پائے گا۔ ہمیں ان بڑے بڑے کاموں میں اُس اجتماعی تحریک[1] کو جو پنتکوست کے دن شروع ہوئی تھی شامل کرنا چاہیئے جبکہ رُوح القدس نے ایک ہی دن میں تین ہزار ارواح کو تبدیلی اور نئی زندگی بخشی۔ خُدا اپنے وعدہ کو پُورا کرتا ہے۔ ہمارے اپنے زمانے کی اجتماعی تحریک میں ہندوستان کے ہزاروں اچھوتوں نے خُداوند مسیح میں ایک نئی زندگی اور عزت حاصل کی یا جیسے کار نیکوبار[2] کا پُورا جزیرہ ایک سادہ بزرگ شخص کی قیادت میں جس کا اسم گرامی بشپ جان رچرڈسن[3] ہے خُدا کے پاس آچکا ہے۔ ایک دفعہ خُداوند المسیح نے تقریباً دس کوڑھوں کو پاک و صاف کیا تھا لیکن ۱۹۵۲ء میں مشن کے ہسپتالوں سے جو کوڑھیوں کے لئے مخصوص ہیں چار ہزار سے زائد کوڑھیوں کو بیماری کی ہر علامت سے مکمل شفا دے کر چھٹی دی گئی۔ خُداوند یسوع نے اندھوں کو بینائی دی تھی اور زمانہ حاضرہ میں سی۔ ایم۔ ایس کے ہسپتال میں جو کوئٹہ (پاکستان) میں ہے تقریباً ایک لاکھ لوگوں نے سر ہنری ہالینڈ[4] اور اُس کے ساتھیوں کی خدمات کے وسیلے کامیابی سے آنکھوں کے اپریشن کروائے۔ خُداوند المسیح کی واحد زندگی لاتعداد لوگوں کے لئے قربان ہوئی تھی اور موجودہ زمانے میں مسیحیوں نے جرمنی جیلوں

---

1. MASS MOVEMENT. 2. CARNICOBAR.
3. BISHOP JOHN RICHARDSON.
4. SIR HENRY HOLLAND.

برما، یوگینڈا کینیا، اور بہت سے مقامات میں خداوند المسیح کی خاطر موت کو قبول کیا ہے۔ دُنیا کی ہر ایک قوم کے لوگوں نے معافی اور اطمینان کو حاصل کیا ہے اور وہ موت کے خوف سے رہائی پا گئے ہیں مسیح کا باپ کے پاس جانے کا مطلب مسیح کی موت ہے جس نے ان عظیم الشان کاموں کو ممکن کر دیا ہے۔ مسیح کے جانے سے ایماندار لوگ اُس کے کام دُعا کے وسیلے کو جاری رکھنے میں امداد دیں گے۔ پہلی تین اناجیل میں یسوع نے اپنے شاگردوں کو تاکید کی تھی :-

"مانگو تو تم کو دیا جائے گا"

مُقدّس یوحنّا کے الفاظ یوں قلمبند ہیں :-

"اور جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے میں وُہی کروں گا"

(یوحنّا ۱۴ : ۱۳)

یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو اگلی آیت میں بھی پایا جاتا ہے اور ۱۵ : ۱۶ اور ۱۶ : ۲۳ میں بھی مندرج ہے "مسیح کے نام سے مانگنے" کا مفہوم اس قسم کی دُعائیں مانگنا ہے جو خداوند یسوع مسیح خود مانگتا تھا یعنی مسیح کی روح میں ہو کر مانگنا۔ اس کا مفہوم خدا کے مقصد کو سمجھنا ہے اور ان کاموں کے کئے جانے کی طرف اشارہ ہے جنہیں خدا اپنی عقل اور محبّت کے اصولات کے ماتحت انفرادی زندگی اور دُنیائے عالم کی مجموعی زندگی میں عملی جامہ پہنانے کے لئے رضامند ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ ہم اپنے خداوند کے ساتھ مل کر بدی کا مقابلہ کریں۔ اس قسم کی دعا ایک بیش قیمت دُعا ہے اور یہ حیرانگی کی بات نہیں کہ خداوند اپنے شاگردوں کو کہتا ہے کہ :-

"اب تک تم نے میرے نام سے کچھ نہیں مانگا"۔ (یوحنّا ۱۶ : ۲۴)

ہم میں سے متعدد لوگ ابھی بمشکل اس ڈھنگ سے دُعا مانگتے ہیں یا اس پرسکون اٹل ایمان سے دُعا مانگتے ہیں جس کا مسیح ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ ہماری دُعائیں اور ہمارا ایمان دونوں ہی بہت کمزور ہیں۔ تاہم خداوند المسیح موت کی وادی میں سے نکل کر خدا کے پاس پہنچ گیا ہے اور وہ دُعاؤں کو پورا کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔

خداوند المسیح کی موت المسیح کا جلال ہے۔ وہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ واپس آئے گا اور وہ اپنے شاگردوں کو یتیم نہیں چھوڑے گا۔ وہ اُن کے پاس آئے گا (ملاحظہ ہو ۱۴ : ۱۸) شاگرد "ذرا تھوڑی دیر" کے لئے جس کا خداوند المسیح تذکرہ کرتا ہے حیران و ششدر ہیں (یوحنا ۱۶ : ۱۶) اس لئے خداوند اپنے خیال کی تشریح کرتا ہے۔ شاگرد واقعی اُس کی روانگی یعنی موت سے دل شکستہ ہو جائیں گے لیکن اُن کا غم ایسا غم نہیں ہوگا جو اُمید سے خالی ہے یہ غم اُس درد کی مانند ہوگا جو ایک عورت کو اُس کے بچے کی ولادت کے وقت ہوتا ہے اور بچے کی پیدائش کی خوشی میں کافور ہو جاتا ہے۔ پس اُن کا غم تھوڑے سے عرصہ کے لئے ہے اور یہ غم کی بہت بڑی چیز کی خوشی میں بھلا دیا جائے گا۔ یہ ایک ایسی خوشی ہوگی جسے دُنیا کی کوئی طاقت اُن سے جدا نہیں کر سکتی۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے سے مسیح کا مفہوم خدا کے پاس جانا ہے۔ یہاں شاگردوں کا دُکھ مبارک جمعہ (گڈ فرائی ڈے) کے وقت ہے۔ اور خوشی ایسٹر یا قیامت کی خوشی ہے۔ جو لوگ اُس پر ایمان رکھتے ہیں اُسے دوبارہ دیکھیں گے۔ بعض اُسے اپنی مادی آنکھوں سے دیکھیں گے کیونکہ قیامت سب "نشانات" سے بڑا نشان ہوگی اور یہ نہ صرف مسیح کی موت پر فتح کا مظاہرہ کریں گی بلکہ یہ مسیح کے باپ کے پاس جانے

کی حقیقت بھی ہو گی۔

کلیسیا صلیب کے نیچے

علاوہ ازیں یسوع اپنے شاگردوں کو متنبہ کرتا ہے کہ انہیں دنیا سے اسی طرح کے سلوک کی توقع کرنا ہے جو ابھی ابھی اُس کے پاس ہونے والا ہے۔

(یوحنا ۱۵: ۱۸-۱۶: ۴)

"نوکر اپنے مالک سے بڑا نہیں ہوتا۔ اگر انہوں نے مجھے ستایا تو تمہیں بھی ستائیں گے۔ اگر انہوں نے میری بات پر عمل کیا تو تمہاری بات پر بھی عمل کریں گے"۔ (یوحنا ۱۵: ۲۰)

وہ تمہارے ساتھ اس لئے ایسا سلوک کریں گے کیونکہ مسیحی لوگ اس دنیا کے نہیں۔ یہودیوں سے استدلال کرتے ہوئے خداوند المسیح نے کہا:۔

"تم نیچے کے ہو میں اوپر کا ہوں۔ تم دنیا کے ہو میں دنیا کا نہیں ہوں"۔ (یوحنا ۸: ۲۳)

یہی باتیں خداوند کے شاگردوں کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہیں:۔

"دنیا نے اُن سے عداوت رکھی اس لئے کہ جس طرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں"۔ (یوحنا ۱۷: ۱۴)

اس آیت میں "دنیا" کا مطلب وہ انسانی مجلس ہے جو خدا سے علیحدہ اور عام طور پر اُسکے خلاف منظم ہے۔ مسیح کی مخالفت کا نتیجہ لازماً مسیح کے شاگردوں کی مخالفت کرنا ہے اور اس کا مطلب خدا کی مخالفت کرنا ہے جس نے اُس کو بھیجا ہے۔ مسیح کی آمد سے لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے

کہ اُن کی زندگی میں گناہ ہے اور اُس نے اُن کی سوئی ضمیر کو جگا دیا ہے ایسی
حالت میں اگر وُہ توبہ نہیں کریں گے تو وُہ زیادہ سنگدل ثابت ہوں گے،
اور اس یکتا ہستی کی مخالفت کریں گے جو اُنہیں للکارتا ہے جب مسیح کے
شاگرد مسیح کے کام کو دُنیا میں جاری رکھتے ہیں تو دُنیا کی عداوت اُن کی طرف
منتقل ہو جاتی ہے۔ یسُوع اُنہیں آگاہ کرتا ہے کہ وُہ خارج کر دیئے جائیں
گے یہاں تک کہ قتل کر دیئے جائیں گے جب کہ اُن کے ستانے والے اس بات
کا دعوٰی کریں گے کہ وُہ خُدا کی مرضی کو پورا کر رہے ہیں۔ اور سچّے مذہب کی تبلیغ
کی حمایت کر رہے ہیں۔ تر سطس کے ساؤل سے لے کر مستقبل کے ایذا
رسانوں تک سب نے اسی نوعیت کا دعوٰی کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے
کہ جہاں کہیں انجیل پاک کی منادی کی جاتی ہے وہاں یہ خوشخبری سچ مچ نظام
زندگی میں ایک ہلچل پیدا کر دیتی ہے۔ جب یہ خوشخبری ایک افریقی کے پاس
آتی ہے تو یہ مرد و زن کو آزادی کا ایک نیا جذبہ اور خود داری کا ایک نیا ولولہ
بخشتی ہے۔ یہ خوشخبری قدیم خود مختاری کے اصُول کو ناممکن بنا دیتی ہے۔ زمانہ
ماضی میں بہت سے افریقی بادشاہ اور سردار ایذا رسانی کیا کرتے تھے۔ یہ
لوگ اپنے اپنے مسلّمات کے مُطابق نہ تو حاسد تھے اور نہ ہی سچائی کے دُشمن
تھے۔ وُہ قدیم دلپذیر اور مفید روایات کے محافظ و نگہبان
تھے۔ اور اُن لوگوں کے مخالف تھے جو اُنہیں درہم برہم کرنا چاہتے تھے۔ مسیحی
نقطۂ نگاہ سے یہ خیال قابل قبول ہو سکتا ہے لہٰذا خُداوند مسیح شاگردوں کو آگاہ کرتا
ہے کہ ایسی باتیں ضرور واقع ہونگیں اس لئے اُنہیں ایسے حالات میں متحیّر
نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی کُڑھنا چاہیئے۔ دراصل اُنہیں اپنے اپنے خُداوند
کے انتباہ کو مدِنظر رکھنا چاہیئے اور اس بات کو پہچاننا چاہیئے کہ یہ پیش گوئی

پوری ہو گئی ہے اس سے انکا ایمان خداوند المسیح میں مضبوط ہو گا۔
(یوحنا ۱۶: ۱-۴)

عام طور پر ہم کلیسیائی کام کو دنیوی کامیابی سے پرکھتے ہیں مثلاً شرکائے کلیسیا کا شمار اور مالی امداد جو کلیسیائی کام کے لئے دی جاتی ہے۔ ایک کامیاب پیرش یا کلیسیا کو ان باتوں سے خبردار رہنا چاہیئے :-

"افسوس تم پر جب سب لوگ تمہیں بھلا کہیں"۔
(لوقا ۶: ۲۶)

خبردار کہیں تمہاری اپنی سچائی کی دھار کند نہ ہو جائے۔ دنیا ہمیشہ اپنے لوگوں کو بھلا کہے گی اور ان لوگوں کی مخالفت کرے گی جو ان کے ہمخیال نہیں۔ شاید ہمیں زیادہ زور اس بات کی اہمیت پر دینا ہے کہ ہم لوگوں کو روحانی سطح پر پرکھیں تاکہ ہم ان اقدام سے ان کی سوئی ہوئی ضمیروں کو بیدار کریں۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تو ہم حیران و پریشان نہیں ہوں گے کہ وہ لوگ جو لاپرواہ ہیں لامحالہ مخالفت کرنے پر تیار ہو جائیں گے اور اپنی مخالفت شریفانہ بھیس بدل کر کریں گے یا مذہب کا ملمع چڑھا کر کریں گے۔ ایک کلیسیا جو مسیح میں کل نسلِ انسانی کی مساوات کی مدعی ہے ایسے لوگوں کے دل میں مخالفت کا جذبہ پیدا کرے گی جو رنگ و نسل کے امتیازات کے حامی ہیں۔ یہ تعصب سیاہ فام اقوام کے خلاف پیدا ہو سکتا ہے جیسے کہ یہ امتیازات جنوبی افریقہ اور امریکہ میں پائے جاتے ہیں یا گوروں کے خلاف تعصب کا جذبہ جس طرح کینیا میں "ماؤ ماؤ"[1] قوم میں پایا جاتا ہے۔ جب ایک کلیسیا سچائی سے اپنے خداوند

---

[1] "خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا ہوں"۔ (یوحنا ۱۶: ۳۳)

کی پیروی کر رہی ہے تو اُس کی مخالفت کرنا یا اُسے حیران کرنا یا اُسے صدمہ پہنچانا درست اور جائز نہیں۔ اگر محبت، سچائی یا دلیری میں کوئی ناکامیابی نہیں تو مخالفت ایماندارانہ پیروی کا نشان ہے۔ ایک نوکر جو اپنے مالک کے کام کو سرانجام دے رہا ہے۔ ایسے ہی سلوک کی توقع کرے گا، جو اس کے برعکس ایک ایماندار نوکر جو اذیت کو اپنے آقا کے مزاج سے قبول کرتا ہے آخری رُوحانی فتح کی توقع رکھ سکتا ہے۔

"میں اگر زمین سے اُونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا۔" (یوحنا ۱۲: ۳۲)

ایک کلیسیا کہ جو اپنے آقا کے لئے دُکھ سہہ رہی ہے۔ یہ یقین دلایا جا سکتا ہے کہ وہ خُداوند کے ساتھ رُوحوں کو بچانے کے کام میں شریک ہے۔ وُہ کلیسیا لوگوں کو کھینچ کر اپنی رفاقت میں لائے گی اور یُوں وہ اُنہیں مسیح مصلوب اور زندہ مسیح کے قدموں میں کھینچ لائے گی۔

اس مکالمے کا آخری حصّہ جو خُداوند المسیح نے بالائی منزل میں دیا تھا اور اس میں صلیب کے پیغام کی تشریح کی تھی اور باپ کے پاس اپنی واپسی کے نتائج کو پیش کیا تھا، شاگرد ان رموز کو سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور خُداوند کی کھری باتوں کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں:-

"اب ہم جان گئے کہ تُو سب کچھ جانتا ہے اور اس کا محتاج نہیں کہ کوئی تجھ سے پُوچھے۔ اس سبب سے ہم ایمان لاتے ہیں کہ تُو خُدا سے نکلا ہے۔" (یوحنا ۱۶: ۲۹-۳۳)

شاگردوں کے اس اقبال کے جواب میں یسوع آگاہ کرتا ہے کہ وُہ تھوڑی دیر کے بعد اُسے چھوڑ دیں گے۔ تاہم وُہ اُنہیں یقین دلاتا ہے کہ

آخر کار وُہ اُس ہی اطمینان پائیں گے کیونکہ کامیابی کا دارومدار اُن پر نہیں بلکہ اُس کی اپنی ذات پر مبنی ہے۔ (ملاحظہ ہو ۱۶: ۲۹-۳۳)

نواں باب

المسیح سے اِتحاد و یگانگت

تیرہ اور چودہ ابواب زیادہ تر مسیح کی موت اور مسیح کی آمدِ ثانی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ دوسرے تین ابواب اس حالت کا ذکر کرتے ہیں جو مسیح کو باپ کے پاس جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ ابواب اس تعلق کو جو شاگرد اور اُن کے زندہ اور صعود فرمائے ہُوئے خداوند کے مابین ہے پیش کرتے ہیں۔ اس یگانگت کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ گویا یہ یگانگت پہلے ہی سے قائم تھی۔ یُوحنّا رسُول جُونہی ایّام ماضی کی طرف آنکھیں اُٹھاتا ہے تو وُہ خداوند کے الفاظ اور وعدہ کو سمجھ لیتا ہے کہ وُہ کس قسم کے طریق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ان الفاظ کی تفہیم شاگردوں کے لئے اُس وقت مشکل تھی جب اُن کے دل اُس کی روانگی سے مضطرب تھے۔

ہم اس یگانگت کا چار پہلوؤں سے مطالعہ کریں گے:۔

اوّل، المسیح اور اُس کے شاگردوں کی باہمی یگانگت۔

دوم، شاگردوں کی باہمی محبّت و یگانگت جو اُن کی زندگی میں تھی۔

سوم، رُوح القدس کا نزول۔

چہارم، سفارشی دُعا جو خداوند یسُوع اپنے شاگردوں اور اُن لوگوں کے لئے جو بعد ازاں اُس پر ایمان لائیں گے مانگتا ہے۔

انگور کا درخت اور اُس کی ڈالیاں

ربنا المسیح اس یگانگت کو جو باپ اور بیٹے کے مابین ہے اپنے شاگردوں کی طرف منتقل کرتا ہے۔۔ اس یگانگت میں باہمی علم پایا جاتا ہے:۔

"جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اور مَیں باپ کو جانتا ہوں اُسی طرح مَیں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں"

(یُوحنّا ۱۰: ۱۴-۱۵)

ان میں باطنی یگانگت پائی جاتی ہے۔

"تاکہ وُہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اَے باپ تُو مجھ میں ہے اور مَیں تجھ میں ہوں وُہ بھی ہم میں ہوں ....." (یُوحنّا ۱۷: ۲۱)

یہ باطنی یگانگت باپ اور بیٹے کے کام اور محبّت کی یگانگت ہے:۔

"مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کرسکتا سوا اُس کے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہے کیونکہ جن کاموں کو وُہ کرتا ہے اُنہیں بیٹا بھی اُسی طرح کرتا ہے۔" (یُوحنّا ۵: ۱۹)

"کیونکہ جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے اُسی طرح اُس نے بیٹے کو بھی یہ بخشا کہ اپنے آپ میں زندگی رکھے"۔ (یُوحنّا ۵: ۲۶)۔

"اس لئے کہ باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے اور جتنے کام خود کرتا ہے اُسے دکھاتا ہے" (یُوحنّا ۵: ۲۰)

ہمیں اس باطنی یگانگت کو جو باپ اور بیٹے کے مابین پائی جاتی ہے مسیح اور اُس کے شاگردوں کے مابین پیدا کرتا ہے :-

"مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو مَیں کرتا ہُوں، وُہ بھی کریگا بلکہ اُن سے بھی بڑے کام کریگا کیونکہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہُوں ...... اُس روز تم جانوگے کہ مَیں اپنے باپ میں ہُوں اور تم مجھ میں اور مَیں تم میں ..... یسُوع نے جواب میں اُس سے کہا کہ اگر کوئی مجھ سے مُحبّت رکھے تو وُہ میرے کلام پر عمل کریگا اور میرا باپ اُس سے مُحبّت رکھیگا اور ہم اُس کے پاس آئیں گے اور اُس کے ساتھ سکونت کرینگے"۔
(یُوحنّا ۱۴: ۱۲، ۲۰، ۲۳)

"جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح مَیں بھی تمہیں بھیجتا ہُوں ......" (یُوحنّا ۲۰: ۲۱)

مندرجہ بالا آیات کا خلاصہ یُوحنّا کی انجیل کے مختلف حصص سے منتخب کیا گیا ہے جو پندرہویں باب کی ۱-۱۷ آیات میں مندرج ہے۔ وُہ یگانگت جو مسیح اور اُس کے شاگردوں کے مابین ہے، انگور کے درخت اور اُس کی ٹہنیوں کے مشابہ ہے۔ جیسے انگور کے درخت میں اُس کے تنے سے رس بہتا ہے اور تمام ڈالیوں کو نشو و نما دیتا اور اُنہیں پھلدار بناتا ہے بعینہٖ مسیح کی زندگی اُس کے شاگردوں میں تاثیر کرتی ہے، جب تک وُہ مسیح کے ساتھ یگانگت رکھتے ہیں۔ مسیح کی زندگی اُن میں سکونت کرتی ہے اور وُہ اُس کے پھل پیدا کرسکتے ہیں کیونکہ وُہ انگور کا درخت ہے اور اُس سے سب ڈالیاں وابستہ ہیں لیکن اگر وُہ ڈالیاں تنے سے علیحدہ ہوجاتی ہیں تو وُہ اُن ڈالیوں کی طرح بے سُود ہوجاتیں ہیں جو تنے سے کاٹ ڈالی گئی ہیں اور اب مُرجھا رہی ہیں اور مر رہی ہیں۔

وُہ ڈالیاں جو پھل نہیں لاتیں آسمانی باغبان کے ہاتھوں سے کاٹ ڈالی جاتی ہیں - ایک ڈالی تو پہلے ہی کاٹی جا چکی تھی - یہوداہ نہیں چاہتا تھا کہ مسیح کی زندگی اُس کی رگوں میں گردش کرے چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو زندگی کے چشمہ سے منقطع کر دیا تھا - وُہ لوگ جو تنے میں قائم رہتے ہیں کاٹے اور چھانٹے جاتے ہیں اور اُن کی تربیت کی جاتی ہے تاکہ وُہ پھل لائیں اور اعلیٰ قسم کا پھل لائیں - مسیح کی تعلیم کا مطالعہ اور قبولیت وُہ طریق ہے جس سے ہم پاک وصاف ہوتے ہیں اور کاٹے چھانٹے جاتے ہیں - (یوحنا ۱۵: ۱-۴)

"کیونکہ مجھ سے جُدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے" (یوحنا ۱۵: ۵)

یہ ایک ایسا سبق ہے جو سب شاگردوں کو سیکھنا ہے - ہماری قدرتی لیاقتیں تربیت اور تجربہ ہمیں اس لائق نہیں کر سکتا کہ ہم مسیح کے کام اپنے ذاتی طریق یا قوت سے سرانجام دیں - وُہ نعمتیں شاید ہمیں آزمائش میں ڈالیں کہ ہم اپنے آپ پر اعتماد کرنے لگیں اور یُوں ہم خُدا کی عطا کردہ بصیرت سے جو وُہ ہمیں متفرق حالات زندگی میں بخشتا ہے محرُوم ہو جائیں یا اُن لوگوں سے جن سے ہمارا پالا پڑتا ہے محرُوم ہو جائیں - اپنے آپ پر اعتماد رکھ کر ہم اُس بے غرض رُوح کو اپنی زندگی میں حاصل نہیں کر سکتے جو ہمارے حریف کے ہاتھ کا ہتھیار کر دیتی ہے اور اُسے محبّت کی ڈوریوں سے باندھ دیتی ہے - اپنی عقل اور تجربے پر زیادہ اعتماد رکھنے سے ہم مسیح کی رُوحانی تاثیر کے لفظ یا فعل سے محرُوم رہ جاتے ہیں جو ہمارے سارے ماحول کو بدل سکتا ہے :-

"مجھ سے جُدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے"

ہم خُداوند کے اس کلام کا جو یوحنا رسُول نے قلمبند کیا ہے اور اُس کلام کا جو پولوس رسُول نے لکھا ہے موازنہ کرتے ہیں :-

"میرا فضل تیرے لئے کافی ہے کیونکہ میری قوّت کمزوری میں پوری ہوتی ہے۔"
(۲ کرنتھیوں ۱۲: ۹)

اس باہمی یگانگت کا جو انگور کے درخت کے زیرِ عنوان بیان کی گئی ہے تین دفعہ ذکر کیا گیا ہے :۔

"تم مجھ میں قائم رہو اور میں تم میں۔" (یوحنّا ۱۵: ۴)

"اگر تم مجھ میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں تو جو چاہو مانگو وہ تمہارے لئے ہو جائے گا۔" (یوحنّا ۱۵: ۷)

"جیسے باپ نے مجھ سے محبّت رکھی ویسے ہی میں نے تم سے محبّت رکھی۔ تم میری محبّت میں قائم رہو۔" (یوحنّا ۱۵: ۹)

مسیح کی تعلیم جو انگور کے درخت کے متعلّق ہے ہمیں یاد دلاتی ہے کہ عہدِ عتیق میں اسرائیل کو خُدا کی تاک کہا گیا ہے۔ زبور ۸۰ اسرائیل کو خُدا کی تاک سے موسُوم کرتا ہے جسے خُدا مِصر سے لایا ہے اور اُسے بیت المقدّس میں لگایا ہے جہاں وہ گہری جڑ پکڑتی ہے اور اپنی شاخیں دُور تک پھیلاتی ہے۔ لیکن چور اُس کا پھل لُوٹتے ہیں اور جنگلی جانور اُسے برباد کرتے ہیں چنانچہ زبُور نویس خُدا سے مِنّت کرتا ہے، کہ وہ آسمان پر سے نگاہ کرے اور اُس تاک کی نگہبانی کرے جسے اُس نے بویا ہے (ملاحظہ ہو زبور ۸۰: ۸۔ ۱۵) بعینہٖ مسیح جو انگور کا حقیقی درخت ہے لوگوں کے ہاتھوں میں پکڑوایا جائیگا اور موت کے سپرد کیا جائیگا لیکن وہ خُدا کے ہاتھوں سے جو سچّا باغبان ہے بچایا جائے گا اور زندگی میں بحال کیا جائیگا اور منفعت کا باعث ہوگا۔ انجیل مقدّس کے قارئین انگور کے درخت کے متعلّق یہ بھی غور و خوض کریں گے کہ وہ کلیسیا ہے اور خُدا کے وہ خاص لوگ ہیں جن پر حملے کئے گئے اور وہ جور و ستم کا شکار بنے اور ازلی باغبان کے

ہاتھوں سے موت سے زندگی میں لائے گئے۔

انجیل کے مسیحی قارئین انگور کے درخت کے پھل کے متعلق بھی غور کریں گے جو عشاء ربانی میں مسیح کی زندگی کا نشان ہے جو دنیا کے لئے بہائی گئی ہے اور وہ ایماندار شاگردوں کی زندگی میں ہمیشہ کی زندگی بخشتی ہے "جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے وہ مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اس میں"۔ (یوحنا ۶: ۵۶)

مقدس یوحنا پاک عشا کے دستور کو قلمبند نہیں کرتا اگرچہ وہ تفصیلاً بھیڑ کو کھانا کھلانے کی تشریح کرتا ہے جس میں مسیح نے اپنے آپ کو زندگی کی روٹی کے معنوں میں ظاہر کیا ہے لیکن انجیل کے متعدد اقتباسات میں ہم اس بات کو معلوم کر سکتے ہیں کہ کس طرح روٹی اور مے کے خیالات و تجربات ان خیالات اور انداز بیان میں نظر آتے ہیں جیسے مبشر انجیل نے اس یگانگت کی تشریح میں پیش کیا ہے جو مسیح ان لوگوں کے ساتھ قائم رکھتا ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔

خداوند المسیح کا نیا حکم

خداوند المسیح اور اس کے شاگردوں کی باہمی یگانگت کے اصول کو محبت کہتے ہیں۔ لفظ "محبت" تیئس ۲۳ سے زائد دفعہ ۱۳ سے ۱۷ ابواب میں استعمال ہوا ہے یہ لفظ مذکورہ ابواب کا کلیدی لفظ ہے جیسے "زندگی" اور "نور" جو ۱ سے ۱۲ ابواب کے نمایاں الفاظ ہیں۔ باب ۱۵: ۹ سے ۱۷ آیات کا بیان خدا کی محبت کو جو بوسیلہ مسیح شاگردوں پر ظاہر ہوئی تکمیل تک پہنچاتی ہیں۔

"جیسے باپ نے مجھ سے محبت رکھی ویسے ہی میں نے تم سے محبت رکھی۔ تم میری محبت میں قائم رہو"۔

خُدا کی محبت جو مسیح کے وسیلے شاگردوں تک پہنچی تھی شاگردوں کے وسیلے ایک دوسرے پر ظاہر ہونی چاہیئے :-

"میرا حکم یہ ہے کہ جیسے مَیں نے تم سے محبّت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبّت رکھو۔" (یوحنّا ۱۵: ۱۲)

یہ نیا حکم موسوی شریعت کے دوسرے حکم سے بڑھ چڑھ کر ہے، کہ "اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبّت کرنا۔" (احبار ۱۹: ۱۸ و مرقس ۱۲: ۳۱)

محبّت کا نیا معیار یہ قائم کیا گیا ہے کہ ہم دوسروں سے محبّت کریں کیونکہ مسیح ہمیں پیار کرتا ہے :-

"اس سے زیادہ محبّت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے دے۔" (یوحنّا ۱۵: ۱۳)

خُداوند مسیح یہی کام کرنا چاہتا ہے۔

اس نظریہ سے ہم اس خیال تک رسائی حاصل کرتے ہیں کہ شاگرد مسیح کے دوست ہیں۔ نوکروں کا یہ دستور ہے کہ وہ اندھادھند اپنے مالکوں کے مقصد کو سمجھے بغیر اُن کی اطاعت کرتے ہیں۔ یسوع نے اپنے شاگردوں پر خُدا کے سارے مقصد کو ظاہر کیا ہے پس اب وہ نوکر نہیں بلکہ مسیح کے دوست ہیں :-

"اب مَیں تمہیں نوکر نہ کہوں گا کیونکہ نوکر نہیں جانتا کہ اُس کا مالک کیا کرتا ہے بلکہ تمہیں مَیں نے دوست کہا ہے۔ اس لئے کہ جو باتیں مَیں نے اپنے باپ سے سُنیں وہ سب تم کو بتا دیں۔" (یوحنّا ۱۵: ۱۵)

مسیح کے لئے ہماری محبّت کا امتحان اُس کے احکام کی تعمیل کے لئے ہماری کمربستگی ہے :-

"اگر تم مجھ سے محبّت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کروگے۔" (یوحنّا ۱۴: ۱۵)

"اگر کوئی مجھ سے محبت رکھے تو وہ میرے کلام پر عمل کرے گا اور میرا باپ اُس سے محبت کرے گا اور ہم اُس کے پاس آئیں گے اور اُس کے ساتھ سکونت کریں گے۔" (یوحنا ۱۴: ۲۳)

"جو کچھ میں تم کو حکم دیتا ہوں اگر تم اُسے کرو تو میرے دوست ہو۔"
(یوحنا ۱۵: ۱۴)

مسیح کے لئے ہماری محبت میں پہلا قدم اُٹھانا بہت سادہ اور عملی کام ہے۔ اس کا مطلب مسیح کے احکام کو ماننا ہے۔ جونہی ہم اُس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ہم اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ خدا کی محبت کا دریا ہمارے دلوں میں بہہ رہا ہے اور ہم مسیح کے وسیلے خدا کی یگانگت کو محسوس کریں گے۔ یہ درست ہے، کہ ہم خدا کے احکام کی تعمیل کرنے کو تیار نہ ہوں گے جب تک کہ ہمارے دلوں میں اُس کے لئے تھوڑی بہت محبت نہ ہو۔ لیکن یہ محبت بڑھ سکتی ہے اور محض فرمانبرداری کے وسیلے تکمیل تک پہنچ سکتی ہے۔ کسی اور طریق سے خدا سے محبت کرنے کی کوشش کرنا فضول ہے۔ ان تمام آیات میں جو محبت سے متعلق ہیں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ خدا نے مسیح میں ہو کر پہلے ہم سے محبت کی۔ یہ ہمیں پہلے محبت کرتا ہے اور ہم اُس کا جواب اُس سے محبت کرنے اور اُس کی اطاعت کرنے سے دیتے ہیں۔ ہمیں یہ سوچنے کی آزمائش ہو سکتی ہے کہ ہم نے خود مسیح کو ڈھونڈا اور پایا ہے اور کہ ہم نے اُس سے پہلے محبت کی ہے اور اُسکے معاوضے میں اُس نے ہمیں اپنی محبت سے سرفراز کیا ہے یا یہ خیال کہ ہم نے اُس کا شاگرد بننے کا فیصلہ کیا ہے اور اس لئے اُس نے ہماری خدمت کی قربانی کو قبول کیا ہے۔ ایک شاگرد کے دل میں اسی طرح کے خیالات موجزن ہوتے ہیں۔ لیکن جونہی مسیح سے ہماری یگانگت گہری ہوتی جاتی ہے ہم اس راز کو معلوم

کرنے لگتے ہیں کہ اس سے بہت قبل کہ ہم سمجھداری سے اُس کی طرف رجُوع کریں وُہ ہمیں تلاش کر رہا ہے۔ باپ ہمیں مسیح کی طرف کھینچ رہا تھا اس سے قبل کہ ہم نے اُس کی طرف قدم بڑھائے۔ اُس نے ہمیں پیار کیا، اس سے قبل کہ محبّت کی پہلی چنگاری نے ہمارے دلوں کو گرمایا۔

"تُم نے مجھے نہیں چُنا بلکہ مَیں نے تمہیں چُن لیا" (یُوحنّا ۱۵:۱۶)

"ہم اس لئے محبت رکھتے ہیں کہ پہلے اُس نے ہم سے محبّت رکھی" (۱ یُوحنّا ۴:۱۹)

محبّت کے وسیلے اس باہمی یگانگت کا مفہوم یہ نہیں کہ ہم ایک ہندو خیال کے مطابق ذات الٰہی میں جذب ہو گئے ہیں جیسے کہ بارش کا ایک قطرہ سمندر بے ناپید میں گُم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ خیال دُرست ہوتا تو سب شخصی تعلّقات بھی گُم ہو جاتے اور محبّت ناممکن الحصُول ہو جاتی۔ اس خیال کا یہ بھی مفہوم نہیں کہ ہم پر ایک رُوحانی وجد طاری ہو گیا ہے جس کے زیر اثر ہمارے لبوں سے خُدا کے کلمات نکلتے ہیں اور اب ہم خُدا کے کاموں کو سر انجام دے سکتے ہیں۔ ہمارا زندہ خُدا کے ساتھ ایک شخصی تعلّق ہے جو بالواسطہ ایک تاریخی شخص یسُوع مسیح کے وسیلے پیدا ہُوا ہے جس کی زندگی اس دُنیا کے لئے اور ہر ایک رُوح انسان کے لئے خُدا کی محبّت کا دریا ہے۔ اوّل ہمیں اس محبّت کو قبُول کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے اور اس محبّت کے وسیلے خُدا اور اُس کے بندوں کو پیار کرنا چاہیئے پس ہم اس طریق سے محبّت کے اس ازلی عمل کو پُورا کرنے لگتے ہیں جو خُدا کی ذات کے باطن میں جاری رہتا ہے اور مسیح کے وسیلے بنی نوع انسان پر اپنا عمل کرتا ہے۔ بعد ازاں محبّت کا یہ شعلہ فرمانبرداری کے عمل سے جو انسانوں کے قلُوب میں پاک رُوح کے وسیلے منتقل ہوتا ہے خُدا کی ذات پاک کی طرف واپس لوٹ جاتا ہے۔

پیراکلیٹ یعنی رُوح القُدس کا نزُول

مسیح کے باپ کے پاس لوٹنے کا ایک اور نتیجہ رُوح القُدس کی آمد ہوگا جو خُداوند کی تعلیم اور مسیح اور اُس کے شاگردوں کی باہمی یگانگت کے بھید کو اور زیادہ صفائی سے پیش کرے گا۔ خُداوند اپنے شاگردوں کو جو اُس کی روانگی کے باعث گھبرا گئے تھے ایک اور "تسلّی دینے والے" کا وعدہ کرتا ہے ۔اس لفظ کے لئے کوئی موزوں انگریزی لفظ ڈھونڈنا امر محال ہے ۔
یُونانی لفظ پیراکلیٹ ایک قانُونی اصطلاح ہے جو ایک وکیل کے لئے استعمال کی گئی ہے جو ایک عدالتی تحقیقات میں مُدّعا علیہ کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کرتا ہے ۔ ریوائزڈ ورشن (وُہ ترجمہ جو عالمی مسیحی کُتب کے سلسلہ میں استعمال کیا گیا ہے) اس لفظ کو "COUNSELLOR" کے استعمال سے کسی حد تک برقرار رکھتا ہے ۔ یہ لفظ بھی کسی ایسی شخصیت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو بنی نوع انسان کا پیشوا ہے اور اُنہیں مشورہ دیتا ہے ۔ اتھورائزڈ ورشن میں پیراکلیٹ کا ترجمہ تسلّی دینے والا کیا گیا ہے، دراصل جب (۱۶۰۴ء-۱۶۱۱ء) کے دوران میں یہ ترجمہ کیا گیا تھا تو "تسلّی دینے والا"، کا مفہوم کوئی ایسی ہستی تھا جو ہمیں مضبوط کرتی ہے ۔جدید انگلش میں "تسلّی دینے والا" کسی ایسے شخص کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ہمیں تسلّی دیتا ہے جب ہم کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں ۔(رُوح القُدس واقعی ہمیں تسلّی دیتا ہے) لہٰذا اس لفظ میں وُہ زور نہیں پایا جاتا جو اصل یُونانی لفظ میں پایا جاتا ہے ۔
بالائی منزل کے مکالموں میں پانچ اقتباسات ایسے ہیں جو رُوح القُدس کے کام کو بیان کرتے ہیں :-

(۱) یُوحنّا ۱۴: ۱۶-۱۷، (۲) یُوحنّا ۱۴: ۲۶،
(۳) یُوحنّا ۱۵: ۲۶-۲۷، (۴) یُوحنّا ۱۶: ۷-۱۱،
(۵) یُوحنّا ۱۶: ۱۲-۱۵،

پہلے تین اقتباسات میں باپ، بیٹے اور رُوح القُدس کی باہمی یگانگت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

"اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وُہ تُمہیں دُوسرا مددگار بخشے گا" (یُوحنّا ۱۴: ۱۶)

اقتباسات (۱)، (۳) اور (۵) پیراکلیٹ کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وُہ رُوحِ حق ہے۔ یہ خیال ہمیں خُداوند المسیح کے اُن الفاظ کو یاد دلاتا ہے جو اُس نے اپنے شاگردوں سے کہے تھے اور اُن الفاظ کے مفہوم کو صاف کر دیتا ہے۔

اقتباس (۴) بتاتا ہے کہ ربنا المسیح کا جانا اُس کے شاگردوں کے لئے سُود مند ہے کیونکہ اُس کے جانے سے پیراکلیٹ آئے گا جو نہ صرف شاگردوں کو اُن کی مُصیبت میں دُشمن دُنیا کے مقابلے میں مدد دیگا بلکہ وُہ مُدعی کو مُلزم ٹھہرائے گا اور یُوں مخالفین کے خلاف فیصلہ دیگا۔

مندرجہ ذیل باتوں کی بنا پر دُنیا والوں کو مُلزم ٹھہرایا جائے گا:۔

(۱) کیونکہ وُہ ربنا المسیح پر ایمان نہیں لاتے۔

(۲) کیونکہ ربنا المسیح باپ کے پاس جاتا ہے اگرچہ ظاہری طور پر وُہ ایک مُلزم کی موت مر رہا ہے۔

(۳) کیونکہ بجائے اس کے کہ ربنا المسیح کو مُلزم ٹھہرایا جائے اس دُنیا کے سردار کی عدالت کی گئی ہے۔

پانچواں اقتباس یہ بیان کرتا ہے کہ رُوحُ القُدس اپنے حُکم سے کوئی لفظ نہیں کہے گا، بلکہ وُہ خُداوند المسیح کی طرف ان باتوں کو کہے گا جنہیں وُہ باپ سے سُنے گا۔

اب ہمیں ان تین اقانیم کے باہمی رشتہ کے متعلّق سمجھنا ہے جو ان پانچ اقتباسات میں نظر آتا ہے۔ شاگردوں کی زندگی میں باپ بیٹے اور رُوحُ القُدس کی معموری ہم پر یہ بھید منکشف کریگی۔ اس کے متعلّق مندرجہ ذیل بیانات مندرج ہیں:۔

رُوح القُدس شاگردوں کی زندگی میں سکونت کرے گا اور اُن کے ساتھ رہے گا۔ (یُوحنّا ۱۴: ۱۷)

جو کوئی مسیح سے محبّت رکھے گا اور مسیح کی فرمانبرداری کرے گا تو باپ اور بیٹا اُس کے پاس آئیں گے اور اُس کے ساتھ سکونت کریں گے۔

(یُوحنّا ۱۴: ۲۳)

مسیح خُود اپنے شاگردوں کے پاس آئے گا۔ (یُوحنّا ۱۴: ۱۸)

اور اُن کی زندگی میں بسے گا۔ (یُوحنّا ۱۵: ۴، ۱۷: ۲۳، ۲۶)

ان اقتباسات سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ خُدا خُود ایمانداروں کی زندگیوں میں سکونت کرتا ہے۔ رُوحُ القُدس کا مفہوم یہ ہے کہ خُدا انسانوں کی زندگیوں میں ایک نئے رُوحانی اور ازلی رنگ میں سکونت کرتا ہے۔ عہد جدید میں پیراکلیٹ کو پاک رُوح، رُوح حق یسُوع کا رُوح یا مسیح کا رُوح کہا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو اعمال ۱۶: ۷، رُومیوں ۸: ۹، گلتیوں ۴: ۶) ان اصطلاحات میں معانی کا اختلاف نہیں پایا جاتا۔ جب مسیح انسانوں کے مابین جسم میں تھا تو شاگردوں کی نگاہ میں وُہ ایک عالم اُستاد اور دل پسند ساتھی ہونے کے علاوہ ایک فوق الفطرت حیثیّت کا مالک تھا۔ وُہ عمانوایل یعنی خُدا ہمارے ساتھ

تھا، وہ انسانوں کی زندگی میں سکونت نہیں کر سکتا تھا، جب تک کہ وہ اپنی موت، قیامت اور صعود کے وسیلے جلالی نہ بن جاتے۔ جب وہ جلالی بن چُکا تو اُس کا رُوح دُوسروں کو دیا سکتا تھا۔ (یوحنا ۷: ۳۹)

اتحاد و یگانگت کی دُعا

خُداوند المسیح کی دُعا جو سترویں باب میں مرقوم ہے دراصل ابواب ۱۴-۱۶ کا اختصار ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ خُداوند المسیح نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائیں اور قربانی کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کیا اور اپنے شاگردوں کو اور آئندہ نسلوں کے لوگوں کو جو اُس پر ایمان لائیں گے بذریعہ دُعا حضورِ خُدا میں پیش کیا۔ آیات ۱-۵ اُس کے اپنے کام کا خلاصہ پیش کرتی ہیں، اور باپ کے کام کی تکمیل کا ذکر کرتی ہیں جو باپ نے اُسے سرانجام دینے کو دیا تھا (۵)۔ اُس نے اپنے شاگردوں پر خُدا کی ذاتِ پاک کا اظہار کیا ہے۔ دُعا کے مرکزی حصہ میں (آیات ۹-۱۹) یسُوع اپنے شاگردوں کے متعلق سوچ بچار کرتا ہے، کہ وہ دُنیا میں اکیلے رہ جائیں گے اور وہ دُنیوی دُشمنی کا نشانہ بنیں گے (۱۴) وہ اُنہیں مقرر کرتا ہے کہ وہ اُس کے کام کو جاری رکھیں (۱۸) اور وہ اُن کے لئے دُعا مانگتا ہے کہ خُدا اپنے پاک نام کے وسیلے اُن کی حفاظت کرے (۱۱) اور شریر سے اُن کی حفاظت ہو (۱۵) اور وہ ایک ہوں (۱۱) اور وہ اُس کی خوشی کو حاصل کریں۔ (۱۳) اور وہ سچائی کے وسیلے مُقدس کئے جائیں (۱۷)۔

دُعا کے آخری حصہ میں (آیات ۲۰-۲۶) خُداوند یسُوع مستقبل کے

کل ایمانداروں کے لیئے دُعا مانگتا ہے (۲۰) کہ وُہ لوگ باپ۔ بیٹے کی متحدہ زندگی میں ایک ہوں (۲۱) اور وُہ سب اُس کے جلال کو دیکھیں (۲۴) اور اُس محبّت کے تجربہ کو حاصل کریں جس سے خُدا اُسے پیار کرتا ہے (۲۶) اور وُہ خُود اُن کی زندگیوں میں سکونت کرے۔

یہ اتحاد و یگانگت کی دُعا ہے جو باپ اور بیٹا اور اُس کے موجُودہ و مستقبل کے شاگردوں کے اتحاد و یگانگت کو پیش کرتی ہے۔ یہ دُعا اتحاد کے لیئے ہے "تاکہ وُہ سب ایک ہوں" اور دُنیا ایمان لائے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا ہے (۲۱-۲۳) وُہ رُوحانی شرط جس سے دُنیا تبدیل کی جا سکتی ہے کلیسیائی اتحاد ہے۔ وُہ جنہوں نے ایک ایسے مُلک میں بشارت دینے کی کوشش کی ہے جہاں مسیحیّت ایک اقلیّت کی حیثیّت رکھتی ہے۔ اس امر سے باخبر ہیں کہ منقسم کلیسیا بشارت کے کام کے لیئے کس قدر ٹھوکر کا باعث ہے۔ اس سے نومریدوں میں جو ایک واحد مسیح کے نام سے بچائے گئے ہیں، اور جس کی اشاعت و تبلیغ سب کلیسیائیں کرتی ہیں تشویش و سراسیمگی پیدا ہوتی ہے۔ تاہم یہ کلیسیائیں آپس میں متحد نہیں اور خُداوند مسیح کی میز کے قریب آکر اُس کی عبادت و پرستش کرنے سے معذور ہیں۔ یہ بات غیر مسیحیوں کے لیئے اور بھی سر دردی کا موضوع بن جاتی ہے۔ تقریباً ۲۵ سال گزرے جبکہ میں دریائے ایراوتی کے دھانے کے علاقہ میں ایک گاؤں میں جایا کرتا تھا۔ اس میں چار خاندان انگلیکن تھے، دو خاندان بپٹسٹ تھے اور ایک خاندان رومن کیتھلک تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شائد گاؤں کے باقی بیس[۲۰] خاندان کلیسیائے انگلستان کے شرکا بن جائیں گے۔ لیکن رُومی کلیسیا اُن میں آ گھسی اور انہوں نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ اُن کی کلیسیا مُقدّس پطرس کی کلیسیا

ہے اور اُس کے پاس خُدا کی بادشاہت کی کُنجیاں ہیں۔ اس پر بپٹسٹ کلیسیا نے اس بات کا ڈھنڈورا دینا شروع کیا کہ نجات کا دارومدار ڈبکی کے بپتسمہ سے ہے۔ کلیسیائے انگلستان نے بھی اس رقابت میں حصّہ لیا اور اِس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ غیر مسیحیوں میں سے ایک شخص بھی مسیحی نہ بن سکا۔

خُداوند المسیح نے یہ دُعا کی تھی کہ اُس کے شاگرد ایک ہو جائیں ہمیں بھی یہی سیکھنا ہے کہ ہم بھی یہی دُعا مانگیں۔ اگر ہم میں مسیح بستا ہے تو ہم اپنے دلوں میں اتحاد و یگانگت کے لئے اُس کی خواہش کو پیدا کریں گے اور ہم یہ دُعا مانگیں گے کہ مسیح کا منقسم جسم اُس کی پاک مرضی اور طریق کے مُطابق ایک ہو جائے۔ اس کے بعد دُنیا ہماری باتوں پر یقین کرے گی جب ہم کہیں گے کہ ہم میں مسیح کی محبّت موجود ہے۔

دسواں باب

جلال کی گھڑی

بالائی منزل کے مکالموں میں جو ابواب ۱۳ تا ۱۷ قلمبند ہیں اُن میں یسوع نے پہلے ہی سے اپنے شاگردوں کو اپنی آنے والی موت کی خبر دی ہے۔ ۱۸ سے ۱۹ ابواب میں یُوحنّا صاف صاف الفاظ میں صلیبی واقعات کے حقائق کو قلمبند کرتا ہے جن میں ایسے ایسے اشارات پائے جاتے ہیں جو خداوند المسیح کے ذہن کی گہری تفہیم کا ثبوت دیتے ہیں۔ "بشپ ویسٹ کوٹ" نے اپنی تفسیر میں تفہیم الانجیل کے اُن نُورانی اشاروں کو ذیل کی سرخیوں کے زیرِ عنوان جمع کیا ہے:۔

(۱) خداوند المسیح کے دُکھ جو اُس نے بالارادہ برداشت کئے ۱۸: ۴، ۸، ۱۱، ۳۶، ۱۹: ۲۸، ۳۰۔

(۲) الٰہی ارادہ کے مطابق خداوند المسیح کے دُکھوں کی تکمیل ۱۸: ۴، ۹، ۱۱، ۱۹: ۱۱، ۲۴، ۲۸۔

(۳) خداوند المسیح کے دُکھوں سے اُس کی شہنشاہی کا جلال۔ ۱۸: ۶، ۲۰-۲۳، ۳۷، ۱۹: ۱۱، ۲۶، ۲۷، ۳۶-۳۷،

بشپ ویسٹ کوٹ چند پُرمعنی تفصیلات کو بھی جمع کرتا ہے جو یُوحنّا ربنا المسیح کا محرمِ دل ہونے کی حیثیت سے جانتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے:۔

ملاحظہ ہو یوحنا ۱۸: ۱، ۲، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۲۶، ۲۸، ۱۹: ۱۴، ۱۷، ۱۹، ۲۳، ۱۴۔

دشمنوں کے ہاتھوں میں

اپنی تقدیس کی دعا اور شاگردوں کے لئے سفارشی دعا کرنے کے بعد یسوع انہیں شہر کے باہر لے جاتا ہے اور وادی پار کر کے اُس باغ میں آتا ہے، جہاں وہ حسبِ معمول دعا اور آرام کے لئے آیا کرتا تھا۔ یہوداہ کو اس باغ کا پورا علم تھا اور اس دوران میں اُسے سپاہیوں کا ایک دستہ اور ہیکل کی پولیس کے آدمی دیئے جاتے ہیں۔ یسوع کو پورا یقین ہے کہ حالات الٰہی انتظام اور حکمت کے مطابق بالیدگی اختیار کر رہے ہیں چنانچہ وہ ہمت و استقلال سے آگے بڑھ کر انہیں ملتا ہے۔ وہ استفسار کرتا ہوا کہتا ہے کہ تم "کسے ڈھونڈتے ہو؟"

جواب دیا جاتا ہے:۔ "یسوع ناصری کو!"

اُن کے جواب میں خداوند کہتا ہے:۔ "میں ہی ہوں"

یہوداہ صاف وصریح طور سے گھبرایا ہوا دکھائی دیتا ہے کیونکہ مبشرِ انجیل اس بات کو قلمبند کرتا ہے کہ وہ اُن کے ساتھ کھڑا تھا اور مزید یہ بھی لکھتا ہے کہ "وہ پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے" دراصل ان الفاظ کا تعلق اُن لوگوں کی حیرانگی و سراسیمگی سے ہے۔ یہ سراسیمگی مسیح کی ہمت و استقلال اور شاہانہ کروفر سے پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم یونانی زبان میں ہمارے خداوند کے الفاظ محض یہ ہیں "میں ہی ہوں" یعنی میں ہی وہ شخص ہوں جسے تم ڈھونڈتے

ہو۔ لیکن ان الفاظ کا مفہوم اس سے بھی نہیں زیادہ نکل سکتا ہے، کیونکہ یہ الفاظ "میں ہوں" اسمِ الٰہی ہے۔ یہ نام اتنا پاک تھا کہ یہودی شاذ و نادر ہی اسے اپنے منہ سے نکالتے تھے اور جب وہ اس نام کو لکھتے تھے تو وہ کبھی بھی مفصل طور سے اسے قلمبند نہیں کرتے تھے۔ "میں ہی ہوں"۔ میں الوہیت کا مدعی ہوں، جس طرح اس پر یہ الزام لگایا گیا تھا۔ شاید خداوند المسیح اپنے معترضین اور دشمنوں کو ایک آخری موقع دینا چاہتا تھا کہ وہ اسے قبول کریں۔ لیکن حیف کہ وہ اتنے پتھر دل ہو چکے ہیں کہ وہ اسے قبول نہیں کرتے اور یسوع انہیں کہتا ہے :-

"پس اگر مجھے ڈھونڈتے ہو تو انہیں جانے دو"۔

چنانچہ گیارہ شاگرد گرفتاری سے اور اس کے ساتھ مصلوب ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ اب ان کے لئے ضرور تھا کہ وہ وہاں سے فرار ہو جائیں کیونکہ ان کے لئے لازمی تھا کہ وہ لوگوں کو سب جگہ خبر دیں کہ خدا نے کس طرح دنیا سے محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ بشارِ انجیل خداوند کے الفاظ کی تکمیل کا بیان دیتا ہے جو کچھ عرصہ پہلے خداوند کی دعا میں کہے گئے تھے۔

"جنہیں تو نے مجھے دیا میں نے ان میں سے کسی کو بھی نہ کھویا"۔

(یوحنا ۱۸ : ۹ ، ۱۷ : ۱۲)

ایمان کی شکست

یہ ایک تعجب انگیز بات ہے کہ انہوں نے پطرس کو فرار ہونے دیا حالانکہ

اُس نے کوشش کی تھی کہ وہ اکیلا مسیح کو بچا تے ۔ چنانچہ اُس نے اُن دو تلواروں میں سے ایک کو جو شاگردوں کے پاس تھیں ، میان میں سے نکالا (لوقا ۲۲: ۳۸) اور ملخس کا کان اُڑا دیا ۔ یہ شخص سردار کاہن کا نوکر تھا ۔ اس سوال کا جواب کہ پطرس حراست میں کیوں نہیں لیا گیا ، لوقا کی انجیل کے ۲۲ : ۵۱ میں بھی مرقوم ہے جہاں یسوع ملخس کو شفا بخشتا ہے ۔

خداوند کے خیالات کے متعلق پطرس کی غلط بیانی ذیل کے ڈانٹ ڈپٹ کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے :-

" تلوار کو میان میں رکھ جو پیالہ باپ نے مجھ کو دیا کیا میں اُسے نہ پیئوں ؟ " (یوحنا ۱۸ : ۱۱)

یوحنا اس تفتیش کو بھی قلمبند کرتا ہے جو حنا کے روبرو ہوئی ۔ رومیوں نے ۱۴ عیسوی میں حنا کو سردار کاہن کی گدی سے اُتار دیا تھا ۔ وہ واقعی ایک زبردست شخصیت کا مالک تھا ۔ اس کا جانشین کیفا اُس کا داماد بھی تھا اُس نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ صدر عدالت کے سامنے پیشی سے قبل ایک پوشیدہ تفتیش کا ہونا لازمی امر تھا ۔ یہ خلاف دستور پیشی (۱۸ : ۱۹ - ۲۴) اس مقصد کے لئے تھی کہ ایک الزام تیار کیا جو صدرِ عدالت کو قائل کر سکے اور رومی قانون کی رُو سے باضابطہ ہو ۔ حنا نے مسیح کو سوال کیا کہ اُس کی اور اُس کے شاگردوں کی تعلیم کیا ہے ۔ وہ چاہتا تھا کہ ملزم اپنے خلاف شہادت دے ۔ مسیح اس سوال کا جواب دینے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو علانیہ تعلیم دی ہے ۔ اس لئے باضابطہ طریق سے چشم دید گواہان سے شہادتیں جمع کی جائیں ۔ بعد ازاں مسیح کو سردار کاہن کائفا کے پاس لے جاتے ہیں تاکہ وہ صدرِ عدالت سے سزائے موت کا فتویٰ لے

حاصل کریں۔

اسی اثنا میں پطرس اور دوسرا شاگرد جس کا نام نہیں لکھا گیا اور اغلباً وہ یوحنا ہے یسوع کے پیچھے پیچھے سردار کاہن کی عدالت تک جاتے ہیں۔ یہ شاگرد سردار کاہن کا جان پہچان تھا چنانچہ وہ کمرہ عدالت میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کرتا ہے اور اپنے ہمراہ پطرس کو بھی لے جاتا ہے۔ دونوں شاگرد صحن عدالت میں سپاہیوں اور دیگر نوکروں کے ساتھ آگ تاپتے ہیں۔ اس کے بعد پطرس تین بار انکار کرتا ہے۔ ان حالات میں اُسے ملزم ٹھہرانا ایک مشکل مسئلہ ہے۔ اس کے انکار کی وجہ بزدلی نہیں ہو سکتا۔ اگر پطرس ایک بزدل شخص ہوتا تو وہ خداوند کو بچانے کی کوشش نہ کرتا، اور وہ سردار کاہن کی عدالت تک مسیح کے پیچھے پیچھے نہ آتا جہاں اُس کے پہچانے جانے کا خطرہ تھا۔ اس کا اشارہ شاید مرقس ۱۴: ۲۷ میں پایا جاتا ہے جہاں مسیح اپنے شاگردوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ ٹھوکر کھائیں گے جس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ وہ اُس سے ڈریں گے بلکہ وہ اعتراض کریں گے اور ناراض ہوں گے۔ پطرس کو مسیح پہلے ہی اس بات کے لئے جھڑک چکا ہے کیونکہ وہ تشدد سے مسیح کو چھڑانا چاہتا تھا۔ خداوند اُس کی وفاداری اور بہادری کے لئے مشکور نہیں۔ اُسے چھوڑا جاتا ہے کیونکہ وہ مسیح کو وہ پیالہ پینے سے روک رہا ہے جو اُسے باپ نے دیا تھا (یوحنا ۱۸: ۱۱) وہ اپنے دل میں کڑھتا ہے۔ شاید تھا خفت کے خوف سے کہ اُس نے ملخس پر حملہ کیا تھا اُس کا غصہ بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ جب دربان عورت اُس سے استفسار کرتی ہے اور دیگر ملازمین آگ کے چاروں طرف کھڑے ہیں اور وہاں ملخس کا ایک رشتہ دار بھی موجود ہے جو مسیح کی گرفتاری کے موقع پر موجود تھا تو وہ اس بات کا انکار کرتا ہے کہ وہ مسیح کے شاگردوں میں سے ہے۔

وہ مسیح کا انکار کرتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اُس کو چھوڑ چکا ہے اور اب وہ اُس کا شاگرد نہیں رہا۔ جونہی وہ تیسری بار انکار کرتا ہے تو مُرغ کے اذان کے وقت کی نوبت پہنچتی ہے (۳۰-۶ بجے صبح) اس وقت لُوقا ۲۲ : ۶۰-۶۲ کے مطابق خُداوند مسیح کو صحن عدالت میں سے گزار کر پلاطوس کی عدالت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس وقت مسیح نے پھر کر پطرس پر نگاہ ڈالی اور مسیح کی نا خوش نگاہوں کے اثر سے پطرس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اس کے بعد پطرس فوراً وہاں سے نکل بھاگتا ہے اور زار و قطار رونے لگتا ہے لیکن یہ سب باتیں انجیل مقدس میں قلمبند نہیں کی گئیں۔ ہمیں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ " اُسی دم مُرغ نے بانگ دی " اور پھر کسی بات کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد تمام معاملہ دوبارہ ۱۸ باب آیات ۱۰ سے ۱۹ میں مرقوم ہے۔

اب صبح صادق کا وقت ہے۔ ابھی اُجالا نہیں ہوا کہ یسوع کو رُومی صوبیدار کے رُوبرو پیش کیا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً رُومی صوبیدار کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ مسیح کے لئے علی الصبح سرکاری فتویٰ حاصل کیا جائے تاکہ عید فسح سے قبل صلیبی فتویٰ کی تعمیل ہو سکے۔ عید فسح اُسی شام کو غروب آفتاب کے وقت سے شروع ہوتی تھی۔ اسی خیال کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے الزام لگانے والے سرکاری عدالت میں داخل نہیں ہوتے کہ مبادا وہ پلید نہ ہو جائیں۔ یوحنا ان نظاروں کو صاف صاف بیان کرتا ہے

عدالتِ عالیہ کے باہر اس جگہ پر جو چبوترہ کہلاتی ہے الزام لگانے والے
ایک منظّم گروہ کی صورت میں بڑی ہوشیاری سے منتظر کھڑے ہیں۔ عدالت کے
اندرونی حصّہ میں پلاطُوس قیدی کی تفتیش کرتا ہے۔ مُقدّمہ کی ڈرامائی شکل صرف پیلا
کی حرکات کو قلمبند کرنے سے پیدا ہو گئی ہے:۔

بیرُونِ عدالت | اندرُونِ عدالت

۱۔ پلاطوس الزام لگانے والے یہُودیوں
کے پاس باہر آیا۔ یہ لوگ اُس کی موت
کا فتویٰ طلب کرتے تھے۔
(ملاحظہ ہو یُوحنّا ۱۸: ۲۸-۳۲)

۲۔ پلاطوس قیدی سے پہلا سوال کرتا ہے:۔
"کیا تو یہُودیوں کا بادشاہ ہے؟"
(ملاحظہ ہو، یُوحنّا ۱۸: ۳۳-۳۸)

۳۔ پلاطوس یہُودیوں کو مطلع کرتا ہے کہ
اُسے یسوع میں کوئی عیب نظر نہیں
آتا اور وہ اُسے چھوڑ دینا چاہتا ہے۔
یہُودیوں کی طرف سے جواب ملتا ہے:۔
"اُس کو نہیں بلکہ برابا کو، اور برابا
ایک ڈاکو تھا" (یوحنّا ۱۸: ۳۸-۴۰)

۴۔ پلاطوس یسُوع کو لے کر کوڑے لگواتا ہے
اور سپاہی اُس کا مذاق اُڑاتے ہیں
(یوحنّا ۱۹: ۱-۳)

۵- پلاطُوس یسُوع کو باہر لاتا ہے اور وُہ کانٹوں کا تاج اور ارغوانی پوشاک پہنے ہُوئے ہے۔ وُہ کہتا ہے،
"دیکھو یہ آدمی"۔ (یُوحنّا ۱۹: ۴-۵)

۶- پلاطُوس دوبارہ قیدی سے پُوچھتا ہے:-
"تُو کہاں کا ہے؟"
(یُوحنّا ۱۹: ۸-۱۱)

۷- پلاطُوس دوبارہ کوشش کرتا ہے کہ اُسے چھوڑ دے لیکن یہُودی چلاّ کر کہتے ہیں:-
"تُو قیصر کا خیر خواہ نہیں"
(یُوحنّا ۱۹: ۱۲)

۸- پلاطُوس یسُوع کو باہر لوگوں کے پاس لاتا ہے۔ (یُوحنّا ۱۹: ۱۳)

۹- پلاطُوس تختِ عدالت پر بیٹھتا ہے اور مسیح کے حق میں سزائے موت کا فتوےٰ دیا جاتا ہے۔ سردار کاہن کہتا ہے:-
"قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں"

بہ اظہرمِن الشمس ہے کہ یہُودی لوگ پلاطُوس کے پاس مسیح کے خلاف بغاوت کا الزام لے کر آئے تھے۔ پلاطُوس نے اس سوال کے جواب میں کہ کیا تُو

یہودیوں کا بادشاہ ہے ؟" یسوع اپنی بادشاہت کا ذکر کرتا ہے ۔ اس کی بادشاہت ایک دنیوی بادشاہت نہیں جس کا مدار و مدار فوج اور جسمانی قوت پر منحصر ہو بلکہ اُس کی بادشاہت سچائی اور محبت پر مبنی ہے ۔ پلاطوس حیران و پریشان ہو کر پوچھتا ہے

"پس کیا تو ایک بادشاہ ہے ؟

یسوع جواب دیتا ہے" تو خود کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں"

ان الفاظ کا مفہوم "ہاں" نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ یہ الفاظ تیرے ہیں، میرے نہیں ۔ خداوند مزید بتاتا ہے کہ :-

"میں اس واسطے دنیا میں آیا ہوں کہ حق پر گواہی دوں جو کوئی حقانی ہے میری آواز سنتا ہے"

پلاطوس اب قانونی پیچیدگیوں سے باہر نکل آیا ہے ۔ وہ متحیر ہو کر پوچھتا ہے :-

"حق کیا ہے ؟"

ان الفاظ کا یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ یہ مقدمہ ہے یہ کوئی فلسفیانہ بحث و مباحثہ نہیں ہے " تاہم اب اُسے یقین ہو چکا ہے کہ جہاں تک اس معاملہ میں سلطنتِ روم کا تعلق ہے مسیح بالکل معصوم ہے ۔

ان حالات میں مسیح کو رہا کر دینا چاہیئے تھا لیکن پلاطوس یہودیوں کی مخالفت کی وجہ سے مسیح کو رہا کرنے کے لئے رضامند نہیں ہے چنانچہ وہ چاہتا ہے کہ یہودی دستور کے موافق فسح کے موقع پر ایک آدمی کو چھوڑنے کی رعایت مسیح کے حق میں دی جائے ۔ لیکن یہودی لوگ مذہبی پیشواؤں کے اکسانے سے مسیح کی بجائے برابا کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں ۔ برابا ایک حریت

پسند یہودی تھا جس نے حال ہی میں شہر کے اندر ایک انقلاب کی تنظیم کی تھی (لوقا ۲۳ : ۱۹) اس کے بعد پلاطوس عدل و انصاف کے بجائے مسیح کو کوڑے لگانے کا حکم دیتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ مسیح کی ظالمانہ بے عزتی یہودیوں کے غصہ کو ٹھنڈا کر دے گی۔ سپاہی یہودیوں کی تشنیع و تمسخر کے لئے فوراً مسیح کو ایک ارغوانی رنگ کی پوشاک پہناتے ہیں اور اس کے سر پر کانٹوں کا ایک تاج رکھتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"اے یہودیوں کے بادشاہ آداب!"

یہ نظارہ جس میں مسیح ایک بناوٹی بادشاہ کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے یہودیوں کو مشتعل کر دیتا ہے اور وہ چلا چلا کر کہنے لگتے ہیں :۔

"مصلوب کر مصلوب!"

وہ اپنے رہنماؤں کو کہتے ہیں کہ وہ مسیح کی موت کا مطالبہ اس بنا پر کرتے ہیں کہ اس نے یہ دعوٰے کیا ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ پلاطوس اس شور و غل سے خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ شاید اس وجہ سے کہ اس پر کوئی فوق الفطرت خوف سوار تھا یا اس وجہ سے کہ شہنشاہِ روم بھی الوہیت کا مدعی تھا۔ وہ واپس تخت عدالت کی طرف لوٹتا ہے اور قیدی سے مکرر دریافت کرتا ہے۔ لیکن وہ آسمانی احکام جو مسیح کے منہ سے نکلتے ہیں صوبیدار حکمران کے لئے حیران کن ہیں۔ تاہم وہ اسے فوراً چھوڑ دینا چاہتا ہے لیکن اب کی دفعہ یہودی لوگ یہ شور و غل مچاتے ہیں کہ وہ اس کے خلاف شہنشاہِ روم کو شکایت کریں گے کہ وہ ایک ملزم کو جس نے بادشاہ بننے کا دعوٰی کیا چھوڑنے کی سعی کی ہے۔ چنانچہ اس کشمکش میں پلاطوس ہار جاتا ہے اور وہ باہر چبوترے کے اوپر تختِ عدالت پر بیٹھتا ہے۔ لیکن وہ یہودیوں کو ایک آخری طعن و

تشنیع کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ اُن سے پُوچھتا ہے:۔

"کیا میں تمہارے بادشاہ کو مصلُوب کروں؟"

اس کے جواب میں مذہبی طور سے جُونی یہودی چلّا چلّا کر کہتے ہیں:۔

"قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں" (یُوحنّا ۱۹ : ۱۵)

پلاطوس اس تماشے کو دیکھ کر اپنے دل میں بالضرور مُسکرایا ہوگا۔ جب اُس نے ان حریت پسند یہودیوں کو اپنے جال میں پھنسے ہُوئے دیکھا ہوگا۔ وُہ شہنشاہ رُوم کو اپنا بادشاہ تسلیم کر رہے ہیں۔ پس وُہ سزائے موت کا فتویٰ دے دیتا ہے۔

صلیب کا جلال

یسُوع اپنی صلیب خُود اُٹھاتا ہے۔ یُوحنّا کی انجیل میں شمعُون کرینی کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔ دیگر اناجیل کے مطالعہ سے ہمیں اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ مسیح صلیب کے بوجھ سے لڑکھڑا کر گرا تھا اور کسی منزل پر سزائے موت کی تعمیل کرنے والے افسر نے زائرین میں سے ایک شخص کو جو عیدِ فسح کے لئے شہر میں داخل ہو رہا تھا بیگار میں پکڑا اور اُسے حُکم دیا کہ وُہ مسیح کی صلیب اُٹھائے۔ صلیب کے اُوپر ایک کتبہ کیلوں سے جکڑا ہُوا تھا جس پر "یہودیوں کا بادشاہ" لکھا تھا۔ یہی مسیح کا جُرم تھا جس کے لئے وُہ مصلُوب ہوا تھا۔ اس اعلان کا مقصد باغی یا مخالف بادشاہوں کے انجام کو عوام پر ظاہر کرنا تھا۔ تاہم اس حقیقت کے ساتھ ساتھ شاید پلاطُوس نے بغیر کسی ایما کے مسیح کی عظیم المرتبت آسمانی حقیقت کو آشکارا کیا تھا۔

یُوحنّا رسُول نے یہ باتیں ایشیا کوچک سے تحریر کی ہیں جہاں وسطِ شب سے وسطِ شب تک وقت گنا جاتا ہے۔ وُہ لکھتا ہے کہ یسُوع کو ۶ بجے صبح کے قریب سزائے موت کا حکم سُنایا گیا تھا۔ یہ بیان مرقس ۱۵: ۲۵ کے مطابق ہے۔ یہودی وقت کے مُطابق جو طلُوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک گنا جاتا تھا، یسُوع تیسرے پہر کیلوں سے صلیب پر جکڑا گیا تھا یعنی تقریباً ۹ بجے کے قریب۔ اسی وقت عیدِ فسح کے برّے عیدِ فسح کے لئے ہیکل میں ذبح کئے جاتے تھے۔ اسی شام کو عید منائی جاتی تھی۔

یسُوع کی بیرونی پوشاک ان چار سپاہیوں میں بانٹ لی جاتی ہے جو مسیح کو صلیب دینے کے لئے تعین کئے گئے تھے۔ اُس کی اندرونی پوشاک ایک ہی سِلا کپڑا تھا۔ یہ سردار کاہن کے کُرتے کی طرح تھا۔ یُوحنّا صلیب کے دامن میں کھڑا ہوکر سپاہیوں پر نظر ڈالتا ہے۔ وُہ مسیح کی بن سلی پوشاک کے لئے قُرعہ ڈالتے ہیں۔ اُسے زبُور ۲۲: ۱۸ کا اقتباس یاد آجاتا ہے۔ اُس اقتباس پر شاید یسُوع اپنے دُکھوں کے وقت دھیان دے رہا تھا۔

(مرقس ۱۵: ۳۴، زبُور ۲۲: ۱)

یُوحنّا ہمیں اصل واقعۂ تصلیب کے متعلّق بہت کم بتاتا ہے۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ اُس کا یہ ایما تھا کہ اُس کے قارئین خُداوند کے جسمانی دُکھوں کی بجائے صلیب کے پیغام پر غور وخوض کریں۔ مسیح کے تین فرمانوں میں سے دو فرمان جو یُوحنّا نے قلمبند کئے ہیں مسیح کی انسانی خصُوصیات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پہلا فرمان مسیح کی والدہ محترمہ سے متعلّق ہے جو اپنی ہمشیرہ اور مریم مگدلینی کے ساتھ صلیب کے قریب کھڑی ہے۔ وُہ تلوار جس کے متعلّق شمعُون نے نبُوّت کی تھی اب واقعی مریم مقدسہ کے دل کو چھید رہی

ہے۔ (لوقا ۲ : ۳۵) یسوع صلیب سے نیچے کی طرف دیکھ رہا ہے اُس کی آنکھوں کے کٹورے محبت اور شکر گذاری سے لبریز ہیں۔ وُہ حیران ہے کہ اب وُہ اپنی والدہ کی ضرُوریاتِ زندگی کو کس طرح پُورا کرے۔ مریم مقدسہ ابدالآباد تک کل عورتوں میں سب سے زیادہ مُبارک و ممتاز ہے۔ اس حالت میں اس کی آنکھیں اُس کے محبُوب شاگرد پر پڑتی ہیں اور وُہ جان جاتا ہے کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ اب سے یُوحنا مریم مقدسہ کا بیٹا بن کر اُس کی خدمت کرے گا اور ہر ممکن طریق سے وُہ انسانی محبت اور ضرُوریات زندگی کو پُورا کرے گا۔

دُوسرا لفظ جو خُداوند نے صلیب سے کہا یہ تھا:۔

"میں پیاسا ہُوں"

یہ الفاظ مسیح کے دُکھوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اغلباً یُوحنا نے جب یہ باتیں لکھی تھیں اُس وقت مسیح کے دُکھوں کے موضوع پر بدعتی تعلیم کسی حد تک ایسے اُستادوں کی معرفت پھیلائی گئی تھی، جن کا یہ اعتقاد نہیں تھا کہ ذاتِ الٰہی صلیبی طریق سے یا کسی اور طریق سے جسمانی دُکھ سہہ سکتی ہے۔ دراصل ابنِ آدم کے نیچے اُترنے میں ایک اور درجہ ہے جس کا تذکرہ عام طور پر مسیح کی تعلیم میں پایا جاتا ہے جو یُوحنا نے قلمبند کی تھی۔ اس کے بعد ایک اور مرحلہ آتا ہے جسے عالمِ ارواح (HADES) میں اُترنا کہا گیا ہے۔ اس کے بعد ایماندار اس راز کو سمجھتا ہے کہ اب مسیح اپنے اصلی مقام کی طرف جہاں وُہ پہلے تھا صعُود کر رہا ہے (یُوحنا ۶ : ۶۲)

صلیب سے مسیح کی پُکار زبُور ۴۲ : ۱-۲ و ۴۳ : ۱-۳ کی بازگشت ہو گی جس پر خُداوند دھیان فرما رہے تھے۔ مسیح کے یہ الفاظ اُس کی الٰہی پیاس

اور خواہش کو کہ وہ خُدا کی طرف لوٹ جائے بیان کرتے ہیں ۔

صلیب سے ایک تیسری آواز نکلتی ہے جو صلیبی دُکھوں کے مفہوم کو ہمارے خُداوند کے نقطۂ نظر سے پیش کرتی ہے ۔ مرقس، متّی اور لُوقا یہ خبر دیتے ہیں کہ مسیح نے اپنی موت سے قبل ایک چیخ ماری تھی جو مختصر سی تھی اور شاید اس کا سُننا محال تھا ۔ یُوحنّا صلیب کے پاس کھڑے ہو کر مسیح کے ذیل کے الفاظ کو سُنتا ہے :۔

"تمام ہُوا"۔

یُونانی الفاظ میں ان الفاظ سے زیادہ زور ہے ۔ اس کا مفہوم منزلِ مقصود تک پہنچانا یا آرٹ کے ایک شاہکار کو مکمّل کرنا ہے ۔ اس کا مفہوم، خُداوند کی کاہنانہ دُعا کے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے :۔

"جو کام تُو نے مُجھے کرنے کو دیا تھا اُس کو تمام کر کے مَیں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا ہے"۔ (یُوحنّا ۱۷ : ۴)

یُوحنّا مسیح کے متعلق گہری تفہیم رکھتا ہے ۔ وہ جانتا ہے کہ مسیح کے دل میں کیا کیا خیالات اُٹھ رہے ہیں کیونکہ وہ لکھتا ہے :۔

"اس کے بعد یسُوع نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہُوئیں"۔ (یُوحنّا ۱۹ : ۲۸)

وہ بڑی پُکار ۔ جس میں مسیح نے بوقتِ نزع اپنی تمام قوّت کو اکٹھا کیا تھا، آرام و اطمینان کی پکار نہیں ہے بلکہ یہ پُکار مسیح کے اُس دعوٰی سے کہیں زیادہ ہے کہ جو کام اُسے باپ کی طرف سے دیا گیا تھا تکمیل تک پہنچا دیا گیا ہے ۔ یہ پُکار ایک فاتحانہ للکار ہے کہ وہ تمام کام جس کے لئے باپ نے اُسے بھیجا تھا مکمّل کیا جا چُکا ہے ۔ گُناہ کی قوّت کو مسمار کیا گیا ہے اور دُنیا کے سردار کو

تسخیر کیا گیا ہے، دُنیا کو نجات دی گئی ہے اور سب کام "تمام ہُوا ہے"۔ مسیح نے "سر جُھکا کر جان دے دی"۔

لُوقا مزید لکھتا ہے کہ جب مسیح نے جان دی تو اُس نے کہا :-

"اَے باپ مَیں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہُوں"۔

اِن الفاظ سے لُوقا یُوحنّا کی تعلیم کی تصدیق کرتا ہے کہ مسیح کی موت کا مقصُوم خُدا کے پاس جانا ہے۔

آخری نزول

یہُودی قانُون کے مُطابق مقتولین کی لاشوں کو رات بھر درخت سے لٹکانے کا حکم نہ تھا (ملاحظہ ہو استثنا ۲۱ : ۲۲ - ۲۳) - اس مرتبہ پر اس بات کو خاص طور سے محسُوس کیا گیا تھا کیونکہ شام سے سبت اور عید فسح کا شروع تھا چنانچہ اس سلسلہ میں پلاطوس سے درخواست کی جاتی ہے کہ وُہ مُلزمین کو بہت جلدی موت کے حوالے کرے - چنانچہ سپاہیوں کو بھیجا جاتا ہے اور دونوں چوروں کی ٹانگیں ایک بھاری بھرکم ہتھوڑے سے توڑی جاتی ہیں۔ جب سپاہی مسیح کے قریب آتے ہیں تو اُنہیں معلُوم ہوتا ہے کہ وُہ پہلے ہی مرچکا ہے، تاہم اس بات کی تصدیق کے لئے اُس کا دل بھالے سے چھیدا جاتا ہے۔ "اور فی الفور اُس سے خون اور پانی بہ نکلا"

(یُوحنّا ۱۹ : ۳۴)

یُوحنّا اس دفعہ کو ایک اور "نشان" بتاتا ہے۔ لیکن وُہ اس نکتہ کی تشریح نہیں کرتا کہ یہ کس بات کا نشان ہے تاہم وُہ اسے بڑا معنی خیز واقعہ

تصوّر کرتا ہے۔ مسیح کا یہ خُون نئے عہد کا خُون متصوّر ہو سکتا ہے۔ جو صلیب پر بہا اور جو پاک شرکت میں دیا جاتا ہے اور لیا جاتا ہے۔ پانی اس نئی رُوحانی زندگی کا نشان ہے جو بپتسمہ یا اصطباغ میں دی جاتی ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں ایُوحنّا ۵: ۶ - ۸)۔ یُوحنّا اس بات پر غور کرتا ہے کہ خُداوند کی کوئی ہڈّی نہیں توڑی گئی اور یہ ایک "نشان" ہے کہ مسیح عیدِ فسح کا ایک بے داغ برّہ ہے (خروج ۱۲: ۴۶) جو اپنے لوگوں کو غلامی اور گناہ سے آزاد کرتا ہے۔

چنانچہ پلاطُوس لاشوں کو دفنانے کی اجازت دیتا ہے۔ چند عورتیں اور یُوحنّا منتظر ہیں کہ مسیح کی لاش کو حاصل کریں اور اُس کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کریں۔ لیکن صلیب کی تاثیر نے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ ارمتیاہ کا یُوسف اور نیکودیمس دونوں اشخاص جو یہودی صدرِ عدالت کے ارکین تھے مسیح کی پیروی کا اعلان کرتے ہیں۔ یُوسف اُس کی لاش کو دفنانے کے لئے اپنی باغ والی قبر دیتا ہے اور نیکودیمس بہت سا مُر اور مسالہ جات لاتا ہے اور وہیں گلگتا کی پہاڑی کے قریب خُداوند المسیح کی لاش کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔

گیارہواں باب

مُردوں میں سے جی اُٹھنے والا خُداوند؛

جیسا کہ ہم معلوم کر چکے ہیں یُوحنّا کے نقطۂ نظر سے صلیب جلال کی گھڑی تھی جس میں مسیح نے پُورے طور سے باپ کی مرضی کو پُورا کیا تھا۔ اور اُن تمام عیّارانہ سازشوں کا مقابلہ کیا تھا جنہیں ابلیس اُس کے سامنے پیش کر رہا تھا۔ ایسی حالت میں خُداوند نے اپنے دشمنوں کو جو اُسے قتل کرنے کے سلسلہ میں متحد تھے محبت کرنے سے گریز نہیں کیا تھا۔ اس مکمّل، ابدی اور اٹل محبت کا لامحالہ رُوحانی نتیجہ قیامت مسیح تھا۔ انجیل کے تمام "نشانات" میں قیامت مسیح ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے اور حتمی طور سے اس بات کا ثبوت پیش کرتی ہے کہ الٰہی خیالات انسانی خیالات نہیں اور نہ ہی انسانی خیالات الٰہی خیالات ہو سکتے ہیں۔ عقلِ انسانی کے مُطابق صلیب کا پیغام ناکامیابی، شکست اور موت ہے لیکن الٰہی نقطۂ نظر سے صلیب کا مفہوم مکمّل فرمانبرداری کی فتحیابی ہے۔ صلیب نفرت، دروغ اور بدی پر فتح و نصرت کی علامت ہے۔ سانحہ تصلیب نااُمیدی کی ٹریجڈی نہیں تھی جس میں خُدا بالآخر مخل ہُوا اور اپنی سحر کاری سے اس نازک حالت کو بچایا بلکہ یہ چیز اس بات کا ثبوت ہے کہ چونکہ یہ دُنیا خُدا کی ملکیت ہے اس لئے مُشکل واقعات

اور دردناک نتائج کے باوجود خدا کی مرضی کو پورا کرنا فتح و نصرت کو حاصل کرنا ہے چنانچہ گناہ پر فتح حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم گناہ کے اثرات و نقصانات کو برداشت کریں کیونکہ صلیبی موت کو تبدیل کرنے ہی سے موت پر فتح حاصل ہوتی ہے لہٰذا مسیح کی صلیب، قیامت اور صعود کو جدا جدا سمجھنا غلطی ہے۔

صعُود کی اِبتدا

بالائی منزل میں یسوع نے اپنے شاگردوں کو صلیبی دکھوں کا مفہوم سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ اس کا مفہوم باپ کے پاس جانا تھا۔ یہ ایک وقفہ تھا جس میں اُن کے قلوب تھوڑی دیر کے لئے غم سے لبریز تھے لیکن جب وہ دوبارہ آئے گا تو اُس وقت اُن کے دل ایسی خوشی سے لبریز ہوں گے کہ کوئی شخص ان سے اُس خوشی کو چھین نہیں سکے گا اور یوں اُن کا باپ کے پاس جانا اُن کے لئے سودمند ثابت ہوگا۔ پس یہ حیران کن بات ہے کہ مسیح کے شاگرد قیامت کے منتظر تھے۔ صرف یوحنا نے اُس کے کفن کا غور سے جائزہ لیتے ہوئے "یقین کیا"۔ (یوحنا ۲۰: ۸)۔ ہمیں یہ بھید نہیں بتایا گیا کہ یوحنا نے کس بات پر یقین کیا۔ ممکن ہے کہ اُس نے مسیح کی تعلیم کو یاد کیا ہوگا جو بالائی منزل میں دی گئی تھی اور حیران ہوا ہوگا۔

کئی سالوں کے بعد وہ زمانہ ماضی کی گذری ہوئی دلچسپیوں پر نگاہ ڈالتا ہے اور وہ اُس لمحہ کو یاد کرتا ہے جب قیامتِ مسیح پر اُس کے ایمان کی ابتدا تھی۔ شاید اُس کا یہ ایمان ابھی اتنا مضبوط نہیں تھا کہ وہ اُس کا اقرار پطرس اور دیگر شاگردوں کے سامنے کرتا۔

مسیح کے لاشۂ مبارک کو قبر میں رکھے جانے کے چھتیس ۳۶ گھنٹوں کے بعد مریم مگدلینی باغ میں آتی ہے اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا پاتی ہے۔ وہ فوراً اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ لاشۂ مبارک چرائی گئی ہے۔ وہ بھاگتی ہوئی پطرس اور مسیح کے محبوب شاگرد کو بلا لاتی ہے۔ وہ دوڑتے ہوئے باغ میں داخل ہوتے ہیں اور قبر کو خالی اور کفن کے کپڑوں کو لپٹا ہوا پاتے ہیں۔ انہیں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا کہ چور کس طرح جلدی جلدی لاش کو کفن میں سے نکال کر لے گئے ہیں۔ اس کے برعکس انہیں فرحت و اطمینان کا نظارہ نظر آتا ہے کہ گویا وہ کپڑے بڑی احتیاط سے اتارے گئے ہیں۔ پطرس اور یوحنا شہر کی طرف جاتے ہیں اور وہ اس خیال سے مطمئن ہیں کہ لاشۂ مبارک کو چرایا نہیں گیا۔ ان کے اذہان پر تین چیزوں کے اثرات ہیں۔

(۱) لڑھکا ہوا پتھر (۲) خالی قبر (۳) لپٹے ہوئے کفن کے کپڑے۔

اسی اثنا میں مریم واپس باغ میں آجاتی ہے اور قبر کے پاس کھڑی ہو کر زار و قطار رو رہی ہے۔ جونہی وہ قبر کے اندر جھانکتی ہے وہ دو فرشتوں کو دیکھتی ہے لیکن اس سے بھی اس میں امید پیدا نہیں ہوتی۔ تاہم اس وقت اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس کے پیچھے کھڑا ہے وہ اسے باغبان سمجھتی ہے۔ پہلے پہل وہ خداوند کی آواز کو نہیں پہچانتی، لیکن جب وہ اسے محبت بھری آواز سے، جیسے کہ وہ کئی بار پہلے اسے بلایا کرتا تھا اس کا نام لے کر اسے "مریم" کہتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتی ہے اور اس کے قدموں میں گر پڑتی ہے۔ مریم کے غم کے آنسو خوشی کے آنسو بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد کے الفاظ جو خداوند کی زبانِ مبارک سے نکلے کسی قدر حیران کن ہیں:-

" یسُوع نے اُس سے کہا مجُھے نہ چھُو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اُوپر نہیں گیا "۔ (یُوحنّا ۲۰ : ۱۷)

مریم کے ذہن میں اس سے زیادہ اور کوئی خیال نہیں کہ یسُوع اُسے واپس مل گیا ہے اور اب اُس کی گزری ہُوئی دلچسپیاں دوبارہ جاگ اُٹھیں گی۔ ہمارے خُداوند کے الفاظ اس بات کو صاف کر دیتے ہیں کہ اُس کی موت اور قیامت نے ایک نیا دَور اور ایک نیا تعلق پیدا کر دیا ہے۔ اب اُس کی حیثیت ایک اُستاد اور دوست سے کہیں بڑھ کر ہے۔ وُہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ وُہ دَورِ جدید جس کے نشانات قانائے گلیل کا معجزہ اور ہیکل کا پاکیزہ کیا جانا ہے، اب شروع ہو چُکا ہے۔ یسُوع کو اب محض جسمانی حیثیت ہی سے نہیں پہنچانا بلکہ وُہ اب ایک نیا مخلُوق ہے (ملاحظہ ہو ۲ کرنتھیوں ۵ :۱۶) وُہ ابھی آسمان کی طرف صعُود کرے گا تاکہ وُہ اُس جلال کو حاصل کرے جو وُہ دُنیا کی پیدائش سے پیشتر رکھتا تھا۔ چنانچہ وُہ مریم مگدلینی کو بھیجتا ہے کہ وُہ مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی پہلی پیغام رساں بنے۔ قیامتِ مسیح کا مفہُوم نہ صرف مسیح کی فرمانبرداری کو موت کے درجہ تک پُورا کرنا ہے، بلکہ یہ جلال ایک جدید دَور کا افتتاح ہے:-

" میرے بھائیوں کے پاس جا کر اُن سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تُمہارے باپ اور اپنے خُدا اور تُمہارے خُدا کے پاس اُوپر جاتا ہُوں "۔ (یُوحنّا ۲۰: ۱۷)

بشارتی کام کے لئے تقرّر

اُسی شام کو سب شاگرد غالباً بالائی منزل میں، جہاں آخری عشا کا انتظام

کیا گیا ہے جمع ہوتے ہیں۔ یہودیوں کے خوف سے دروازوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ مسیح کے مُردوں میں سے زندہ ہونے کی اُڑتی ہوئی خبر حکام الوقت تک بھی پہنچ چکی ہے اور شاگرد وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ وُہ کیا اقدام اُٹھائیں گے۔ اچانک مسیح اُن کے درمیان کھڑا ہو جاتا ہے اور یہودی دستور کے مُطابق اُن سے کہتا ہے:۔

"تمہاری سلامتی ہو"

مشرقی ممالک میں ابھی تک ادب و آداب کے لئے لفظ "سلام" استعمال کیا جاتا ہے۔ شاگردوں کو یقین دلانے کے لئے یسُوع اُنہیں اپنے ہاتھ پاؤں دکھاتا ہے اور اب شاگردوں کے قلوب اطمینان اور خوشی سے لبریز ہیں، پھر وُہ اُنہیں مقرر کرتا ہے۔

"جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہُوں"۔ (یُوحنّا ۲۰: ۲۱)

خُداوند اپنی عالمی مشن کا تذکرہ جس پر شاگردوں کو بھیجا جانا تھا، اس مقام پر پہلی دفعہ نہیں کرتا کیونکہ ۱۷ باب کے مُطابق خُداوند اپنی دُعا میں کہتا ہے:۔

"جس طرح تُو نے مجھے دُنیا میں بھیجا، اُسی طرح میں نے بھی اُنہیں دُنیا میں بھیجا"۔ (یُوحنّا ۱۷: ۱۸)

عوام کے لئے یہ کام بڑا مشکل کام ہے لیکن مسیح مصلُوب اور مُردوں میں سے زندہ خُداوند کے حُکم سے شاگرد اس کام کا بیڑا اُٹھاتے ہیں (متّی ۲۸: ۱۸-۱۹) مسیح کا حُکم خُدا کا حُکم ہے جس نے اُس کو بھیجا ہے۔ لیکن اس نوعیّت کی مشن کو سرانجام دینے کے لئے اُنہیں قدرت کی ضرورت لاحق ہو گی۔ چنانچہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہُوا خُداوند اپنی غیر فانی زندگی کو اُن پر پھُونکتا ہے اور اُن سے کہتا ہے

"رُوح القُدس لو"

بالائی منزل میں خُداوند نے رُوح القُدس کے مُتعلق اپنے شاگردوں کو بتایا تھا کہ وُہ اُس کا کام جاری رکھے گا۔ اور اُن کی زندگی میں بحیثیت خُدا اور مسیح سکونت کرے گا۔ اُن پر رُوح پھونکنے سے اُنہیں یاد آیا ہوگا کہ خُدا نے کس طرح اپنی ابتدائی تخلیق میں حضرت انسان کے نتھنوں میں زندگی کا سانس پھونکا تھا اور وُہ جیتی جان ہُوا۔ (پیدائش ۲ : ۷) اب وُہ نئی تخلیق میں مُردوں میں سے جی اُٹھے ہُوئے خُداوند کی زندگی سے بھر رہے ہیں۔ اُنہیں اس نئی زندگی کی قوت سے ملبُوس ہوکر اور معافی کی خوشخبری لے کر باہر نکلنا ہے۔ اُنہیں حُکم دیا گیا ہے کہ وُہ انسانوں کو گُناہوں سے نجات دلائیں۔ یہ وُہی حُکم ہے جو پطرس کو متّی ۱۶ : ۱۹ میں اور باقی شاگردوں کو متّی ۱۸ : ۱۸ میں دیا گیا ہے۔

معافی کی خوشخبری ہی درحقیقت ایسی خوشخبری ہے جس کو سُننا انسانوں کے لئے ضروری ہے۔ مغرب میں بہت سے لوگ مسیحی ایمان سے برگشتہ ہو چکے ہیں اور ابھی تک اُنہیں اُن کی ضمیروں میں اُن کے جرمہائے سیاہ اور گُناہ نظر آتے ہیں جن کی اُنھوں نے معافی حاصل نہیں کی۔ متعدد نفسیات کے ماہرین یہ بتاتے ہیں کہ موجُودہ دُنیا میں اِنسان ضمیر کی کشمکش میں اتنا گرفتار ہے کہ وُہ اپنی باطنی زندگی میں اپاہج ہو چکا ہے۔ ایسے لوگوں کو خُداوند کے مندرجہ ذیل الفاظ کو سُننے کی ضرورت ہے :۔

"بیٹا تیرے گُناہ مُعاف ہُوئے"

کلیسیا اسی کام کی اشاعت کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ مشرقی ممالک میں کرم[1] کے فلسفہ نے عوام الناس کے خیالات کو جکڑ رکھا ہے۔ اس اعتقاد

---

[1] مسئلہ تناسخ یا آواگون۔

کا مفہوم یہ ہے کہ انسان جو کچھ بوئے گا وہی کاٹے گا۔ کوئی انسان اس اصول سے بچ نہیں سکتا جب تک کہ وہ اس تباہ کر دینے والے قرض کو جو ہر دم بڑھتا چلا جاتا ہے کوڑی کوڑی نہ چکا دے۔ مسیحی خوشخبری یہ ہے کہ یہ قرضہ خدا کی مفت بخشش کے وسیلے چکایا جا سکتا ہے۔ جو لوگ معافی پا چکتے ہیں وہ اپنی زندگی میں زندہ مسیح کی زندگی پاتے ہیں۔ یہ نئی زندگی اُن کو قوت بخشتی ہے کہ وہ ابلیس کی چالوں اور دل لبھانے والی دنیا پر اور اپنی فطرتی کمزوری پر فتح حاصل کریں۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم پاک روح کے پھونکے جانے کے واقعہ کو جو پہلے ایسٹر کی شام کو واقع ہوا تھا روح سے معمور ہونے کے واقعہ سے ملائیں جو پچاس روز کے بعد ہوا۔ (اعمال ۲ : ۴)

پاک روح کو ان تمام باتوں کی تصدیق کرنا ہے جو یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہی تھیں (یوحنا ۱۶ : ۱۴-۱۵)۔ پہلی بات اس حکم کے مفہوم کو صاف طور سے سمجھنا ہے :-

"جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں"۔ انہیں مسیح کی قیامت اور زندگی میں مسیح کی سکونت کے مفہوم کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔ ان کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کون کون سی ضروری باتیں ہیں جن پر زور دینا لازمی ہے ؟ انہیں کہاں سے شروع کرنا چاہیئے ؟ اور انہیں کب شروع کرنا چاہیئے ؟ لوقا رسول اپنی انجیل میں (لوقا ۲۴ : ۴۹) اور اعمال کی کتاب میں (اعمال ۱ : ۵، ۸) خداوند المسیح کی اس تاکید کو قلمبند کرتا ہے کہ انہیں خدا کے مقرر کردہ موقع کے لئے انتظار کرنا ہے۔ مردوں میں سے زندہ خداوند کے ظہور کے باوجود سات ہفتوں کا عرصہ اُن کے لئے کافی نہ تھا جس

ہیں وُہ واقعہ تصلیب، قیامت اور صعُود کے کُل مقاصد کو سمجھ سکتے۔ شاگردوں کے لئے لازمی تھا کہ وُہ اپنے باہمی اتحاد اور محبّت کو بڑھائیں تاکہ دُنیا ایمان لائے۔ یہ کمیشن ایسٹر کے روز دی گئی تھی اور اسی روز اُن میں رُوح پھُونکی گئی تھی۔ پنتِکُوست کے روز خُداوند کے یہ دو کام بڑی قُوّت کے ساتھ پُورے طور سے محسُوس کئے گئے تھے۔

ایمان شک و شکوک پر فتحیاب ہوتا ہے

جب خُداوند قیامت کے روز شاگردوں پر ظاہر ہُوا تو تھوما شاگردوں کے ہمراہ نہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تھوما کے نقطۂ نگاہ میں ہمیشہ نفی پائی جاتی تھی۔ اور وُہ ہمیشہ بدترین واقعات کا منتظر رہتا تھا (یُوحنّا ۱۱: ۱۶)۔ جب اُسے بتایا جاتا ہے کہ مسیح مُردوں میں سے زندہ ہوکر اپنے شاگردوں کو ملا تھا تو وُہ اس خبر کو سچّا نہیں سمجھتا اور وُہ اس واقعہ کے مادی اثبات کے لئے اصرار کرتا ہے:-

"اُس نے کہا جبتک میں اُس کے ہاتھوں میں میخوں کے سوراخ نہ دیکھ لُوں اور میخوں کے سوراخوں میں اپنی اُنگلی نہ ڈال لُوں اور اپنا ہاتھ اُس کی پسلی میں نہ ڈال لُوں ہرگز یقین نہ کروں گا۔" (یُوحنّا ۲۰: ۲۵)

ایک ہفتہ کے بعد مسیح ظاہر ہوتا ہے تو وُہ بتاتا ہے کہ اُسے اس بات کا علم ہے کہ تھوما نے اس سے قبل کے موقع پر کیا کہا تھا۔ جب تھوما نے ایمان لانے سے انکار کیا تھا تو مسیح نادیدنی طور سے وہاں موجُود ہوگیا۔ اس موقع پر خُداوند اُسے کہتا ہے کہ وُہ اُس کے زخموں میں اپنی اُنگلی ڈالے اور اپنا ہاتھ

اُس کی پسلی ہیں ڈالے جہاں بھالے کا گھاؤ ہے۔ خداوند نے مزید فرمایا:۔
"بے اعتقاد نہ ہو بلکہ اعتقاد رکھ"۔ (یوحنا ۲۰: ۲۷)
یوحنا ہر قسم کی شہادتوں سے ثابت کرتا ہے کہ قیامتِ مسیح ہر دو جسمانی اور رُوحانی رنگ میں تھی۔ تھوما کے لئے یہ جاننا ضروری تھا کہ یہ ایک رُوحانی اور جسمانی حقیقت ہے۔ تھوما اپنی چشم دیدہ شہادت سے اور اس شہادت سے کہ خُداوند المسیح پہلے موقع پر بھی موجُود تھا ایک زبردست اقرار کرتا ہے:۔
"اَے میرے خُداوند اَے میرے خُدا!"
اس کے جواب میں ربنا المسیح کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں:۔
"تُو تو مجھے دیکھ کر ایمان لایا ہے۔ مُبارک وُہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے"۔ (یُوحنا ۲۰: ۲۹)
بہت سے لوگوں نے مسیح کو اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ لیکن اُنھوں نے اُسے رُوحانی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ شاگرد اُس پر ایمان رکھتے تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے اُس کے جلال کو دیکھا تھا۔ اُنھوں نے اُس کی شخصیّت میں اُس کی انسانیت کے حجاب میں آسمانی باپ کو دیکھا تھا۔ ایمان ایک طرح کی رویت ہے۔ ایمان ایک قسم کی رُوحانی بینائی ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ ہم میں ایمان ہو اور ہم مسیح کے جلال کو دیکھیں۔ یسُوع اُن لوگوں کو مُبارک کہتا ہے جن کا ایمان بہت بلند اور اعلیٰ ہے۔ اس مُبارک بادی میں زمانۂ حال تک ہر ایک شخص شامل ہے جو انجیل کو ایمان سے پڑھتا ہے۔ مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے متعلّق تھوما ایک زبردست شہادت ہے اِس کو یقین دلانا ایک مُشکل کام ہے لیکن علاوہ ازیں تھوما مادی اور رُوحانی دُنیاؤں کی حدِ فاصل پر کھڑا ہے۔ اُس سے یہی کہا جا سکتا ہے، جو

مرتھا اور ہر مکان و زمان کے مسیحی کو کہا گیا ہے :۔
"اگر تو ایمان لائے گا تو خدا کا جلال دیکھے گا" (یوحنا ۱۱ : ۴۰)

ناکامیابی کے بعد ایمان کی بحالی

بعض حکماء کا خیال ہے کہ در اصل یوحنا کی انجیل ۲۰ باب پر ختم ہو جاتی ہے ۔ اس مقام پر واقعی ایک موزوں خاتمہ نظر آتا ہے جہاں نظر کی بجائے ایمان پر زور دیا گیا ہے ۔ بشیر انجیل کا مقصد ذیل کے بیان سے پورا کیا گیا ہے "کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لا کر اس کے نام سے زندگی پاؤ" (یوحنا ۲۰ : ۳۱)

باب اکیس ۲۱ تتمہ کی صورت میں نظر آتا ہے لیکن اس میں بھی چشم دید گواہ کی وہی تاثیر نظر آتی ہے جو انجیل ہذا کے ابتدائی ابواب میں نظر آتی ہے اس میں لکھا ہے کہ مسیح شاگردوں کو گلیل میں تیسری بار نظر آیا ۔ اس میں یہ بھی بیان قلمبند ہے کہ انکار کے بعد پطرس کو دوبارہ بحال کیا گیا ۔ یہ باب مسیح کی آخری آمد پر مزید نئی روشنی ڈالتا ہے ۔

پطرس ، تھوما ، نتھانی ایل ، یعقوب ، یوحنا اور دو اور شاگرد گلیل کو واپس لوٹ آئے ہیں ۔ شاید انہوں نے مسیح کے حکم کی تعمیل کی ہے جو متی ۲۸ : ۱۰ میں قلمبند ہے ۔ وہ اس انتظاری میں اپنے قدرتی رجحان کے زیر اثر دوبارہ ماہی گیری کے کام میں منہمک ہو جاتے ہیں ۔ رات بھر کی ناکامیابی کے بعد وہ ساحل کی طرف لوٹتے ہیں اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک اجنبی دوست اُن کے لئے منتظر بیٹھا ہے ۔ وہ انہیں ہدایت دیتا ہے کہ وہ کشتی کے داہنی جانب جال ڈالیں ۔ وہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور کثرت سے

مچھلیاں پکڑتے ہیں ۔ ان مچھلیوں کا اشارہ اقوامِ عالم کے اکٹھا ہونے کی طرف ہے جس طرح لوقا ۵: ۱-۱۱ یہ سبق سکھانے کے لئے استعمال کیا گیا تھا کہ مسیح کے شاگردوں کو آدم گیر بننا ہے ۔ اسی اثنا میں اجنبی دوست نے اُن کے لئے کھانا تیار کیا ہے ۔ سب سے پہلے یوحنّا اور بعد ازاں دیگر شاگرد اب مُردوں میں سے جی اُٹھے ہوئے خُداوند کو پہچان لیتے ہیں ۔

ناشتہ کے بعد پطرس کو بحال کیا جاتا ہے (یوحنّا ۲۱ : ۱۵-۱۹) اس نے تین بار خُداوند المسیح کا انکار کیا تھا ۔ اب خُداوند اُس سے تین بار سوال ڈالتا ہے اور تین بار تاکید کرتا ہے کہ وہ ایک وفادار چرواہا بنے ۔ بالائی منزل میں پطرس نے تکبّر سے کہا تھا کہ چاہے باقی سب شاگرد ٹھوکر کھائیں لیکن وہ ٹھوکر نہیں کھائے گا (یوحنّا ۱۳ : ۳۷ مرقس ۱۴: ۲۹)

ہمارے خُداوند کا پہلا سوال اُسے یاد دلاتا ہے :-

" اے شمعون یوحنّا کے بیٹے کیا تُو ان سے زیادہ مجھ سے محبت رکھتا ہے " اب پطرس دوسروں سے بہتر بننے کا دعویٰ نہیں کرتا ۔ اب وہ شخص یہ کہتا ہے :-

" خُداوند تُو تو جانتا ہی ہے کہ میں تجھے عزیز رکھتا ہوں "

ان الفاظ کے جواب میں خُداوند کہتا ہے :-

" میری بھیڑیں چرا "

پس پطرس مسیح کی بھیڑوں کے چرواہے کی حیثیت سے بحال کیا جاتا ہے ۔

اس کے بعد ایک بیان ہے جسے یوحنّا کئی سال کے بعد قلمبند کرتے ہوئے پطرس کی شہادت کی پیشین گوئی قرار دیتا ہے ۔ وہ غالباً یہ چاہتا ہے

کہ ہم اس بات کو سمجھیں کہ وہ اپنے آقا کی طرح صلیب پر مرے گا۔ وہ اچھے چرواہے کی طرح اپنی بھیڑوں کے لئے جان دے گا۔ وہ موت تک مسیح کے نقشِ قدم پر چلے گا۔

اس گفتگو میں پطرس مسیح سے پوچھتا ہے کہ یوحنا کا کیا حال ہوگا؟

یسوع جواب دیتا ہے کہ "اگر میں چاہوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا رہے تو تجھ کو کیا؟ تو میرے پیچھے ہولے۔"

ہمارا فرض مسیح کے نقشِ قدم پر چلنا اور اُس کے احکام کی تعمیل کرنا ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم اس بات کی تشویش کریں کہ دُوسروں کو کیا احکام دیئے گئے ہیں۔ یوحنا اس بیان میں ایک اضافہ کرتا ہے جس سے عوام کے اس مغالطہ کی تصحیح ہو جاتی ہے کہ وہ مسیح کے آنے تک زندہ رہے گا۔ چوتھی انجیل کا یہ پیغام ہے کہ خداوند یسوع المسیح متواتر اپنے شاگردوں کی زندگی میں آتا رہتا ہے یعنی مُردوں میں سے زندہ اور صعود فرمانے والا خداوند ہمیشہ اپنے شاگردوں کے ہمراہ ہے۔ دُنیا اُس کی آمد کو دیکھ نہیں سکتی، لیکن ایک روز وہ اُسے پہچان لے گی اور وہ بچ جائے گی یا اُس کی عدالت ہوگی۔

آخری شہادتیں

یوحنا ۲۱: ۲۴ شہادت انجیل یوحنا کا ایک آخری لفظ ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے مسیح کے محبوب شاگرد کو گواہی دیتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ ان باتوں کے متعلق جن کی وہ تعلیم دیتا رہا ہے ایک سچا احوال تحریر کیا ہے۔ آخری آیت اس بات کو ضابطہ تحریر میں لاتی ہے کہ اور بہت سے کام تھے

جو یسُوع نے کئے تھے مگر لکھے نہیں گئے ۔ مسیح کی داستان زندگی کو بتانے کے لئے ایک لا متناہی سلسلۂ کُتب کی ضُرورت ہے ۔ یُوحنّا نے عام طور پر دُوسرے لوگوں کی باتوں کو قلمبند کیا ہے جو اصل حقائق سے زیادہ گہری ثابت ہُوئی ہیں ۔ مُبشّر انجیل کی آخری بات صادق ثابت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک پُشت مسیح کے متعلّق نئی نئی کتابیں لکھتی ہے جو اُس کی محبّت کے عجائبات کو ختم نہیں کر سکتیں ۔ ادبی نقطۂ نظر سے مسیح کے متعلّق جو کتابیں موجود ہیں وُہ بے شمار ہیں اور ہر کتاب ہزاروں زبانوں میں لکھی جا چُکی ہے جو اُس کی زمینی خدمت کی یا اُس کے عظیم الشّان کاموں کی جو وُہ ہر ایک پُشت میں ہر مرد و زن کی زندگی میں اپنی دائمی حضُوری سے سر انجام دیتا ہے ، ترجمانی کرتی ہیں ۔

بارہواں باب

دُنیا کا نجات دہندہ

انجیل کے مختلف اثرات سے لوگ خداوند مسیح کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ بعض کے لئے سب سے پہلے گناہوں کی مُعافی اور فضل کی ضرورت اُنہیں مسیح کی طرف کھینچتی ہے۔ دیگر لوگوں کو شاید ہمیشہ کی زندگی کا خیال یا کسی مُنکسر المزاج محبّت سے لبریز مسیحی کا نمونہ اثر کرتا ہے۔ کثیر التعداد لوگوں کے لئے مسیح کی وہ مُحبت جو صلیب پر ظاہر ہوئی اُنہیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ بالآخر ہر ایک شخص یہی دریافت کرے گا کہ کیا پہلے شاگردوں کا تجربہ آنے والی پُشتوں کے شاگردوں میں دوبارہ پیدا ہو سکتا ہے؟

چوتھی انجیل ان تینوں ضرورتوں کو پُورا کرتی ہے کیونکہ مصنّف نے اپنی تصنیف میں تاریخ، ترجمانی اور تجربہ کو ملا دیا ہے۔ بعض صُورتوں میں یہ انجیل چاروں انجیلوں سے زیادہ مادی اور رُوحانی ہے۔ کیونکہ اس کے مطابق ازلی کلام مجسّم ہوتا ہے۔ یُوحنّا کی ساری تعلیم کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ مسیح نے کیا کہا اور کیا کیا۔ وہ ہمیں آمادہ کرتا ہے کہ ہم مسیح کے گوشت کو استعمال کریں۔ (ملاحظہ ہو ۶: ۵۳)

تاہم وہ ہمیں یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ محض گوشت اور خالی حقائق کوئی فائدہ

نہیں دے سکتے۔ اصل چیز رُوح ہے جو زندگی بخشتی ہے (یُوحنّا ۶: ۶۳) اس انجیل کو قلمبند کرتے وقت یُوحنا نے مسیح کے کام اور کلام کو اُس کے گہرے رُوحانی رمُوز کی بنا پر خوشہ چینی کر کے قلمبند کیا ہے۔ ناظرین تاریخی حقائق اور اُن کی ترجمانی کو جُدا جُدا نہیں کر سکتے۔ پولُس کی طرح یُوحنّا کا ایمان ہے کہ اُس کے پاس مسیح کا ذہن ہے۔ مسیح کے متعلق وُہ حقائق جنہیں وُہ درُست سمجھتا ہے اُس کی طویل پیروی سے حاصل کئے گئے ہیں۔ رُوحانی اسباق مادی حقائق میں نظر آتے ہیں اور آسمانی مفہوم جسمانی حقیقت میں مُنکشف کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں وُہ مسیح کے دُعاوی اور وعدوں کو اپنے تجربہ میں درُست پاتا ہے۔ وُہ اس بات کا تجربہ حاصل کر چُکا ہے کہ مسیح اُس کی زندگی میں بستا ہے۔ وُہ یہ معلُوم کر چُکا ہے کہ مسیح نُور اور زندگی ہے۔ مسیح کے پیار کو قبُول کرنے سے (پہلے مسیح کی یروشلم اور گلیل میں خدمت کے عجیب وغریب سالوں میں اور بعد ازاں حقیقی انگور کے درخت اور اُس کی ڈالیوں کی باہمی یگانگت میں) یُوحنّا نے اپنی زندگی میں محبّت کا تجربہ حاصل کیا ہے اور دُوسروں سے محبّت کرنا سیکھا ہے۔ اور اُس نے اپنی زندگی میں پاک رُوح کا تجربہ حاصل کیا ہے جس سے یسُوع اور اُس کی تعلیم کا حقیقی مفہُوم اُسے معلُوم ہو گیا ہے۔ اُس نے کلیسیا کو کامل سچائی میں داخل ہوتے ہُوئے دیکھ لیا ہے اور یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ کلیسیا کس طرح مُشکلات اذیت اور آزمائش کا مقابلہ کرتی ہے۔ وُہ اپنی طویل بشارتی خدمت میں اس تجربہ کو حاصل کر چُکا ہے۔ وُہ اپنی زندگی کی آخری منزل میں اپنی انجیل کے تازہ اور نہ بھولنے والے حقائق کو قلمبند کرتا ہے۔ اُس نے انجیل کے مفہُوم کو عُمر بھر کے وجدان اور تجربہ اور اندرونی روشنی سے بالکل صاف کر دیا ہے۔ وُہ اُس مقصد سے اس انجیل کو ضابطۂ تحریر میں لاتا ہے

تاکہ ہر جگہ لوگ مسیح کو جانیں، اُس پر ایمان لائیں اور ایمان لاکر اُس کے نام سے زندگی پائیں۔ (ملاحظہ ہو یُوحنّا ۲۰ : ۳۱)

کیونکہ انجیل کا پیغام کل دُنیا کے لئے ہے۔ لفظ "دُنیا" لفظ باپ کے علاوہ انجیل کے دیگر بڑے بڑے الفاظ کے مقابلہ میں زیادہ تعداد میں یُوحنّا کی انجیل میں پایا جاتا ہے۔ اس لفظ کے دو معانی ہیں :-

اوّل، تخلیق کیا ہُوا جہان یا بنی نوع انسان کی دُنیا جس کو بچانے کے لئے خُدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔

دوم، انسانی معاشرہ یا سوسائٹی جو خُدا کے بغیر اور خُدا کے خلاف منظّم کی گئی ہے۔

ان دونوں معنوں میں دُنیا کو نجات دینا ہے اگرچہ انسان اپنے اندھاپن اور بے ایمانی میں لگاتار رہیں گے لیکن بالآخر اُن کی عدالت کی جائے گی۔

خُداوند المسیح کل جہان کے معنوں میں سوچتا تھا۔ اگرچہ اُس کی ساری زمینی زندگی فلسطین جیسے چھوٹے سے ملک میں اور مٹھی بھر یہودی قوم میں محدود تھی۔ اناجیل میں چند بشارتی رویتوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اُن میں سے پہلی رویت آزمائش کے وقت آئی اور مسیح نے "دُنیا کی سب سلطنتیں اور اُن کی شان و شوکت" دیکھی۔ (متّی ۴ : ۸، لُوقا ۴ : ۵) جب وہ اس بات پر غور و خوض کر رہا تھا کہ کس طرح خُدا کے لئے دُنیا کو فتح کرے۔ اچھے چرواہے کی تعلیم میں یسُوع اور بھیڑوں کا جو اس بھیڑخانہ کی نہیں جائزہ لیتا ہے۔ اُن کا بھیڑخانہ میں لایا جانا ضروری ہے تاکہ ایک ہی گلّہ اور ایک ہی چرواہا ہو۔ (یُوحنّا ۱۰ : ۱۶) تاہم مسیح اُس عالمی مشن پر قدم اُٹھانے کے لئے تیار نہیں جس کا خیال یُونانیوں کی آمد سے اُس کے دل میں پیدا ہُوا تھا۔ (یُوحنّا ۱۲ : ۲۰-۲۶) ہم تیسری بشارتی

رویت میں اس بھید کو سمجھتے ہیں جو خداوند کے ذہن میں تھا۔ دراصل مسیح کی موت کے وسیلے انسان خدا کے پاس آئیں گے:۔

"اور میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا" (یوحنا ۱۲: ۳۲) چنانچہ اس خوشی کے لئے جو اس کی نظروں کے سامنے تھی اس نے صلیب کا دکھ سہا (عبرانیوں ۱۲: ۵۰) وہ مصمم ارادے اور خواہش کے ساتھ صلیب کیطرف بڑھ رہا تھا اور اس کے بغیر وہ بہت ہی تنگ تھا (ملاحظہ ہو لوقا ۱۲: ۵۰) لیکن اس کی صلیبی موت سے اس کی عالمی مشن کی راہ کھل گئی ہے۔ اس مشن کا خیال اس کے دل میں اس دن سے پیدا ہوا تھا جب اس نے بیابان میں یہ رویت دیکھی تھی۔ پس قیامت کے بعد اپنے شاگردوں سے پہلی مرتبہ ملنے کے بعد وہ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ تمام دنیا میں رسول ہونے کی حیثیت سے جائیں اور وہ ان پر پاک روح پھونکتا ہے۔

زمانہ حال میں مسیح کے شاگردوں کا فرض ہے کہ وہ مسیح کے مشن کو عالمگیر رنگ میں سمجھیں۔ جان آر۔ موٹ جو ایک زبردست مشنری، مدبّر اور کلیسیائی اتحاد کا سرگرم طرفدار تھا اپنی مسیحی پیروی میں عالمگیر بشارت کا معتقد تھا۔

"۱۸۸۶ء سے جب میں نے عالمگیر بشارت کی رویا دیکھی جو مسیح کی نظروں کے سامنے ہے تو میں نے اپنے ہر ایک فیصلہ کو کل دنیا کے نظریہ سے سمجھا۔"

کلیسیا کو ہر ایک پشت میں انجیل کی خوشخبری نئی پود کو اور ان لوگوں کو دینی پڑتی ہے جو اس بات سے لاعلم ہیں کہ مسیح نے بنی نوع انسان کے لئے اپنی صلیبی موت، قیامت اور صعود میں کیا کیا ہے۔ جو نہی کلیسیا اس کام کو سرانجام دینے کے لئے قدم اٹھاتی ہے اس کے پاس یوحنا کی انجیل سے بڑھ کر اور کوئی موثر شہادت نہیں ہے۔

آج لوگ اس شہادت کو اپنی اپنی زبان میں پڑھ سکتے ہیں اور اپنی قوم ونسل کے اساتذہ سے اس کی تفسیر معقول دلائل میں سُن سکتے ہیں یعنی وہ اس ازلی کلام کو سُنتے ہیں جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے، تو وہ کلام اُن کے اذہان میں اپنا اثر پیدا کرے گا جس طرح ابتدائے آفرینش سے وہ انسانی قلوب میں اثر کرتا رہا ہے۔ بالآخر وہ اُن لوگوں کے ساتھ جنھوں نے زندگی کے کلام کو دیکھا، سُنا اور چھوا، ایک آواز ہو کر کہیں گے:۔

"ہم نے اُس کا جلال دیکھا ہے..... اور جانتے ہیں کہ یہ فی الحقیقت دُنیا کا مُنجی ہے"۔

ختم شد

پی۔آر۔بی۔ ایس پریس لاہور میں باہتمام پرنٹر و پبلشر مسٹر ڈی۔ ایس کے فضل سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔

World Christian Books No. 8

JOHN'S WITNESS TO JESUS

BY

GEORGE APPLETON

ورلڈ کرسچن بکس ۸

مصنّفہ
جارج ایپلٹن

مترجمہ
اصغر فضل الٰہی پال